مؤلف: مولانا عاصم عمر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

...پبلیکیشن کے نام سے

...مولانا عاصم عمر نے لکھی ہے۔

...دو کتابیں

"تیسری جنگ عظیم اور دجال" جبکہ دوسری کتاب "برمودا تکون اور دجال" ہے۔

آپ کے ہاتھوں میں یہ تیسری کتاب ہے۔

امام مہدی کے دوست و دشمن

جعلساز بھائیوں سے درخواست ہے کہ خدا کا خوف کریں اور اس قدر اخلاقی بددیانتی کا ارتکاب نہ کریں۔

اسی طرح بعض لوگ ہماری کتابوں کو بغیر اجازت کے چھاپ رہے ہیں۔اسی پر بس نہیں بلکہ یہ حضرات مولانا عاصم عمر کو قتل کرانے اور گرفتار کرانے کی دھمکیاں بھی دیتے ہیں،انکو بھی تنبیہ کی جاتی ہے کہ وہ ایسا نہ کریں۔

مذکورہ دونوں طرح کے حضرات کو ہم اچھی طرح جانتے ہیں،اگرچہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت خفیہ رہ کر کام کر رہے ہیں۔

کتب فروش حضرات سے بھی درخواست ہے کہ ایسے خائن لوگوں کے ساتھ تعاون نہ کریں۔ اور ہماری کتب کے حوالے سے انکے ساتھ کوئی معاملہ نہ کریں۔

نوٹ

ادارے نے قارئین کے پرزور اسرار پر اس دفعہ اس کتاب کے دو ایڈیشن شائع کیے ہیں ایک اعلیٰ پیپر پر جس کی رعایتی قیمت -/125 روپے اور دوسرا لوکل پیپر پر جس کی رعایتی قیمت -/100 روپے ہے

منجانب ادارہ الھجرہ پبلیکیشن

تالیف

مولانا عاصم عمر

ناشر

الهجره پبلیکیشن کراچی
alhijrahpublication@yahoo.com
موبائل: 0312-2117879

کتاب کا نام : امام مہدی کے دوست و دشمن

[illegible] : مولانا محمد [illegible]

ناشر : الہجرہ پبلیکیشنز

طبع اول : مئی 2010ء

ملنے کے پتے

اسلامی کتب خانہ نزد جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی فون 021-34927159

مکتبہ فاروقیہ نزد جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی۔ فون: 021-34594114

ادارۃ الانور، دوکان نمبر 2، بنوری ٹاؤن، کراچی۔ فون: 021-34914596 موبائل: 0332-2204487

مکتبہ انعامیہ، دوکان نمبر 24، قاسم سینٹر، اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32216814 موبائل: 0345-2151205

ادارہ تحقیقات، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 0333-4380927

قرآن محل، اقبال مارکیٹ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔ موبائل: 0321-5123698

اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید راولپنڈی۔ فون: 051-4847585 موبائل: 0300-5065172

قاری طلحہ محمود ہمدانی ملت ٹاؤن فیصل آباد۔ موبائل: 0321-6633744

لاثانی اسٹیشنرز کالج روڈ کیہال ایبٹ آباد۔ موبائل: 0334-5571296

الممتاز کتب خانہ، قصہ خوانی، پشاور۔ موبائل: 0300-5945640

پہلا باب

رعایتی قیمت -/125 روپے

دوسرا باب

تیسرا باب

انتساب

امام وقت

غازی عبدالرشید شہید رحمۃ اللہ علیہ

اور

ان غیرت مند طالبات کے نام،

جنھوں نے مردوں کی

جانب سے قربانی دے کر

دینی غیرت کے معنیٰ کی لاج رکھی اور اہلِ حق کی

تاریخ کو شرمندہ ہونے سے بچالیا۔

پیش لفظ

الحمد لله الذی انزل علیٰ عبده الکتاب ولم یجعل له عوجا. والصلوٰة والسلام علی محمد نبینا وحبیبنا صلی اللہ علیه وسلم

ایک ہندوستانی مسلمان سے طویل گفتگو کے بعد اس موضوع پر لکھنے کا ارادہ بنا۔ گفتگو کی بنیاد راقم کی کتاب ''برمودا تکون اور دجال'' میں لکھی گئی ہندوستان کے حوالے سے چند باتیں تھیں۔ راقم نے اس کتاب میں لکھا تھا کہ جو پاکستانی بھارت کے دورے پر جاتے ہیں واپس آکر بھارت کی تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہیں۔ حالانکہ چند دن کے دورے میں وہ ہندو ذہنیت کو سمجھ نہیں سکتے۔

اس کتاب میں غزوہ ہند اور فتح ہند سے متعلق لکھی گئی باتیں بھی انکو پسند نہیں آئیں۔ انکی ناراضگی میں بنیادی عنصر وطنیت کی محبت تھا۔

چنانچہ بندے نے انکو وطنیت اور اسلام کے موضوع پر اسلامی نقطۂ نظر سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن اس بارے میں انکو بنیادی باتوں کا بھی علم نہیں تھا لہٰذا وہ اس بات کو نہیں سمجھ سکے۔ چنانچہ ابتدائی طور پر انکو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ اسلام میں محبت ونفرت اور دوستی و دشمنی کا کیا معیار ہے؟ اسلام میں اسکی کتنی اہمیت ہے؟ اور اس کے بغیر ایک مسلمان کا ایمان کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اور اگر دو معیار ایک دوسرے کے مقابل آجائیں یعنی ایک طرف اسلام اور دوسری جانب کوئی بھی محبت (والدین، اولاد، قبیلے، قوم اور وطن) ہو تو اسلام کے مقابلے ان میں سے کسی چیز کو اختیار کرنا ایمان کو خطرے میں ڈال دے گا۔

اسلام کے اس بنیادی تصور (**الحب للہ والبغض للہ** محبت بھی اللہ کے لئے اور نفرت بھی اللہ کے لئے) سے عام طور پر ہر جگہ غفلت پائی جاتی ہے، حتیٰ کہ بہت سے دیندار لوگ بھی اسلام کے مقابلے میں خاندان، قبیلے اور وطن کو ترجیح دیتے ہیں اور وہ اسکو گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ یہ مسئلہ اہلِسنت والجماعت کے عقیدے کا مسئلہ ہے۔ جسکو ائمہ حضرات نے عقیدے کی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ اور سلف صالحین نے اس عقیدے کی خاطر، کوڑے کھائے، جیلیں

کاٹیں اور جانوں کے نذرانے پیش کیے۔جس دل میں اللہ کی محبت ہوگی اس دل میں اللہ کے دوستوں کی محبت ہوگی ،اور اللہ کے دشمنوں کی نفرت ہوگی۔جس طرح ایمان اور کفر ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتے اسی طرح ایک دل میں اللہ کی محبت اور اللہ کے دشمنوں کی محبت جمع نہیں ہوسکتیں۔یہی معاملہ اللہ کے دوستوں سے محبت کا ہے۔

وطن پر اگر اسلام کو ترجیح نہیں دینگے تو امام مہدی کے ساتھ کس طرح شامل ہوسکتے ہیں۔مسلم ممالک کی حکومتیں یا بھارت اگر امام مہدی کے مخالف عالمی اتحاد میں ہوئے تو ایسی صورت میں مسلمان کیا کریں گے؟ وطنیت کے بت کو توڑ دینگے یا اسلام کو چھوڑ دینگے؟ان میں سے صرف ایک ہی کو اختیار کیا جاسکے گا۔

ان حالات کے پیش نظر،اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہوئے اس موضوع پر لکھنے کا ارادہ کیا۔چونکہ فتن اور امام مہدی سے متعلق مواد پہلے سے جمع تھا،لہٰذا اس موضوع کی مناسبت سے اس کو بھی اس کتاب میں شامل کردیا گیا ہے۔

''امام مہدی کے دوست ودشمن'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

کتاب کے حوالے سے بندے کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اسکو ضخامت سے بچایا جائے ،لہٰذا فتن کی ان احادیث کونقل کیا جاتا ہے جنکا مسلم معاشرے کو سامنا ہوتا ہے۔کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔

1 فتنوں کا بیان......اس میں مختلف یہودی جادوئی شخصیات کے بارے میں مختصراً بیان کیا گیا ہے۔لیکن جو بات سمجھانا مقصد ہے اسکے لئے انشاء اللہ یہ کافی ہے۔اس باب میں فتنوں سے متعلق ایک بحث ہے اگر سرسری طور پر ان احادیث کا مطالعہ کرینگے تو تضاد نظر آئے گا۔لہٰذا مختلف احادیث کوسامنے رکھئے گا تا کہ بات سمجھنے میں آسانی رہے۔

2 راہِ حق کے مسافر......یہ موضوع بہت وسیع ہے۔تاریخ اسلام ان اللہ والوں کے کارناموں سے بھری پڑی ہے، جنکے تذکرے اہلِ ایمان کے لئے اطمینانِ قلب اور ثابت قدمی کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

اس باب میں اسلاف کا تذکرہ کرتے ہوئے بعض جگہ قلم ،اپنوں سے اپنائیت کے ناطے شکوہ کناں ہوا ہے،اگر الفاظ کے انتخاب میں غلطی ہوئی ہوتو طالبِ علم سمجھ کر درگذر فرمایئے گا،لیکن یہ اپنوں کی محبت ہی ہے جسکی وجہ سے قلم جذبات کی رو میں بہہ گیا ہے۔انکوٹار گیٹ کلنگ میں اس طرح نشانہ بنایا جارہا ہے جیسے شکاری اپنے شکار کو چن چن کر نشانہ بناتے ہیں۔

3 تیسرا باب......امام مہدی سے متعلق ہے،اس میں مختصر چند بحثیں ہیں۔

کتاب میں جو احادیث نقل کی گئی ہیں انکی تحقیق بھی لکھی گئی ہے۔اور جو علماء کی رائے ہے اسکو رائے کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔لہٰذا قارئین صرف انہی احادیث کو قابلِ حجت مانیں جو صحت کے اعتبار سے حجت بن سکتی ہیں۔اور جو رائے ہے اسکو رائے کے طور پر ہی بیان کریں۔

بندے کو اپنی کم علمی کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہے۔لہٰذا کتاب میں جو بھی غلطی ہو وہ اسی کے ذمہ ڈالی جائے اور اگر مطلع کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دینگے۔

یہ کتاب سو فیصد اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد کے نتیجے میں آپ کے ہاتھوں میں پہنچی ہے۔ورنہ اپنا حال یہ ہے کہ انکی مدد کے بغیر ایک لفظ بھی لکھنا ممکن نہیں جو دوست احباب اس سلسلے میں تعاون کرتے رہے اللہ تعالیٰ انکو تمام فتنوں سے محفوظ فرما کر اپنے مقربین میں شامل فرمالیں، اور ایمانی پیاس کے اس دور میں شہادت کے جام سے سیراب فرمائیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو اہلِ ایمان کے لئے نفع کا ذریعہ بنادیں،اور حق کے لئے دلوں کو کھول دیں۔آمین

آخر میں میں محترم مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب کا انتہائی ممنون ہوں کہ حضرت نے اپنی قیمتی نصیحتوں سے نوازا۔جو بندے کے بہت کام آئیں،بندے کی یہی کوشش ہے کہ قلم اسلاف کی راہ اعتدال سے نہ ہٹے۔لہٰذا اساتذہ کرام سے درخواست ہے کہ راقم کو طالب علم سمجھتے ہوئے غلطیوں کی اصلاح فرمائیں۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

اس گنہگار کو آپکی دعاؤں کی ضرورت جتنی اس وقت ہے شاید کبھی نہ تھی،سو اللہ کی رضا کے لئے اپنی دعاؤں میں شامل رکھئے،خصوصاً وہ اللہ والے جو محاذ پر ہوں،اور تہجد میں اٹھنے والے،کہ اللہ تعالیٰ حق والوں کے ساتھ شامل فرمادیں،انہی کے ساتھ شہادت دیں اور انہی کے ساتھ قیامت کے دن اٹھائیں۔آمین

آپ کی دعاؤں کا محتاج

عاصم عمر

حال سے مستقبل تک

از: مفتی ابولبابہ شاہ منصور مدظلہ العالی

''مہدویات'' بڑا نازک موضوع ہے، اس پر کام کرنے والے حضرات اکابر کے طریق اعتدال اور تقلید مسلک جمہور اہل سنت والجماعت سے انحراف کریں تو خطرناک غلطیوں اور مغالطّوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔ میں ذیل میں ایسی چند غلطیوں کا تذکرہ کرنے کی جسارت کروں گا۔ پھر زیرِ نظر کتاب کی طرف واپس آ کر کچھ عرض کروں گا۔

اکثر حضرات تو اس موضوع سے لاتعلق ہیں وہ اس کی نزاکت اور پل صراط جیسی دو دھاری آزمائش کے پیش نظر اس کو موضوع سخن ہی نہیں بناتے۔ نہ اس پر کبھی بولتے ہیں نہ کچھ لکھتے ہیں۔ وہ عافیت اسی میں سمجھتے ہیں کہ ''در دریا منافع بے شمار است...... گر سلامت خواہی بر کنار است'' ظاہر ہے کہ اس سے حق اس غبار تلے چھپ جاتا ہے جو جہل کے علمبرداروں کی اڑائی گئی گرد سے وجود پاتا ہے اور اس کا نقصان اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اچانک کسی جھوٹے مدعی کے دعویٰ اور دعوت کی کامیابی کی خبر آتی ہے۔ لوگ موضوع کی حقانیت سے ناواقف ہونے کے سبب کذابوں کے ورغلانے میں فوراً آ جاتے ہیں اور نتیجہ کے طور پر تاریخ میں ایک اور سانحے کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

کچھ حضرات اس موضوع کو بیان کرتے ہیں، قلم اٹھاتے ہیں اور گفتگو بھی دور پار رہتے ہوئے کرتے ہیں، لیکن اس موضوع کو خالص نظریاتی طور پر پیش کرتے ہیں۔ یعنی اسے آسمان اور زمین کے مابین معلق کر کے محض تصوراتی طور پر بیان کرتے ہیں، زمینی حقائق یا عصری تطبیقات سے اتنا دور رکھتے ہیں کہ قاری یا سامع اسے صدیوں دور کا ایک تصوراتی واقعہ سمجھ کر یوں نظر انداز کر دیتا ہے، جیسے اس کو یا اس کی اگلی نسلوں کو اس سے واسطہ ہی نہیں، نہ اسے اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے نہ اپنے متعلقین کو زمانے کے ان فتنوں سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے جو ایمان کو گھن لگانے والے اور عمل کو برباد کر کے چاٹ جانے والے ہیں۔

بعض ماہر القادری قسم کے اسکالر اس موضوع پر تحقیق کا اعلان کر دیتے ہیں اور جب دنیا ان کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے تو وہ اپنی طویل تحقیق کا نتیجہ یہ بتلاتے ہیں کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ

کا دور کم از کم چھ سو سال دور ہے۔ پہلا سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ مدت کی تعیین جب حدیث شریف میں نہیں کی گئی تو کوئی دوسرا کیسے کرسکتا ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ مسلمانوں پر زوال کا جو جاں گسل دور آیا ہوا ہے اور کفر کو جو ہمہ گیر عروج نصیب ہوا ہے، اس کا خاتمہ لگتا نہیں کہ کسی عظیم اور عالمی سطح کے قائد کے بغیر ہو سکے۔ بظاہر وہ حضرت مہدی ہی ہوں گے۔ ان سے پہلے کسی اور کے ہاتھوں اتنا بڑا کارنامہ ممکن دکھائی نہیں دیتا۔ اب مسلمان سقوط خلافت ۱۹۲۴ء سے ایک سو سال پہلے سے مصائب اور مظالم کا شکار ہیں۔ سقوط خلافت کے سو سال گزرنے پر تو ان کی پسپائی اور پستی کی حد ہی نہیں رہی۔ یہ دو سو سال ہو گئے۔ خلافت کے اضمحلال سے سقوط تک اور سقوط سے آج تک۔ اس کے بعد کیا ہم یہ مان لیں کہ مزید چھ سو سال تک ہم اتنی زبردست قربانیوں کے باوجود اتنی مشقت اور ذلت کا شکار رہیں گے اور کفر کی باری (اننگ) آٹھ سو سال تک جاری رہے گی۔ مسلمان یونہی دنیا بھر میں، ہر سطح پر، ہر میدان میں، سب کچھ ہونے کے باوجود، کچھ بھی نہیں ہونگے۔ نہیں! بخدا نہیں! تاریخ اسلام اور احادیث الفتن پر نظر رکھنے والا شخص جو انقلاب احوال کی الٰہی سنت پر نظر رکھتا ہو، یعنی ایام اللہ اور آلاء اللہ کا مطالعہ کرتا ہو، انباء الرسل سے اسے ادنی مناسبت ہو، وہ اس کو تسلیم نہیں کرسکتا۔ یہ تو دشمن کی زبان ہے اور اسی کے کارندوں کو زیب دیتی ہے۔

کچھ لوگ اس موضوع کو چھیڑ لیتے ہیں تو اس کے ہر پہلو کی تاویل، تشریح، توضیح اور تفسیر کو اپنے ذمہ لازم سمجھ لیتے ہیں، اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ''أبھموا ما أبھمه الله'' کے قانون کے تحت اس کی جتنی بھی وضاحت کی جائے، اس میں کسی درجہ میں بھی ابہام ضرور رہے گا، حتیٰ کہ مولانا بدر عالم میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق تو خود حضرت مہدی کو بھی ایک عرصہ تک پتا نہ ہوگا کہ وہی مہدی آخر الزماں ہیں، اور جب کسی نہ کسی درجے میں ابہام رہے گا تو ہر چیز کی لازمی وضاحت کس طرح ضرور ہوسکتی ہے، بلکہ درست ہی نہیں ہوسکتی۔ اس طرح کے حضرات کی بے احتیاطیوں اور جلد بازیوں نے جہاں ایک طرف محتاط طبع اہل علم کو اس موضوع سے فاصلہ رکھنے اور زبان و قلم پر لانے سے احتیاط برتنے پر مجبور کیا، وہیں اس کا یہ بھی اثر ہوا کہ عوام میں مایوسی، بددلی اور بے اعتمادی پیدا ہوئی۔ اب وہ حق کو بھی شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

مولانا عاصم عمر صاحب حفظہ اللہ و بارک فی علمہ وعمرہ ان علماء میں ہیں جنہوں نے کانٹوں سے دامن بچا کر اس خار زار پر چلنے کی کوشش کی۔ اس عاجز کی ناقص معلومات کی حد تک ''احادیث الفتن'' پر عرب و عجم کے جن حضرات نے کام کیا ہے، مولانا کا کام ان میں سے اس حوالے سے ممتاز اور لائق تحسین ہے کہ انہوں نے شروح احادیث سے پھوٹنے والی روشنی سے

حال اور مستقبل کی طرف جانے والے راستے کو محتاط نظر سے دور تک دیکھنے، جانچنے، پرکھنے اور قارئین کو آگاہ رکھنے اور آگاہی دیتے رہنے کی کوشش کی ہے۔ کہیں کھل کر اور کہیں دبے لفظوں میں زمانہ حاضر کے فتنوں اور ان فتنوں کے فہم کے حوالے سے پیدا ہونے والے فتنوں سے آگاہ کیا ہے۔ معاصر مصنفین میں فتنہ دجال کو یہود سے اور امریکا اور یورپ سے جہاں یہود کا ظاہری تسلط ہے، جوڑ کر بیان کرنے والے تو کچھ نہ کچھ ہیں، لیکن بات جب افغانستان، پاکستان یا ہندوستان کی آتی ہے تو قلت علم، قلت فراست یا قلت جرأت کے سبب زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔

مولانا صاحب کی پہلی کتاب ''تیسری جنگ عظیم اور دجال'' نے اس سکوت کا پردہ چاک کیا اور اس کے بعد سے وہ مسلسل اس موضوع پر قابل قدر کام کر رہے ہیں۔ ان کے کام میں قدیم مآخذ سے استنباط و استدلال بھی ہے اور جدید ترین مخفی معلومات کا انکشاف اور ان سے بھرپور استفادہ بھی ہے۔ یہ امتزاج، جامعیت اور سلیقے کی دلیل ہے۔ یہ عاجز دل سے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طبیعت، مزاج و مذاق اور زبان وقلم پر سلامتی کا عنصر غالب رکھے۔ انہیں طبع سلیم، قلب سلیم اور لسان صادق عطا فرمائے۔ ان کی عرق ریز کاوشوں اور دل آویز تحریرات سے امت مسلمہ کو نفع پہنچائے۔ فتنوں کے اس دور میں انہوں نے جس کانٹوں بھری وادی سے گزر کر مسلم امہ کو فتن زمانہ سے آگاہ رکھنے کا جو بیڑہ اٹھایا ہے، اللہ تعالیٰ اس میں انہیں کامیاب کرے۔

آخر میں ایک گزارش مصنف سے ہے اور ایک قارئین سے۔ مصنف سے گزارش یہ ہے کہ اعتدال واحتیاط و تعلق مع الاکابر اور تقلید سلف کا دامن نہ چھوڑیں۔ اسی میں سلامتی، کام کی مقبولیت اور برکت و نافعیت ہے۔

اہل علم اور قارئین سے گزارش ہے کہ انسان جب کسی اچھوتے موضوع پر کام کرتا ہے جو بذات خود نازک بھی ہو تو اس سے غلطیوں کا احتمال دو چند ہو جاتا ہے۔ جب تک کسی کا نظریہ درست ہو، وہ توجہ دلانے سے اصلاح کا وعدہ کرتا ہو تو تمام اہل علم کو چاہیے کہ اس کی حسنات قبول کریں، حوصلہ افزائی فرمائیں، اس کی لغزشوں پر اسے توجہ دلائیں اور جب تک کسی کے کام پر خیر غالب ہو اس کی تردید، تنقیص یا مجمع عام میں تنقید سے گریز کریں۔ بلکہ اس کے کام کی اصلاح کر کے اسے اجتماعیت اور قبولیت عامہ کی شکل دینے کی کوشش کریں۔ فتنوں کے اس دور میں یہ امت کی بہترین خدمت ہوگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) ہدایت دینے والی ذات اللہ ہی کی ہے اور ہم سب اللہ کی ہدایت کے محتاج ہیں۔ عیوب سے پاک ذات صرف اسی کی ہے اور ہم سب اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

پہلا باب

فتنوں کا بیان

فتنوں سے غفلت...آخر کیوں؟

مدتِ دراز سے عالمِ اسلام طرح طرح کے فتنوں کا شکار چلا آ رہا ہے۔ یہ فتنے بیرونی بھی ہیں اور اندرونی بھی۔ ان فتنوں میں ایسے فتنے بھی رہے جنکا اثر مسلمانوں کے عقائد پر ہوا، اور کچھ فتنے ایسے بھی تھے جنکا اثر اعمال پر ہوا۔ کچھ فتنوں نے ظاہری جسموں کو متاثر کیا تو کچھ مسلمانوں کے دلوں پر حملہ آور ہوئے اور دل میں بزدلی، بخل اور بغض وحسد بھر کے رکھ دیا۔

بعض فتنے ایسے تھے جنھوں نے ہمارے معاشرتی نظام کو تہہ و بالا کرنے کی کوشش کی۔ کچھ فتنے گھروں سے خیر و برکت لوٹ کر لے گئے تو کچھ نے اہلِ خانہ کے دلوں میں تفریق پیدا کی۔ باپ و بیٹا ایک دوسرے کے لئے اجنبی بن گئے.... ماں بیٹی کے درمیان وہ الفت ومحبت باقی نہ رہی۔ کچھ فتنے علماء پر برسے تو کچھ کا ہدف مسلمان تاجر بنے۔ یہ فتنے ابلیس اور اسکے شیاطین (خواہ انسانوں میں سے ہوں یا جنات میں سے) نے انتھک محنت کر کے مسلمانوں میں پھیلائے۔ جسکے اثرات مسلمانوں کی اپنی قوتِ مدافعت (Resistance) کے اعتبار سے ہوئے۔

ہم ان فتنوں کو سازشوں کے نام سے جانتے ہیں، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مختلف فتنوں کے نام سے بیان فرمایا ہے، مسلمانوں کے خلاف ہونے والی سازشوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ مسلمانوں کو جو نقصانات اٹھانے پڑے اس کی ضربوں سے ابھی تک امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے درد کی ٹیسیں اٹھتی ہیں، ان فتنوں یا سازشوں نے امت کے انگ انگ اور جوڑ جوڑ پر ایسی چوٹیں ماری ہیں کہ جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو پھوڑے کی طرح نہ دکھ رہا ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام فتنوں کو بیان کیا اور کھول کھول کر بیان کیا۔ فتنے کا نام بتایا۔ فتنہ پھیلانے والے کا نام اور اسکے باپ کے نام تک سے اپنی امت کو آگاہ کیا۔ کس فتنے میں کیا لائحہ اختیار کیا جانا چاہئے اسکو بھی تفصیل سے بیان فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سلف صالحین نے ان فتنوں کے بارے میں مستقل تصنیفات کیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ

نے صحیح مسلم میں اور دیگر تمام محدثین نے، کتاب الفتن کو مستقلاً بیان کیا ہے۔علماء امت ہر دور میں مسلمانوں کو خطرات وتحدیات (Threats) سے، احادیث کی روشنی میں آگاہ کرتے رہے تاکہ مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل مرتب کریں۔

مشہور محدث علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وکان رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یحذر من ذٰلک ویعلم بہ قبل وقوعہ وذٰلک من دلالات النبوۃ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقد حث النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم امتہ علی المبادرۃ بالاعمال الصالحۃ قبل الانشغال عنھا بما یحدث من الفتن الشاغلۃ والمتراکمۃ المتکاثرۃ، فقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم بادروا باالاعمال فتنا الحدیث......

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان فتنوں سے ہوشیار کرتے تھے،اور انکے رونما ہونے سے پہلے انکا علم رکھتے تھے،اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل میں سے ہے۔اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غافل کردینے والے، پے درپے آنے والے اور ایک سے بڑھ کر ایک فتنوں کے ظاہر ہونے سے پہلے، اپنی امت کو نیک اعمال کرنے میں سبقت کرنے پر ابھارا ہے۔

موجودہ دور میں فتنے ایسے برس رہے ہیں جیسے آسمان سے بارش برستی ہے۔تاریک فتنے ......گھٹا ٹوپ اندھیری رات کے مانند کہ ہاتھ بھی نہ سجھائی دے...... فتنے ہی فتنے ہیں......فتنہ مال کو لے لیجئے......اس فتنے نے لوگوں کو اپنی لپیٹ میں ایسا لیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر مال ہی کو معبود بنالیا گیا ہے......عوام تو عوام، بہت سے دین داروں کا بھی یہی خیال ہے کہ کثرتِ مال زندگی کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا زندہ رہنے کے لئے سانسیں......جھوٹ کا فتنہ ہے کہ اللہ کی پناہ ......لوگ اس جھوٹ کی لپیٹ میں ایسے آئے کہ باطل کو حق مان بیٹھے اور حق کو باطل......فتنہ نساء ہے، جسکے تھپیڑوں نے بندِ کواڑوں کو بھی جھنجوڑ کر رکھ دیا ہے......دھیرے دھیرے دلوں سے فحاشی کی نفرت نکلتی جارہی ہے......مسلمان اپنی آنکھوں سے فحاشی ہوتے دیکھ رہے ہیں،لیکن انکا ایمان جوش نہیں مارتا کہ بے حیائی وفحاشی پھیلانے والوں کو بہالے جائے۔

ان سب فتنوں سے بڑھ کر فتنۂ دجال ہے۔سلف صالحین کے مقابلے ہم لوگ تاریخِ انسانیت کے اس بھیانک ترین فتنے سے قریب ہوچکے ہیں۔چنانچہ اب بھی اگر ان فتنوں کو بیان کرنے کا وقت نہیں آیا تو پھر کب آئے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو لوگوں تک پہنچانے کا اگر یہ وقت نہیں تو پھر کونسا وقت ہوگا؟ اب جبکہ امت گردن تک فتنوں میں ڈوب چکی ہے اگر اب بھی انکو نورِ نبوت کی کشتی میں نہ بٹھایا گیا تو قیامت کے دن کس سے سوال کیا جائیگا؟ تاریک

راتوں میں بھٹکتی......ٹامک ٹوئیاں مارتی......حیران و سرگرداں اس امت کو، اگر اب بھی علماءِ حق نے انگلی نہ پکڑائی تو پھر کون انکو راہ دکھائے گا؟ کیا وہ مستشرقین جو علماء کا روپ دھار کر گھات لگائے بیٹھے ہیں؟ یا وہ جنکی مجلسوں میں شیاطین حاضر ہوتے ہیں؟ یا وہ جنکی زبانوں میں جادو ہے؟ حالانکہ ان سب کا مقصد اس امت کو راہِ حق سے اغوا کر لینا ہے۔

امت کو صحیح راہ دکھانا، قافلۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو راہزنوں سے بچانا علماءِ حق پر فرض ہے۔ وہی اس لائق ہیں کہ اس موضوع پر قلم اٹھائیں اور صحراء کا سکوت توڑیں۔ حالات اس بات کا تقاضا کر رہے ہیں کہ لوگوں کو بتایا جائے کہ، ڈر ڈر کر......چھپ چھپ کر......سسک سسک کر جینے سے...... زندگی کی سانسیں دراز نہیں ہوجاتیں اور حق کو بیان کرنے یا دجال کو دجال کہنے سے لکھی ہوئی سانسوں کو دنیا کی کوئی طاقت کم نہیں کر سکتی......جو راحت و پریشانی مقدر میں لکھی جا چکی سو لکھی جا چکی، اسکو ساری اتحادی افواج مل کر بھی نہیں بدل سکتیں......کامیابی اسی میں ہے کہ بندے کا سب کچھ اپنے آقا کے لئے ہو جائے۔ محبت ہو یا نفرت......آسائش ہو یا آزمائش، سب اللہ کی خاطر ہو۔

یاد رکھنا چاہئے کہ اس جدید ٹیکنالوجی کے دور میں بھی سارے اختیارات صرف اور صرف اسی رب کے پاس ہیں جسکی بادشاہت میں نہ امریکہ شریک ہوسکا اور نہ کانا دجال شریک ہو سکے گا۔ موت و حیات کا اختیار نہ سی آئی اے (C.I.A) کو دیا گیا ہے اور نہ بلیک واٹر کائنات کے رب سے یہ اختیار چھین سکتی ہے.....دنیا کی آزمائشیں اور امتحانات، یہ سب وقتی ہیں...اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی قربانیوں سے غافل نہیں ہیں...ظالموں کی رسی لمبی ہوتی دیکھ کر کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ وہ عرش و کرسی کے بادشاہ کو عاجز کر سکتے ہیں...اللہ تعالیٰ ہی طاقتور ہیں اور بہت حکمت والے ہیں۔ دنیا دارالامتحان ہے...دار الفتن ہے... یہاں وہی بچ سکتا ہے جو فتنوں سے بچ بچ کر چلتا ہو جیسے وہ شخص جو کسی پرخار پگڈنڈی پر چلا جاتا ہو، جسکے دونوں جانب کانٹوں بھری جھاڑیاں ہیں.....جن میں فتنے گھات لگائے بیٹھے ہیں...خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ان جھاڑیوں سے بچتے بچاتے... منزل کی جانب رواں دواں ہیں...سفر بھی جاری رکھنا ہے اور دامن کو بھی بچانا ہے مبادا کانٹوں میں الجھ ہی نہ جائے...اس خوف سے بیٹھا بھی نہیں جا سکتا کہ کانٹے دامن پکڑ لیں گے...منزل پہ پہنچنا بھی ضروری ہے...سو چلتے رہیے...لیکن گھات لگائے فتنوں کے بارے میں جان کر۔

یہاں ان فتنوں کو بیان کرنے کی کوشش کریں گے جنکا سامنا آج عالمِ اسلام کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں میں ہم سب کو ڈھانپ لیں اور ہر قسم کے فتنوں اور انکے اسباب سے ہماری حفاظت فرما کر، ہاتھ پکڑ کر ہمیں منزل پر پہنچا دیں۔ آمین

دنیا کا فتنہ

فتنہ دنیا ہے کہ لوگوں کی رگ رگ میں اس طرح سرایت کر چکا ہے کہ قبرستان جا کر بھی آخرت کا خیال نہیں آتا......جس دنیا کو اللہ تعالیٰ نے بار بار دھوکہ کہا اسکو اب اٹل حقیقت سمجھا جارہا ہے، دنیا حاصل ہو جانے کی امید میں سالہا سال محنت و مشقت، لیکن پلک جھپکتے ہی شروع ہونے والی اخروی زندگی کے لئے کوئی تیاری نہیں۔ دنیا کی محبت کا اندازہ کیجئے، اگر کسی کو کہا جائے کہ ہم تمہیں ایک ایسا عمل بتائیں جسکو کر کے پلک جھپکتے ہی آپ جنت کی وسعتوں میں پہنچ جائیں گے، اور اپنے محبوبِ حقیقی کے دیدار سے سرفراز ہو جائیں گے، کتنے مسلمان ہونگے جو محبوبِ حقیقی سے ملاقات کرنا چاہیں گے؟ ہمیں خود اپنے آپ سے سوال کرنا چاہئے، آنکھیں بند کر کے اپنے دل کو ٹٹولئے کہ جس ذات سے سب سے زیادہ محبت کا دعویٰ اس سے ملاقات میں کیا چیز مانع ہے؟ دل میں انکی ملاقات کا کتنا شوق ہے؟ کتنی نمازوں میں ان سے ملاقات کی دعا کرتے ہیں؟ جبکہ اگر کوئی دنیا کی ترقی، دنیا کی دولت حاصل کرنے کا راستہ، بتائے تو پھر بے قراری دیکھئے اسکے لئے ہم کیا جتن نہیں کریں گے۔ یہ دنیا کی محبت اور اس پر ایمان نہیں تو اور کیا ہے؟

عن ابی موسیٰ الاشعری أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال من احب دنیاہ اضر بآخرته ومن أحب آخرته اضر بدنیاہ فآثروا مایبقیٰ علی ما یفنی (رواہ الحاکم وقال صحیح .ووافقه الذهبی فی التلخیص)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا، اور جس نے اپنی آخرت سے محبت کی اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا، لہٰذا تم فناء ہونے والی پر باقی رہنے والی کو ترجیح دو۔ (اسکو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں روایت کیا ہے اور اسکو صحیح کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے)

قال رسول اللہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا احب اللہ عبدا حماہ الدنیا کما یحمی احدکم مریضه الماء (رواہ الحاکم وصححه علی شرط الشیخین ووافقه الذهبی

رحمۃاللہ علیہ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اسکو دنیا سے اس طرح بچاتے ہیں جیسے تم اپنے مریض کو پانی سے بچاتے ہو۔ (حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو روایت کیا ہے اور شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی توثیق کی ہے)

قال عمر وبن العاص رضی اللہ عنہ: ما ابعد ھدیکم من ھدی نبیکم صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ کان ازھد الناس فی الدنیا وانتم ارغب الناس فیھا (اخرجہ الامام احمد بسند صحیح)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا طرزِ زندگی تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ زندگی سے کس قدر جدا ہے، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں دنیا سے سب سے زیادہ بچنے والے تھے اور تم اس دنیا میں سب سے زیادہ دلچسپی لینے والے ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے زیادہ نماز، روزہ اور جہاد کرنے والے ہو، حالانکہ وہ تم سے بہتر تھے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا: وہ تمہارے مقابلے دنیا سے زیادہ بچنے والے اور آخرت میں زیادہ رغبت رکھنے والے تھے۔ (جامع العلوم والحکم ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)

جادوگرنی سے ڈرو

قال مالک بن دینار رحمۃاللّٰہ علیہ اتقوا السحارۃ فانھا تسحر قلوب العلماء یعنی الدنیا (ذم الدنیا لابن ابی الدنیا)

ترجمہ: حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم جادوگرنی سے ڈرو کیونکہ یہ علماء کے دلوں پر جادو کردیتی ہے۔ اس جادوگرنی سے انکی مراد دنیا ہے۔

مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھ سے عبداللہ رازی نے فرمایا: اگر آپ کو اس بات میں خوشی محسوس ہو کہ آپ عبادت کی حلاوت پالیں اور اس حلاوت کی انتہا تک پہنچ جائیں، تو اپنے اور اپنی خواہشات کے درمیان ایک لوہے کی دیوار بنالیجئے۔ (ذم الدنیا لابن ابی الدنیا)

قال سفیان، قال عیسیٰ بن مریم: کما لا یستقیم النار والماء فی اناء کذٰلک لا یستقیم حب الآخرۃ والدنیا فی قلب المؤمن (ایضاً)

ترجمہ: سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا: جس طرح

آگ اور پانی ایک برتن میں جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح آخرت کی محبت اور دنیا مومن کے دل میں نہیں ٹھہر سکتیں۔

عن سهل أبي الاسد قال كان يقال مثل الذى يريد ان يجمع له الآخرة والدنيا مثل عبد له ربان لايدرى ايهما رضى(ایضاً)

ترجمہ: حضرت سہل ابو اسد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ مشہور ہے کہ اس شخص کی مثال جو آخرت اور دنیا جمع کرنا چاہتا ہے اس غلام جیسی ہے جسکے دو آقا ہوں، اسکو پتہ نہیں کہ دونوں میں سے کون راضی ہوا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے دنیا سے محبت کی اور اس دنیا کے ملنے سے اسکو خوشی ہوئی تو اسکے دل سے آخرت کا خوف نکل جائے گا، اور جو شخص علم میں ترقی کرے اور دنیا کی حرص میں بھی اضافہ ہو تو ایسا شخص اللہ کے نزدیک زیادہ نفرت والا اور اللہ سے زیادہ دور ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

وقال وهب رحمةاللّٰه عليه انما الدنياوالآخرة كرجل له امرأتان ان ارضى احداهما اسخط الاخرىٰ(جامع العلوم والحكم ابن رجب حنبليرخمةاللّٰه عليه)

حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دنیا اور آخرت کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص کی دو بیویاں ہوں، اگر ایک کو راضی کرے تو دوسری ناراض ہو جائے۔ (مع العلوم والحکم ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)

ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسلاف میں سے کسی نے دنیا اور دنیا داروں کے بارے میں کیا خوب کہا ہے: **وما هى الا جيفة مستحيلة عليها كلاب همهن اجتذابها فان تجتنبها كنت سلما وان تجتذبها نازعتک كلابها** (جامع العلوم والحكم ابن رجب حنبلى رحمةاللّٰه عليه)

ترجمہ: یہ دنیا کیا ہے؟ ایک پرانی بدبو چھوڑتی مردار لاش، جس پر کتے جھپٹ رہے ہیں، اگر آپ اس سے دور رہتے ہیں تو محفوظ اور اگر آپ بھی اس چھینا جھپٹی میں شریک ہوتے ہیں تو اس پر جھپٹنے والے کتے آپ سے لڑ پڑیں گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا دنیا کے فتنے سے ڈرنا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس

تھے، انھوں نے پانی پینے کے لئے مانگا، کسی نے انکو پانی اور شہد لا کر دیدیا، جب آپ رضی اللہ عنہ نے اسکو منھ کے قریب کیا تو اتنا روئے کہ اپنے اصحاب کو بھی رلا دیا۔ پھر صحابہ تو چپ ہو گئے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہیں چپے۔ پھر دوبارہ پانی منھ کے قریب کیا اور پھر رونے لگے۔ اتنا روئے کہ صحابہ سمجھے کہ انکو ہم نہیں سنبھال سکتے۔ پھر انھوں نے اپنی آنکھوں کو پونچھا۔ صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ کو کس بات نے رلایا؟ فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ سے کسی چیز کو دور فرما رہے ہیں۔ حالانکہ میں نے کسی کو آپ کے قریب نہیں دیکھا۔ سو میں نے پوچھ لیا، اے رسول اللہ! آپ خود سے کس چیز کو دور فرما رہے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دنیا تھی جو میرے سامنے آگئی تھے۔ میں نے اس سے کہا جا مجھ سے دور ہو جا۔ وہ پھر لوٹ آئی اور کہا کہ بیشک آپ مجھ سے بچ گئے لیکن آپ کے بعد والا ہرگز مجھ سے نہیں بچ پائے گا۔ (ذم الدنیا لابن ابی الدنیا)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ افطاری کے لئے دستر خوان پر تشریف فرما تھے، دستر خوان پر قسم قسم کی کھانے کی چیزیں رکھی ہوئیں تھیں۔ بیٹھے بیٹھے رونے لگے، اور دستر خوان سے اٹھ کر چلے گئے۔

دنیا سے بے رغبتی اور اسکی مذمت میں احادیث و آثار میں بہت کچھ بیان کیا گیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد سلف صالحین کے ہاں زہد کی کتنی اہمیت رہی ہے اسکا اندازہ اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں سے کیا جا سکتا ہے۔ الزہد پر مشہور کتابیں یہ ہیں:

1. الزہد ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ
2. الزہد الکبیر للبیہقی رحمۃ اللہ علیہ
3. الزہد ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ
4. الزہد ابن سری رحمۃ اللہ علیہ
5. الزہد ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ
6. الزہد ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ
7. الزہد احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
8. الزہد ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ
9. الزہد اسد ابن موسیٰ
10. الزہد لہناد رحمۃ اللہ علیہ
11. الزہد لوکیع رحمۃ اللہ علیہ
12. الزہد والرقائق خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
13. الزہد والرع والعبادۃ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
14. الزہد وصفت الزاہدین ابن اعرابی رحمۃ اللہ علیہ
15. الفوائد والزہد والرقائق والمراثی جعفر الخلدی رحمۃ اللہ علیہ
16. ذم الدنیا ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ

یہ دنیا کی محبت ہی ہے جو انسان کو آخرت سے غافل کر دیتی ہے۔ چنانچہ قرآن و احادیث میں اس دنیا سے بچنے کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ درحقیقت آج دنیا کی محبت ہی ہمارے دلوں میں گھر کئے بیٹھی ہے جس کی وجہ سے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی حیثیت سمندر کے جھاگ کے برابر ہو کر رہ گئی ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس دنیا کی بے رغبتی اپنے اندر پیدا کریں۔ اسکی لذتوں میں ڈوبنے کے بجائے لذتوں سے کنارہ کشی اختیار کریں۔ ختم ہو جانے والی، کسی بھی لمحے ساتھ چھوڑ دینے والی، بے وفا دنیا میں دل لگانے کے بجائے، ابدی، نہ ختم ہونے والی اور وفاء کرنے والی آخرت کے غم سے دل کو آباد کرلیں۔

اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی کا مطالعہ کیجئے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپکو رزقِ حلال وافر مقدار میں عطا فرمایا ہے تب بھی ان صحابہ کو دیکھئے جن کو اللہ تعالیٰ نے خوب مال و دولت سے نوازا لیکن اس دنیا کے بارے میں انکی عملی زندگی کیسی تھی۔ آج کل لوگ ان صحابہ کی مثال دیدیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ صحابہ کے پاس بھی تو بہت پیسہ تھا۔ لیکن یہ حضرات صحابہ کی عمومی زندگی بھول جاتے ہیں۔ ہمارے مالداروں اور صحابہ میں یہ فرق تھا جیسے وہ دو شخص، جنکے پاس پیسہ ہو، دونوں کے گھر میں کھانے پینے کی تمام چیزیں موجود ہوں، عمدہ سے عمدہ لباس انکو میسر ہو، لیکن ایک کے گھر میں کسی عزیز کا انتقال ہو گیا ہو، یا کوئی غم ہو جو اسکے دل کو اندر ہی اندر پگھلا رہا ہو۔

جبکہ دوسرے کے گھر میں کوئی غم نہ ہو، آپ بتایئے پہلا والا گھر میں غم کے ہوتے ہوئے دنیاوی آسائشوں سے کس طرح لطف اندوز ہو سکتا ہے، بیشک آپ اسکے لئے دنیا بھر کے کھانے اکٹھے کر دیں لیکن اس غم کے ہوتے ہوئے ایک نوالہ بھی اسکے حلق سے نیچے نہیں اتریگا۔ صحابہ کے پاس بے شک سب کچھ تھا، لیکن انکے دلوں میں آخرت کا غم اتنا شدید تھا کہ ناسور بن گیا تھا۔ جبکہ ہماری مثال دوسرے شخص کی سی ہے، دنیا بھی موجود لیکن دل آخرت کے غم سے خالی۔

لہٰذا اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے، مالدار صحابہ رضی اللہ عنہم کی مثال دینا بالکل زیادتی ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، جیسے مالدار صحابہ کی سیرت اٹھا کر دیکھئے، کہ سب کچھ ہوتے ہوئے کس غم میں زندگی گذاری ہے۔ ام المؤمنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسی ہزار درہم ایک دن میں صدقہ کر دیتی ہیں اور شام کو افطار کے لئے کچھ بھی بچا کر نہیں رکھتیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیٹے کی دعوت اس لئے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں کہ دستر خوان پر دو قسم کے کھانے جمع تھے۔

دین سے دنیا کمانا

عن ابی هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج فى آخر الزمان رجال يختلون الدنيا بالدين يلبسون للناس جلود الضان من اللين السنتهم احلة من السكر وقلوبهم قلوب الذئاب يقول الله أبى تغترونَ؟ام على تجترؤن؟فبى حلفت لابعثن على اؤليک منهم فتنة تدع الحليم منهم حيرانا (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانے میں ایسے لوگ نکلیں گے جو دین کے ذریعے دنیا کمائیں گے۔ یہ لوگوں کو دکھانے کے لئے زاہدوں کا لبادہ اوڑھے ہونگے۔ انکی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی اور دل بھیڑیوں کے دل ہونگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کیا مجھے ہی دھوکہ دیتے ہو؟ یا میرے اوپر ہی جرأت کرتے ہو؟ میرے جلال کی قسم ان لوگوں پر انہی میں سے ایسا فتنہ مسلط کرونگا کہ انکے اہلِ عقل وخرد بھی حیران رہ جائیں گے۔

فائدہ...... علماء نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ جولوگ دین کو دنیا بنانے، دولت کمانے اور عزت وجاہ حاصل کرنے کا ذریعہ بنالیں انکے لئے یہ وعید ہے۔ اسکے علاوہ بھی کئی احادیث ہیں جس میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ بعض جگہ خصوصاً علمِ دین حاصل کرنے والوں کے بارے میں وعید آئی ہے جو اسکو دنیا کمانے کے لئے حاصل کریں۔

مالِ حلال کے کم ہو جانے کی پیشن گوئی

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ تمہیں تین چیزوں سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ ہوگی: حلال کمائی سے حاصل کیا ہوا درہم، یا ایسا بھائی جس سے انسیت رکھے یا کوئی سنت جس پر وہ عمل کرے۔ (طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاوسط'' میں اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''الحلیۃ'' میں روایت کیا ہے)

گانے بجانے کا فتنہ

گانے بجانے والے.... سور اور بندر بن جائیں گے:

ليشربن ناس من امتى الخمر يسمونها بغير اسمها يعزف علىٰ رؤوسهم بالمعازف والمغنيات، يخسف الله بهم الارض، ويجعل منهم القردة والخنازير (رواه الامام

احمد،وابن ابی شیبة،ابن حبان فی صحیحه، والطبرانی والبیهقی.ورواه البخاری فی "التاریخ الکبیر".)

ترجمہ: میری امت کے کچھ لوگ ضرور شراب پئیں گے، وہ اس (شراب) کوشراب کے علاوہ کوئی اور نام دینگے، انکے سروں پر آلاتِ موسیقی اور گانے والیاں گائیں گی، بجائیں گی۔ اللہ تعالیٰ انکو زمین میں دھنسا دینگے، اور انکو بندر اور خنزیر بنا دینگے۔ (مسند احمد، ابن ابی شیبۃ، صحیح ابن حبان، تاریخ کبیر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

عن ابی امامة الباهلی رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: تبیت طائفة من امتی علیٰ اکل وشرب، ولهو ولعب، ثم یصبحون قردة وخنازیر، ولیصیبنهم خسف وقذف، ویبعث علیٰ احیاء من احیائهم ریح فتنسفهم کما نسفت من کان قبلهم باستحلالهم الخمور وضربهم بالدفوف، واتخاذهم القینات(رواه الامام احمد وسعید بن منصور)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ کھانے پینے اور لہو ولعب میں رات بسر کرینگے۔ پھر صبح کے وقت بندر اور خنزیر ہو جائیں گے۔ اور وہ دھنسیں گے اور پھینکے جائیں گے، پھر انکے زندوں پر ہوا بھیجی جائے گی جو انکو اس طرح اکھاڑ پھینکے گی جیسے ان سے پہلے والوں کو اکھاڑ پھینکا تھا، (یہ عذاب) انکے شراب کو حلال کر لینے اور ڈھول طبلے اور گانے بجانے کے آلات بنانے کی وجہ سے۔

فتنہ نساء

عن اسامة بن زید رضی اللہ عنهما عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال "ما ترکت بعدی فتنة أضر علی الرجال من النساء" (صحیح البخاری المکنز ۵۰۹۶)

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے اپنے بعد ایسا کوئی فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں پر عورتوں (کے فتنے) سے زیادہ نقصان دہ ہو"۔

فائدہ...... ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں "بیشک عورتوں کا فتنہ تمام فتنوں میں سب سے بڑا ہے۔"...... اس حدیث کی صحت پر قرآن کریم کی آیت بھی شاہد ہے۔ "زین للناس حب الشهوات من النساء والبنین" الایة شہوتوں کی محبت لوگوں کے

لئے سجا دی گئی ہے۔ یعنی عورتیں اور بیٹے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عورت کو تمام شہوتوں پر مقدم رکھا ہے۔......سو مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو مضبوط رکھیں۔ اور عورتوں کے فتنے سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رہیں۔ (شرح ابن بطال)

عـن سعيد بن المسيب رحمةالله عليه يقول ما أيس الشيطان من شئی الا اتاه من قبل النساء. (شعب الایمان للبیهقی)

ترجمہ: حضرت سعید بن میبّب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیطان جب بھی (گمراہ کرنے سے) کسی سے مایوس ہوا تو اسکے پاس عورت کی جانب سے آیا۔ اسکے بعد سعید بن میبّب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''میری ایک آنکھ (ضعیف العمری کی وجہ سے) کی بینائی ختم ہوگئی ہے اور دوسری بھی ختم ہونے والی ہے، لیکن مجھے اپنے بارے میں عورت سے زیادہ کسی چیز کا خوف نہیں ہے۔ اس وقت سعید بن میبّب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چوراسی (84) سال تھی۔

موجودہ دور میں شیطانی قوتوں نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ مرد و زن کے اختلاط کو عام کیا جائے۔ مسلمان عورتوں کو یہود و نصاریٰ کی عورتوں کے نقشِ قدم پر چلانے کے لئے ابلیس نے ان گنت جال بچھائے ہیں۔ ان جالوں کو خوبصورت نعروں، اشتہاروں اور دجل و فریب سے ایسا مزین کر کے دکھایا ہے کہ ماؤں بہنوں کو اس جال کی طرف جانے سے روکنے والے اپنے دشمن، سماج کے دشمن، ترقی و استحکام کے دشمن، آزادی و مساوات کے دشمن حتیٰ کہ اسلام اور دین کے بھی دشمن نظر آتے ہیں۔ جو بھیڑیے انکی تاک میں گھات لگائے بیٹھے ہیں وہ انکے نزدیک امن کے پیامبر، حقوق کے علمبردار، مسیحائے نسواں ٹھہرے۔ شرم و حیا، عفت و پاکدامنی گذرے وقتوں کی بات ہوئی....اب تو جو اس متعفن دنیا سے جتنا نوچ لے وہی معزز، وہی دانشور، وہی لیڈر بنا۔ لہٰذا قوم کی بیٹیاں بھی اسی مردہ لاش کے پیچھے بھاگ رہی ہیں...اس بھگدڑ میں باپ کا اُڑھایا حیا کا دوپٹہ، کہاں گرا اور کتنے مردوں کے پیروں تلے کچلا گیا.....کچھ خبر نہیں...بس ایک دوڑ ہے.....مردوں سے آگے نکل جانے کی دوڑ.....حالانکہ یہ نادان نہیں جانتیں کہ یہ صرف نعرہ ہے۔ جو مردوں نے عورت ذات کا استحصال (Exploitation) کرنے کے لئے ایجاد کیا ہے۔ حقیقت سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔ انھوں نے عورت ذات کو عزت کی زندگی سے نکال کر سڑکوں، فٹ پاتھوں اور دفتروں میں مزدور بنا کر ذلیل کیا ہے۔ یہ جاہلی تہذیب کے بھیڑیے ہیں جو اپنے شکار کو صرف ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں۔

امریکہ و یورپ کو لے لیجئے۔ پالیسی ساز کون ہیں؟ فیصلے کن کے ہاتھ میں ہیں؟ مردوں

کے یا عورتوں کے؟ عورتوں سے دفتروں اور سڑکوں پر مزدوری کرا کے دنیا کی کسی قوم نے ترقی نہیں کی۔ یہودیوں کی چاکری کر کے کوئی قوم کامیاب نہیں ہوئی۔ مزدور بھرتی ہوئے اور مزدور ہی فارغ کر دئے گئے۔ یورپ کے صنعتی انقلاب سے اب تک کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔

مسلمان بہنوں کو سوچنا چاہئے کہ کامیابی وہ نہیں جو ابلیس اور اسکے لوگ دکھا رہے ہیں۔ کامیابی وہ ہے جسکو اللہ اور اسکے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ انکے لئے یہود و نصاریٰ کی فاحشہ عورتیں رول ماڈل نہیں ہونی چاہئیں بلکہ امہات المؤمنین ہی اس لائق ہیں کہ عورت ذات انکو رول ماڈل بنائے۔ اسی میں عزت ہے اسی میں کامیابی۔ اسی میں مرد کی برابری ہے اور اسی میں معاشرے کی تعمیر و ترقی پنہاں ہے۔

عورتوں کے سرکش ہو جانے اور جوانوں کے فاسق ہو جانے کا بیان

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : كيف بكم ايها الناس اذا طغیٰ نسائكم وفسق فتيانكم؟ قالوا يا رسول الله! ان هذا لكائن؟ قال نعم واشد منه. (مسند ابو يعلی. طبرانی فی الاوسط)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہاری عورتیں سرکش ہو جائیں گی اور تمہارے جوان فاسق۔ لوگوں نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول یہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

عن رجل من الصحابة قال: سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول: ليت شعری كيف امتی بعدی حين تتبختر رجالهم وتمرح نسائهم؟ وليت شعری حين يصيرون صنفين :صنفا ناصبی نحورهم فی سبيل الله وصنفا عمالا لغير الله (رواه ابن عساكر فی "تاريخه")

ترجمہ: ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: کاش! مجھے اپنے بعد اپنی امت کی حالت کا علم ہوتا کہ جب انکے مرد متکبرانہ چال چلیں گے اور انکی عورتیں ناز و انداز سے چلیں گی؟ اور کاش مجھے انکا حال معلوم ہوتا کہ جب وہ دو قسم کے ہو جائیں گے: ایک قسم ان لوگوں کی جو اپنی گردنیں جہاد میں بچھائے ہونگے (شہادت کے لئے: راقم) اور دوسرے وہ لوگ جو غیر اللہ کے لئے عمل کرتے ہونگے۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صنفان من أهل النار لم ارهما: قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها فان ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا (صحیح مسلم ،مسند احمد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنمیوں کی دوقسموں کو میں نے نہیں دیکھا۔ایک وہ لوگ جنکے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوڑے تھے ان سے لوگوں کو مارتے ہونگے ،اور وہ عورتیں جو کپڑے پہنے ہونگی (لیکن اسکے باوجود) برہنہ ہونگی، (مردوں کو اپنی طرف) مائل کرتی ہونگی اور خود مائل ہوتی ہونگی۔انکے سر جھکی ہوئی اونٹنی کے کوہانوں کی طرح ہونگے ۔ یہ جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھ سکیں گی ۔ بیشک جنت کی خوشبو اتنی دور کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔

یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے جس میں آپ نے بعد میں آنے والے حالات کی خبر دی ہے۔اس حدیث میں عورتوں کے فیشن کی خبر دی گئی ہے۔عورتیں ایسے کپڑے پہنیں گی جس سے ستر پوشی نہیں ہوگی۔انکا بناؤ سنگھار، زیبائش وآرائش صرف اسلئے ہوگی کہ غیر مرد انکی جانب مائل ہوں۔عورتیں سر کے بالوں کو اوپر کی جانب اکٹھا کر کے جوڑا باندھیں گی جو اونٹنی کے کوہان کی طرح اٹھے ہونگے۔سنا ہے آج کل نئی دلہنوں کو بیوٹی پارلر والے اسی طرح تیار کرتے ہیں کہ انکے سر اونٹنی کے کوہان کے مانند لگتے ہیں۔شاعر کہتا ہے۔

رخِ زیبا پلستر در پلستر   عجب کوہان سا باندھا ہے سر سے
ٹھٹک کر رہ گئی ہے والدہ بھی   دلہن آئی ہے بیوٹی پارلر سے

چونکہ ہمارا ''پڑھا لکھا معاشرہ'' اپنی عقلیں ہالی وُڈ اور بالی وُڈ والوں کے پاس گروی رکھ چکا ہے،سو جیسا بھارتی فلموں میں دیکھا اسی کی نقالی شروع کردی اور اس پر فیشن کا ٹھپہ لگا کر جائز کرلیا۔حالانکہ کتنے پڑھے لکھے ہیں جنکو یہ علم ہے کہ ہالی وُڈ یا ممبئی اور دہلی والوں کے فیشن کون ڈیزائن کرتا ہے۔یہ تمام کے تمام کٹر مذہبی یہودی ہیں۔جو اس امت سے ہر وہ کام کرانا چاہتے ہیں جس سے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔لہٰذا یہ ایسے ہی فیشن نکالتے ہیں جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ناراض ہو اور انکا رب (ابلیس) خوش ہو۔بنیادی طور پر اس جاہلی تہذیب کے فیشن کے خالق یہودی ہی ہیں جو آکسفورڈ،کیمبرج اور ہارورڈ جیسے تعلیمی اداروں

سے فارغ ہیں۔

عورتوں کے بڑے آپریشن کی پیشن گوئی

عن ابی هريرة رضي الله عنه أنه قال لتوخذن المرأةفليبقرن بطنها ثم ليوخذن ما في الرحم فلينبذن مخافة الولد(رواه ابن أبي شيبة)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: ضرور عورت کو پکڑا جائے گا، پھراس کا پیٹ چاک کیا جائے گا، اسکے بعد جو کچھ رحم میں ہوگا اسکو لے لیا جائے گا،لڑکا ہونے کے خوف سے اسکو نکال پھینکا جائے گا۔

فائدہ...... بچے کی پیدائش کے وقت خواتین کا بڑا آپریشن کرنا عالمی ادارہ صحت کی خصوصی ہدایات کا حصہ ہے۔ملک بھر میں پھیلی این جی اوز کی زندگی کا مقصد ہی یہ ہے کہ کسی طرح امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹا دیا جائے۔این جی اوز کی جانب سے چلائے جانے والے اسپتالوں کے قصے عجیب وغریب ہیں۔باطل قوتیں یہ کوشش کررہی ہیں مسلمانوں کے بچے کم سے کم پیدا ہوں۔ان کم کے بارے میں بھی انکی کوشش یہ ہے کہ لڑکے پیدا نہ ہوں۔اسکے لئے غذاؤں اور مشروبات کے اندر انھوں نے مختلف کیمیکل ملائے ہیں۔جیسا کہ منرل واٹر کے بارے میں، محترم مفتی ابولبابہ شاہ صاحب (اللہ انکی حفاظت فرمائے۔آمین) نے، اپنی کتاب ''دجال، کون، کب کہاں'' میں لکھا ہے کہ منرل واٹر میں ایسے کیمیائی اجزا ملائے جاتے ہیں جنکے سبب لڑکیوں کی پیدائش کی شرح زیادہ ہوتی ہے۔کوئی بھی منرل واٹر کی فیکٹری لگائے، اسکے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ قطرے ضرور پانی میں ملائے گا۔اسکے بغیر اسکو فیکٹری کی اجازت نہیں ملے گی۔

یورپ وامریکہ میں کامیابی سے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے بعد، یہودیوں کا زور عالمِ اسلام کی آبادی کو کنٹرول کرنے کی جانب ہے۔اسکے لئے بے شمار طریقے استعمال کئے جارہے ہیں۔ابتدائی کوششوں میں یہ ہے کہ عوام کو میڈیا کے ذریعے ڈبہ بند غذاؤں اور مشروبات کی طرف لایا جائے۔ان میں پیپسی، کوکا کولا اور منرل واٹر سرِ فہرست ہے۔

غذائیت سے بھرپور اشیاء سے لوگوں کو ہٹا کر، برگر، پیزا (Pizza) اور دیگر فاسٹ فوڈ کا عادی بنایا جائے۔ان چیزوں کے استعمال سے پیٹ تو ضرور بھرا ہوا محسوس ہوتا ہے لیکن انسان کی قوتِ تولید کمزور ہوتی جاتی ہے۔اسکا اندازہ آپ جہاں چاہیں کرسکتے ہیں۔آپ ایک فاسٹ فوڈ کھانے والے کو دیکھئے، دوسری جانب قدرتی غذاؤں کے استعمال کرنے والے کو دیکھئے۔دیکھنے

میں فاسٹ فوڈ کھانے والا پھولا ہوا نظر آئے گا۔لیکن دونوں کی اندرونی طاقت میں کوئی موازنہ نہیں ہوگا۔اس ابتدائی کام کے بعد ان عالمی شیطانی اداروں نے میڈیا ہی کے ذریعے،اس بات کی محنت کی ہے کہ لڑکیوں کے دلوں میں شادی کی نفرت پیدا کی جائے۔دیر سے شادی کرنا،شادی کے''جھنجٹ''میں جلدی نہ پھنسنا،آزاد زندگی جینا،ان سب باتوں کا مقصد اسکے علاوہ کچھ نہیں کہ مسلمانوں کو فطرت سے ہٹا کر غیر فطری راستوں پر ڈال دیا جائے۔ایک بار جب پٹری تبدیل ہوگئی تو پھر سارا نظام ہی الٹ جاتا ہے۔دیر سے شادی کرنے کے بہت سارے نقصانات ہیں جنکو آپ معاشرے کی خراب صورتِ حال میں مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

نسلوں کی تباہی کا اس سے اگلا مرحلہ یہ ہے کہ شادی ہو جائے تو پہلے سے ہی شیطانی میڈیا نے لوگوں کی ذہن سازی کر دی ہے کہ زیادہ بچے ہونگے تو رزق کم ہو جائے گا۔لہٰذا بچے دو ہی اچھے کے نعرے کو ایسا ذہنوں میں بٹھا دیا گیا ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ اب اسکو قبول کر چکا ہے،اگر کوئی نہ مانے تو اسکے لئے راک فیلرز نے عالمی ادارہ صحت کے ذریعے متعدد انتظامات کئے ہیں۔مختلف این جی اوز نے ڈاکٹرز کو ہدایات کر رکھی ہیں کہ بچے کی پیدائش بڑے آپریشن (Cesarean Birth) سے کی جائے،چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ کس بے دردی سے بڑے آپریشن کئے جا رہے ہیں۔ان سب کوششوں میں سب سے خطرناک کوشش ،پولیو کے قطرے پلانے کے ذریعے ہے۔جس نسل کو یہ قطرے پلائے جا رہے ہیں اس کا اللہ ہی حافظ ہے۔(پولیو کے بارے میں تفصیل راقم نے''برمودا تکون اور دجال''میں لکھی ہے۔)

قلم کا عام ہو جانا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت سے پہلے جان پہچان والے لوگوں کو سلام کرنا ،تجارت کا عام ہو جانا،یہاں تک کہ عورت کاروبار میں اپنے شوہر کی مدد کرے گی، رشتہ داریوں کا ٹوٹ جانا،اور قلم کا عام ہو جانا،جھوٹی گواہی کا عام ہونا،اور حق کی گواہی کو چھپانا ہے۔(مسند احمد،مستدرک حاکم،حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی توثیق کی ہے۔)

آثارِ قدیمہ دیکھنے کی ممانعت

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :لا تدخلوا علی ہؤلاء المعذبین الا أن تکونوا باکین فان لم

تكونوا باكين فلا تدخلوا عليهم لا يصيبكم ما اصابهم(متفق عليه)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان لوگوں کے علاقے میں داخل نہ ہو جن پر عذاب نازل کیا گیا، الا یہ کہ تم روتے رہو، اور اگر روؤ گے نہیں تو مت داخل ہو، کہیں تمہیں بھی وہ کچھ نہ پہنچ جائے جو انکو پہنچا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قومِ ثمود (حجر) کے علاقے میں آئے، اور اسکے کنویں سے پانی بھرا، اس پانی سے آٹا گوندھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پانی بھرا گیا تھا اسکو بہانے کا حکم فرمایا اور آٹا (جو اس پانی میں گوندھا گیا تھا) اونٹ کو کھلانے کا حکم فرمایا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ اس کنویں سے پانی بھریں، جس سے (صالح علیہ السلام کی) اونٹنی پانی پیتی تھی۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو کبشۃ انماری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوہ تبوک میں لوگ اصحاب حجر (پتھروں والے) کی جگہ دیکھنے دوڑے چلے جاتے تھے۔ اس کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو لوگوں کو آواز دی گئی **الصلاة جامعة** حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کو پکڑے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ تم لوگ ایسے لوگوں کے پاس جاتے ہو جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا؟ یہ سن کر ایک شخص نے آواز لگائی ''یا رسول اللہ ہم ان اصحاب حجر پر بڑا تعجب کرتے ہیں''؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں تمہیں ان سے بھی زیادہ تعجب کی خبر نہیں دیتا؟ تم ہی میں کا ایک شخص تمہیں، تم سے پہلے والوں کی خبر دیتا ہے اور جو تمہارے بعد ہونے والا ہے اسکی بھی۔ لہٰذا (دین اسلام پر) ثابت قدم رہو اور سیدھے رہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے عذاب کی کچھ پروا نہ کرینگے۔ اور مستقبل میں ایسے لوگ ہونگے جو کسی چیز سے اپنا دفاع نہیں کرینگے۔''

(مسند احمد، ج:۱۸۵۱۶)

فائدہ......لوگوں کو جاہلی تہذیب کی طرف راغب کرنے کے لئے آثارِ قدیمہ کے نام پر جو مہم شروع کی گئی ہے اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر راضی ہونے کے بعد، فراعنہ، موہنجو داڑو، ہڑپا، راجہ داہر، رنجیت سنگھ سے محبت کرنا اور ان پر فخر کرنا، اسلام لانے کے بعد جاہلیت کی طرف لوٹ جانا ہے۔ دشمنانِ اسلام ان کاموں کے لئے کھربوں ڈالر کے فنڈ بلا وجہ جاری نہیں کرتے۔ وہ اسکا نتیجہ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس طرف

لانے کے بعد اسلام سے انکار شتہ کس قدر رہ جائے گا۔میوزیم میں آرٹ کے نام پر بھی شیطانی تہذیبوں کی محبت ذہنوں میں بٹھائی جاتی ہے۔

کافروں اور اللہ کے نافرمانوں کے ساتھ رہنے کی ممانعت

قال رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انا بری من کل مسلم یقیم بین اظھر المشرکین،قالوا یا رسول اللہ لم؟قال:لا تراء ی نار اھما(رواہ ابو داوٗد والترمذی بسند صحیح)...... ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہائش رکھے۔صحابہ نے دریافت فرمایا:اے اللہ کے رسول کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:مسلمان اور مشرک ایک دوسرے کی آگ نہ دیکھیں۔

فائدہ......آگ دیکھنے سے مراد گھروں کا دور دور ہونا ہے۔اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے ملک میں رہنے والے مسلمانوں کو ہجرت پر ابھارا ہے کہ انکو کافروں کے ملک میں نہیں رہنا چاہیئے۔

عن جریر بن عبد اللہ البجلی،ان رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: من اقام مع المشرکین فقد برئت منہ الذمۃ(رواہ الطبرانی رقم ۲۲۶۱ والبیھقی ۱۷۵۲۸)

ترجمہ؛حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:جس نے مشرکین کے ساتھ رہائش اختیار کی وہ ذمہ سے بری ہے۔

عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ اما بعد قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من جامع المشرک وسکن معہ فانہ مثلہ(رواہ ابو داوٗد بسند صحیح رقم ۲۷۸۷،والطبرانی ۷۰۲۳،والدیلمی ۵۷۵۶)

ترجمہ:حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کافر کے ساتھ اختلاط کیا اور کافروں کے ملک میں سکونت اختیار کی بیشک وہ انہی جیسا ہے۔

فائدہ......علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ عون المعبود میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں:ایسا شخص بعض وجوہ کی بناء پر کافروں جیسا ہے۔کیونکہ اللہ کے دشمن کی جانب متوجہ ہونا اور اس کو دوست بنانا لازمی طور پر اس مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے دور کردیگا اور جو اللہ تعالیٰ سے دور ہو جائے اس کو شیطان دوست بنالیتا ہے۔اور اسکو کفر کی جانب لے جاتا ہے۔علامہ زمخشری نے فرمایا:یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے کیونکہ دوست کی دوستی اور دشمن کی دوستی دونوں ایک دوسرے

کی ضد ہیں،اس حدیث میں دل کو ان اللہ کے دشمنوں ساتھ ہونے سے روکنا ہے۔اور انکے ساتھ اختلاط اور معاشرت اختیار کرنے سے روکنا ہے۔(عون المعبود)

عن سمرة بن جندب رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: لا تساكنوا المشركين ولاتجامعوهم فمن ساكنهم او جامعهم فليس منا. (رواه الحاكم وصححه علیٰ شرط البخاری. وقال الذهبی رحمة اللّٰہ علیه علیٰ شرط البخاری و مسلم ورواه الطبرانی،والبيهقی،والترمذی)

ترجمہ: حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کافروں کے ساتھ سکونت اختیار نہ کرو اور نہ انکے ساتھ اختلاط کرو، سو جس نے انکے ساتھ سکونت اختیار کی یا انکے ساتھ اختلاط کیا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے اور اسکو بخاری کی شرط پر صحیح کہا ہے۔حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔نیز اسکو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ،بیہقی،اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے)

''لیس منا'' کا معنیٰ

شیخ الاسلام حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''معارف مدنی'' میں لیس منا کے معنیٰ یوں بیان فرمائے ہیں: ''یعنی وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ تکلم وخطاب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لیس منا وعید کا ایسا جملہ تھا جو ان موقعوں پر آپ استعمال فرماتے جہاں صریح و قطعی کفر کی جگہ کفر سے کوئی بہت ہی قریب اور اسلامی زندگی سے بہت ہی بعید حالت کا بتلانا مقصود ہوتا تھا، عام معاصی وفسوق سے یہ حالت زیادہ سخت اور کفر قطعی سے کم ہوتی تھی۔......پس کچھ ضروری نہیں ہے کہ لیس منا کے یہ معنیٰ کئے جائیں کہ **لیس علیٰ هدینا** یا ظاہری منطوق کو چھوڑ کر کوئی اور تاویل کی جائے یا نفی کو نفی کمال پر محمول کیا جائے۔صاحبِ شریعت نے جن کاموں کے لئے جو احکام دئے ہیں اور جو الفاظ استعمال کئے ہیں حق نہیں کہ تاویل توجیہ کرکے انکے لغوی مفہوم کا زور واثر گھٹانے کی کوشش کریں، ایسی کوششیں جنھوں نے کیں انھوں نے مسلمانوں کو اسلام یا ایمان کی عملی زندگی سے محروم کردیا۔یہ جو آج تمام عالمِ اسلام میں دو تہائی مسلمان عملاً ایک قلمرو میں مرجی وجہمی زندگی بسر کررہے ہیں اگرچہ اعتقاداً اہلِ سنت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔'' (معارفِ حضرت مدنی ص:۴۰۵)

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں:

''یہ کیا بات ہے کہ ایک شخص کتنا ہی فاسق و فاجر ہو لیکن اگر چند نزاعی عقائد میں ہمارا ہم داستاں ہوتا ہے تو ہم اس کو دنیا کی سب سے بہتر مخلوق یقین کرتے ہیں؟ اور ایک شخص کتنا ہی صاحبِ عمل و صلاح ہو لیکن چند اخلاقی جزئیات عقائد میں ہم سے متفق نہیں تو پھر اس سے زیادہ شرالبریہ ہماری نظروں میں کوئی اور نہیں ہوتا؟'' (ایضاً)

آخر میں فرماتے ہیں: ''لیس منا کے صاف معنیٰ یہ ہیں کہ ہم میں سے نہیں یعنی مسلمانوں میں سے نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کی کسی جماعت پر بطورِ جنگ و قتال کے ہتھیار اٹھانا ایک ایسا فعل ہے جس کے کرنے کے بعد انسان مسلمانوں میں شمار ہونے کے قابل نہیں رہتا''۔ (ایضاً)

نوٹ: کافروں کے ملک میں رہنے سے متعلق فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی کتابوں میں تفصیلی بحثیں کی ہیں۔ لیکن آج مسلمان اس معاملے میں بھی احتیاط نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان.** (المائدۃ)......ترجمہ: نیکی اور تقوے کے کاموں میں ایک دسرے کے ساتھ تعاون کرو، اور گناہ اور سرکشی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔

حضرت عمرو سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ولیمہ پر مدعو کیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب اسکے گھر گئے تو گانے کی آواز سنی، چنانچہ گھر میں داخل نہیں ہوئے۔ میزبان نے کہا: کیا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ''جو جیسے لوگوں کے ساتھ رہا وہ انہی میں شمار ہوگا،، اور جو جیسے لوگوں کے عمل پر راضی ہوا وہ انہی میں شریک ہوگا۔ (مسند ابی یعلی)

قتل کا حکم دینے والے کے بارے میں

عن رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسمت النار سبعین جزء ا للآمر تسعة وستین وللقاتل جزء ا (رواہ احمد ح:۲۳۰۶۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے فرمایا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کی آگ کو ستّر حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ انہتر (۶۹) حصے قتل کا حکم دینے والے کے

لئے اور ایک حصہ قاتل کے لئے ہے۔"

مسلمان کے قتل پر مدد کرنے والا

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :من اعان علی قتل مؤمن بشطر کلمة لقی الله عزوجل مکتوب بین عینیه آیس من رحمة الله(سنن ابن ماجه ۲۷۱۸) السنن الکبریٰ للبیهقی ۱۶۲۹۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے کلمے کے ایک جز سے بھی کسی مسلمان کے قتل میں مدد کی وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا "اللہ کی رحمت سے مایوس"۔

فائدہ...... یہ حال اس شخص کا ہے جس نے کلمے کے ایک جز سے مسلمان کے قاتل کی مدد کی یعنی پورا جملہ "اسکو قتل کرو" نہیں کہا۔ بلکہ صرف اتنا کہا "اسکو قت"۔ سو ایسے شخص کے بارے میں یہ وعید ہے۔ پھر مشرف، حامد کرزئی، نوری المالکی اور جلال طالبانی جیسے لوگوں کا کیا بنے گا جنھوں نے لاکھوں مسلمانوں کے قتل میں امریکہ کی مدد کی۔ بم برسانے کے لئے طیاروں کو ہوائی اڈے دیئے۔ کروز میزائل مارنے کے لئے انکے بحری بیڑوں کو اپنا سمندر دیا۔ کلمہ گو مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے اٹھاون ہزار پروازیں سرزمینِ پاکستان سے کی گئیں۔ کتنوں کی زبانیں ان قاتلوں کے حق میں چلیں، کتنے قلم مسلمان مقتولین کے خلاف زہر اگلتے رہے اور اگل رہے ہیں۔

کاش! کوئی تو ہوتا جو مقتولین کے قاتلوں کے قتل کے فتوے بھی صادر کرتا۔ کوئی تو ہوتا جو امریکیوں اور انکے معاونین سے قصاص کا مطالبہ کرتا۔ ایسا لگتا ہے کہ سب قاتل کے ساتھ ہیں۔ بیان بازی کا کیا ہے وہ تو مشرف اور اسکا ٹولہ بھی کرتا رہا۔ مسلمان کو قتل کرنے والے کافروں کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے۔ ان کافروں کا ساتھ دینے والوں کے بارے میں کتاب وسنت کا کیا حکم ہے؟ کسی کو پرواہ نہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ سب اندرونِ خانہ میری قوم کے قاتلوں کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ حکومتیں انہی (قاتلوں) کے اشارہ ابرو سے بنتی بگڑتی ہیں۔ انہی کے لبوں کی جنبش سے عہدے بانٹے جاتے ہیں۔ ظاہری مخالفت، تبصرے اور نعرے ہیں۔ چہرے مختلف ہیں لیکن مدعا سب کا ایک ہے وہ یہ کہ قاتل جو چاہے کرتا رہے لیکن مقتولین کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اسکے خلاف کوئی عملی قدم اٹھائیں......اس سے اسلام بدنام ہو جائے گا۔ یورپ و امریکہ میں پھیلتا اسلام جو عنقریب وائٹ ہاؤس اور ٹین ڈاؤن اسٹریٹ کو بھی اپنی لپیٹ میں لینے والا تھا، رک

جائے گا۔اہلِ مغرب اسلام سے متنفر ہو جائیں گے۔ہمارے لئے لندن و واشنگٹن کے دورے مشکل ہو جائیں گے۔سو قاتل قتل کرتا رہے زبان سے اسکو برا بھلا کہو ورنہ دل سے بھی برا جان لو تو بھی امتِ محمدیہ سے خارج نہیں ہو گے۔لیکن مقتولین کے حق میں عملاً کچھ کرنا یہ ''حکمت و مصلحت'' کے خلاف ہے۔

یا اللہ یا ربا انا نشکو الیک ضعف قوتنا وقلة حیلتنا وھواننا علی الناس .نحن غرباء یا رب العرش العظیم(یااللہ!یا ربا!ہم اپنی کمزوری،قلتِ تدبیر اور کم مائیگی کا،تجھ ہی سے شکویٰ کرتے ہیں۔اے عرشِ عظیم کے رب!ہم غرباء ہیں تیرے سوا ہمارا کوئی نہیں!**اغثنا اغثنا اغثنا یا مغیث.**

مسلمان کے قتل میں مدد تو بہت بڑی بات ہے آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس جگہ کھڑے ہونے سے بھی منع فرمایا جہاں ظلماً کسی مسلمان کو قتل کیا جائے،کہ اللہ کی ناراضگی اس جگہ پر آئے تو اور لوگ بھی اسکی لپیٹ میں نہ آجائیں۔

حضرت خرشہ ابن حارثہ رضی اللہ عنہ جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں ان سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی مقتول کے پاس موجود نہ ہو ممکن ہے اسکو ظلماً قتل کیا گیا ہو جسکے نتیجے میں اللہ کی ناراضگی آئے اور تم بھی اسکی لپیٹ میں آجاؤ۔(طبرانی)

گرم پتھروں کی طرح فتنے

وعن حذیفة رضی اللہ عنه قال:اتتکم الفتن ترمی بالنشف،ثم اتتکم ترمی بالرضف،ثم اتتکم سوداء مظلمة .(رواہ ابو نعیم فی الحلیة).حسن

ترجمہ:حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:تم پر فتنے آئینگے جو تم پر ہلکے کالے پتھر پھینکیں گے۔پھر تم پر فتنے آئیں گے جو گرم پتھر پھینکیں گے پھر تم پر ایسے فتنے آئیں گے جو تاریک سیاہ ہونگے۔

فائدہ......اسکا یہ مطلب ہے کہ پہلے فتنے قدرے ہلکے ہونگے جو جسم اور دین پر کم اثر انداز ہونگے۔اسکے بعد آنے والے فتنے پہلے والوں سے زیادہ سخت ہونگے جو جسم اور دین پر زیادہ اثر کریں گے۔پھر اسکے بعد تاریک سیاہ فتنے ہونگے جن میں حق و باطل کی پہچان بہت مشکل ہوگی۔لوگ ظاہر دیکھ کر اور افواہیں سن کر باطل کو حق سمجھنے لگیں گے۔

وعن عامر بن واثلة قال قال حذیفة رضی اللہ عنه :تکون ثلاث فتن الرابعة

تسوقهم الى الدجال التى ترمى بالنشف والتى ترمى بالرضف والمظلمة التى تموج كموج البحر (مصنف ابن ابی شيبة)حسن

ترجمہ: حضرت عامر ابن واثلۃ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضرت حذیفۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین فتنے ہونگے۔ چوتھا فتنہ ان (لوگوں) کو دجال تک لے جائے گا (وہ تین فتنے یہ ہیں) وہ فتنہ جو ہلکے پتھر پھینکے گا۔ (دوسرا) وہ فتنہ جو گرم پتھر پھینکے گا۔ (تیسرا) سیاہ تاریک فتنہ جو سمندر کی موجوں کی طرح موجیں مارے گا۔

فائدہ......اس روایت سے بھی ہم اپنے اس دور کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم کس دور سے گذر رہے ہیں۔ ان تین فتنوں کے بعد جو چوتھا فتنہ ہوگا وہ دجال کے آنے تک چلے گا۔ یہ چوتھا فتنہ کون سا ہوگا۔ ایک دوسری حدیث میں اس چوتھے فتنے کا بھی ذکر آیا ہے۔ یہ حدیث مسند احمد سنن ابوداؤد اور مستدرک حاکم رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

عن عمير بن هانى قال سمعت عبد الله بن عمر يقول كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم قعودا فذكر الفتن فأكثر ذكرها حتىٰ ذكر فتنة الاحلاس فقال قائل وما فتنة الاحلاس يا رسول الله؟قال هى حرَب وهرب ثم فتنة السراء دخنها من تحت قدمى رجل يزعم انه منى وليس منى انما اؤليائى المتقون ثم يصطلح الناس على رجل كورك على ضلع ثم فتنة الدهيماء لا تدع احدا من هٰذه الامة الا لطمته لطمةفاذا قيل انقضت تمادت يصبح الرجل مؤمنا ويمسى كافرا حتىٰ يصير الناس الىٰ فسطاطين فسطاط ايمانٍ لانفاق فيه وفسطاط نفاق لا ايمان فيه فأذا كان ذاكم فانتظروا الدجال من يومه او من غده(مسند احمد ۱۶۸ / ۲ .سنن ابى داؤد .مستدرک حاکم) قال صحيح الاسناد واقره الذهبيرحمةاللّٰهعليه

ترجمہ: ”حضرت عمیر رحمۃ اللہ علیہ بن ہانی نے فرمایا میں نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کو بیان فرمایا اور انکو تفصیل سے بیان فرمایا۔ یہانتک کہ احلاس کے فتنے کو بیان کیا۔ کسی نے پوچھا یہ احلاس کا فتنہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”یہ فتنہ فرار، گھر بار اور مال کے لٹ جانے کا ہوگا۔ پھر خوشحالی و آسودگی کا فتنہ ہوگا۔ اس کا دھواں ایسے شخص کے قدموں کے نیچے سے نکلے گا جو یہ گمان کرتا ہوگا کہ وہ مجھ میں سے ہے حالانکہ وہ مجھ سے نہیں۔ بلاشبہ میرے اولیاء تو متقین ہیں، پھر لوگ ایک نااہل شخص پر متفق ہو جائیں گے۔ پھر تاریک فتنہ ہوگا۔ یہ فتنہ ایسا ہوگا

کہ امت کا کوئی فرد نہیں بچے گا جسکے تھپیڑے اسکو نہ لگیں۔ جب بھی کہا جائیگا کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا تو وہ لمبا ہو جائے گا۔ ان فتنوں میں آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ لوگ اسی حالت پر رہیں گے یہاں تک کہ دو خیموں میں بٹ جائیں گے ایک ایمان والوں کا خیمہ جس میں بالکل نفاق نہیں ہوگا، دوسرا نفاق والوں کا خیمہ جس میں بالکل ایمان نہیں ہوگا۔ تو جب تم لوگ اس طرح تقسیم ہو جاؤ تو بس دجال کا انتظار کرنا کہ آج آئے یا کل آئے۔'' (ابوداؤد، مستدرک حاکم، مسند احمد)

نوٹ: علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو **السلسلة الصحيحة** (نمبر ۹۷۴) میں صحیح کہا ہے۔

فائدہ...... چنانچہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ چوتھا فتنہ یہی فتنۂ دہیماء ہوگا۔ اس فتنے میں دجال کی دجالیت کے اثرات ہونگے۔ سچ کو جھوٹ، جھوٹ کو سچ بنا دیا جائے گا۔ حق کو باطل اور باطل کو حق دکھلا یا جائیگا۔ مسیحا کو دجال، دجال کو مسیحا ثابت کیا جائے گا۔ مجاہد کو دہشت گرد، اور دہشت گرد کو امن و سلامتی کا پیامبر بنا کر پیش کیا جائے گا۔ جن کے دلوں میں وَہَن (دنیا کی محبت اور موت کا خوف) ہوگا وہ اس راستے کو اختیار کریں گے جہاں انکا جان و مال خطرے میں نہ پڑے۔ نفسانی خواہشات پر آنچ نہ آئے، چنانچہ جو دجالی قوتیں دکھائیں گی یہ اسی کو حق تسلیم کریں گے۔ جبکہ وہ لوگ جو ہر قیمت پر اپنے رب کو راضی کرنے کا فیصلہ کر چکے ہونگے...... دنیا کی ہر دولت لٹا کر آخرت کے خزانوں کا سودا دل میں سما چکے ہونگے.... راہِ حق میں آنے والی مشکلات و مصائب...... بموں، میزائلوں اور طیاروں کی گھن گرج انکے دلوں پر اتنی برسی ہوگی کہ دل کے کونے کونے سے نفاق کا ذرہ ذرہ اس طرح اڑ گیا ہوگا کہ بس دل میں ایمان ہی جگمگا تا ہوگا...... ایسے لوگوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ اپنے نور سے بھر دینگے جسکے ذریعے یہ گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں بھی، باطل کو اس طرح پہچان رہے ہونگے جیسے نصف النہار کے سورج کی روشنی میں چیزوں کو پہچانا جاتا ہے۔ دھیرے دھیرے لوگ الگ ہوتے جائیں گے۔ خالص ایمان والے...... جن میں ذرہ برابر نفاق نہ ہوگا۔ خالص نفاق والے جن میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ باطل قوتوں کے خوف...... لالچ...... کاروباری مصلحتیں...... نوکری چھن جانے کا ڈر...... گرفتار ہو جانے کا اندیشہ...... دنیا کی لمبی چوڑی امیدیں...... ان تمام چیزوں نے لوگوں کے دلوں سے ایمان کو اس طرح نچوڑ لیا ہوگا کہ ایک قطرۂ ایمان بھی دل میں باقی نہ بچا ہوگا۔

قومیت اور وطنیت کا فتنہ

امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پر اس فتنے نے انتہائی مہلک ضرب لگائی ہے۔اسکے اثرات بالکل ایسے ہیں جیسے ایک زندہ آدمی کے تمام اعضاء کاٹ کر الگ الگ کردئے جائیں، ہاتھ الگ پڑے ہوں، پیر الگ، ٹانگیں الگ ہوں دھڑ الگ، سینہ کہیں پڑا ہو تو سر کہیں۔قومیت و وطنیت کے فتنے نے امتِ وحدت کی یہی حالت کی ہے۔

قومیت اور اسلام

دورِ جاہلیت میں دوستی اور دشمنی کا معیار قبائلی عصبیت ہوا کرتی تھی۔مختلف قبیلوں میں اتحاد و مخالفت کی بنیاد پر معاشرتی تعلقات استوار ہوتے۔قبیلے کے کسی بھی فرد کی کسی سے لڑائی ہو جاتی تو وہ تمام قبیلے کی لڑائی تصور کی جاتی۔اتحادی قبیلے پر بھی اس قبیلے کی مدد کو آنا ضروری ہوتا،اس بات سے کسی کو کچھ سروکار نہ ہوتا کہ کون ظالم ہے کون مظلوم۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے کے بعد تمام بتوں کی نفی کی اور مشرکین عرب نے جتنے بھی بت بنا رکھے تھے لا الٰہ کے ایک ہی وار میں سب کو مسمار کر کے رکھدیا۔آقائے دو جہاں،امامِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تصورات کو باطل قرار دیا اور تعلقات کی بنیاد کو کلمہ **لا الٰـہ الا اللہ مـحـمـد رسـول اللہ** پر استوار کیا۔قبیلے،قوم اور وطنیت کے بتوں کو پاش پاش کیا۔جس نے کلمہ پڑھ لیا وہ بھائی قرار پایا۔اسکے دکھ درد میں شریک ہونا،اسکا خیال رکھنا حتیٰ کہ اس کے لئے جان تک دیدینے کا اعلان کیا گیا،جبکہ سگے خونی رشتے دار جنھوں نے اس کلمہ کا انکار کیا وہ دشمن قرار پائے۔کلمۂ توحید نے ان سب کے دلوں میں ایسی جگہ بنائی کہ ہر ایک کا مرنا جینا اسی کلمے کی خاطر ہو گیا۔جو اس کلمے کا ہوا وہ انکا ہوا اور جس نے اسکا انکار کیا وہ انکا دشمن بنا۔انکی محبت اس کلمے کے لئے تھی اور نفرت بھی اسی کی خاطر۔دوستی بھی اسی کے لئے اور دشمنیاں بھی اسی کی بنیاد پر قائم ہوئیں۔کوئی روم سے آیا تھا تو کوئی فارس سے لیکن کلمہ پڑھ لینے کے بعد سب ایک جان ہو گئے۔

وہ عرب جو پہلے قوموں اور قبیلوں کی آواز پر جنگ و جدل کیا کرتے تھے اب انکا نعرہ یہی کلمہ تھا۔اسی کی خاطر جنگ تھی اسی کی خاطر صلح۔جو اس کلمے کی خاطر جان دے گیا زبانِ نبوت

سے اسکے لئے بشارتوں کا اعلان ہوا اور جس نے اس کلمے کے علاوہ کسی تعصب کی بنیاد پر جان دی وہ ناکام قرار پایا۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ میں ایسے واقعات ملتے ہیں کہ بعض افراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرب قومیت کی بنیاد پر جہاد میں شریک ہوئے اور مارے گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو جہنمی قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کو صرف وہی لوگ پسند ہیں جنکا سب کچھ یہی کلمہ ہو۔ اسکے علاوہ تمام تعلقات عصبیت و جاہلیت ہیں۔ قتل وقتال معیوب چیز ہے لیکن اس کلمہ کی سربلندی اور دین کے نفاذ کی خاطر ہو تو اس عمل پر فرشتے بھی سلام بھیجتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی اداؤں کی قسمیں کھاتے ہیں، انکے بارے میں درجات کی بلندی کے اعلانات کئے جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اپنی قوم، قبیلے یا وطن کی نیت سے جنگ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ عصبیت اور جاہلیت ہے۔ اور اس پر جان دینے والا جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

وطنیت بمقابلہ اسلام

دشمنانِ اسلام نے امتِ مسلمہ کو خلافت سے محروم کر کے پچاس سے زائد ٹکڑوں میں بکھیر کر رکھدیا اور ہر ریاست پر اپنے کٹھ پتلی حکمران بٹھا دیئے۔ یہ حکمران یہودی ماؤں کی گودوں میں پلے بڑھے، اسلام کی نفرت دلوں میں لئے جوان ہوئے۔ اور ساری عمر یہودیت کے وفادار رہے۔ انھوں نے اپنی عوام کو وہی درس دیا جو انکی یہودی ماؤں نے انکو گھٹی میں پلایا تھا۔ چنانچہ اپنے اپنے ملکوں میں انھوں نے اسلامی تصور کے بجائے وطنیت اور قومیت کا تصور دیا۔ وطنیت کے بت نے مسلمانوں کو اپنے سحر میں کچھ اس طرح جکڑا کہ دارالحرب میں رہنے والے مسلمان بھی کافروں کے ملک سے وفاداری کا حلف اٹھانے لگے۔ حتیٰ کے مسلمانوں کے مقابلے وہ اس کافر ملک کی جانب سے لڑنے لگے اور اسکو کوئی گناہ بھی تصور نہیں کرتے۔ حالانکہ بغیر شرعی ضرورت کے انکے لئے دارالحرب میں رہنا ہی جائز نہیں۔

اس طرح دشمنانِ اسلام نے وطنیت کا بت بنا کر امتِ وحدت کو جو مشرق سے مغرب تک ایک اسلامی لڑی میں پروئی ہوئی تھی، بکھیر کر رکھدیا۔ شرعی مسائل جنکی بنیاد اسلام اور کفر کے بنیادی تصور پر قائم تھی اب وطنیت پر ہونے لگی۔ ان مسائل کو بالکل ہی فراموش کر دیا گیا جو دنیا کے ہر حصے میں بسنے والے مسلمان کو امتِ محمدیہ کا حصہ قرار دیتے تھے۔ بلکہ اب اسکو امت کا حصہ بنانے کے بجائے کسی دوسرے وطن کا باشندہ قرار دے کر کافروں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا۔

اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ملک کے مسلمانوں پر اگر کوئی تکلیف آئی تو انکے پڑوس کے مسلمان اپنے ہنگاموں میں مست رہے۔کسی مسلم ملک پر کافروں نے چڑھائی کی تو باقی مسلمان سوئے رہے۔قرآن وسنت کے مطابق یہ حملہ تمام دنیا کے مسلمانوں پر حملہ تھا لیکن ان حکمرانوں نے جس نئی شریعت کو اپنی عوام کے لئے رائج کیا تھا اسکے مطابق یہ ایک دوسرے ملک کے مسلمانوں کا مسئلہ تھا اور انکے زمینی حقائق اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ اپنے بھائیوں کی مدد کے بارے میں سوچتے۔

اس طرح یہود و نصاریٰ ایک کے بعد ایک مسلم ملک پر اپنی حاکمیت قائم کرتے گئے۔ مسلمانوں کے وسائل، علمی درسگاہیں، اور اعلیٰ ذہنوں پر قابض ہوتے رہے۔بالآخر وہ دن بھی آ پہنچا کہ جب اللہ کے دشمن، یہود نے پچاس سے زائد مسلم ملکوں کے ہوتے ہوئے ۱۹۶۷ء میں قبلہ اوّل پر قبضہ کرلیا۔قبلہ اول پر قبضے سے بھی عالمِ اسلام بیدار نہ ہوا۔اس موقع پر اگرچہ بعض عرب ملکوں نے عرب قومیت کا بت اٹھا کر اسرائیل کے ساتھ جنگ کی لیکن انکے بت انکے کچھ کام نہ آسکے۔

بات قبلہ اوّل تک ہی محدود نہ رہی بلکہ یہود و نصاریٰ، حرمین شریفین مکہ اور مدینہ کے اردگرد بھی پہنچ گئے۔جس سرزمین سے انکو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکالنے کا حکم دیا تھا ۱۴۰۰ سال بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن پھر اس زمین پر آچکے تھے اور تمام لاؤلشکر ساتھ لائے تھے۔اسکو اسلام دشمن قوتوں کی محنت کہا جائے یا اپنی سستی کہ وطنیت کا نعرہ لگا کر بھی مسلمان خود کو مسلمان سمجھتا ہے۔حالانکہ اسلام اور وطنیت اسی طرح ہیں جس طرح اسلام اور لات و منات کے بت۔وطنیت ایک بت ہے جسکو عالمی فتنہ گروں نے تراشا ہے۔

دین صرف اور صرف اسلام ہے۔اول و آخر اسلام۔دین حنیف کا مزاج اتنا حساس ہے کہ یہ اپنے ماننے والوں سے سو فیصد خالص ہونے کا مطالبہ کرتا ہے۔ملاوٹ (شرک) کا معمولی سا شائبہ بھی اسکے مزاج کو گوارا نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے اعلان فرمادیا: یاایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوٰت الشیطان۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ اور (کچھ اسلام اور کچھ دیگر بتوں کو دل میں بسا کر) شیطان کے راستوں کی پیروی نہ کرو۔

چنانچہ اسلام اگر یہ حکم دے کہ جس وطن میں رہ رہے ہو اسکے مقابلے میں مسلمانوں کی مدد کرو تو وطن کو چھوڑ کر مسلمانوں کی مدد کی جائے گی۔اسلام اگر یہ حکم دے کہ جس وطن میں رہتے ہو

اسکو چھوڑ کر چلے جاؤ تو اس حکم کو بجالانا واجب ہوگا۔ ایسا نہیں ہوسکتا کی اسلام کو بھی مانتے رہیں اور دل میں وطنیت کا بت بھی سجائے رکھیں۔ اسلام ہندومت، عیسائیت یا یہودیت نہیں، یہ دین حنیف ہے جو صرف اور صرف اپنے ماننے والوں کو اپنا دیکھنا چاہتا ہے۔ جن دلوں میں اسکے علاوہ کسی بھی بت کی محبت ہو وہ دل رد کر دیا جائے گا۔ چنانچہ انبیاء کی تاریخ شاہد ہے کہ جب انکی قوم نے انکو رد کیا تو اللہ تعالیٰ نے انکو ہجرت کا حکم فرمایا۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے سب سے پہلے وطن کا نعرہ نہیں لگایا۔ بلکہ دین کو مقدم رکھا۔ اور وطن چھوڑ کر چلے گئے۔

وطن کو چھوڑنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ انسان جہاں پلا بڑھا ہوتا ہے، جن گلیوں میں کھیلتا کودتا ہے اسکی محبت دل میں فطری بات ہے۔ اس کو چھوڑ کر کہیں اور جا کر آباد ہونا انتہائی مشکل کام ہے۔ لیکن یہ محبت ایسی ہی ہے جیسے مال و دولت اور عزیز و اقارب کی محبت۔ جس طرح مال و دولت کے لئے یہ نعرہ نہیں لگایا جاسکتا کہ سب سے پہلے مال و دولت بعد میں اسلام، اسی طرح وطنیت کا نعرہ لگانے کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

سیدنا نوح علیہ السلام کو وطن چھوڑ کر کشتی میں بیٹھنے کا حکم ہوا اور یہ دعا سکھلائی

فقل الحمد لله الذی نجنا من القوم الظٰلمین وقل رب انزلنی منزلا مبارکا وانت خیر المنزلین.

ترجمہ: تو آپ کہیے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات دی۔ اور کہیئے اے ہمارے رب ہمیں برکت والی جگہ میں اتاریئے اور آپ سب سے بہتر اتارنے والے ہیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو توڑنے کے بعد اعلان کیا: **وقال انی ذاهب الی ربی سیهدین**......اور کہا بیشک میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں وہ میری رہنمائی فرمائے گا۔

انکے علاوہ حضرت لوط علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، اصحاب کہف ان سب کو اپنا دین بچانے کے لئے اپنے وطن سے ہجرت کرنی پڑی۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ چھوڑ کر چلے جانے کا حکم دیدیا گیا۔ اور اعلان کر دیا گیا کہ جو وطن کے مقابلے اسلام کو اختیار کریگا وہی مسلمان سمجھا جائے گا اسکے بغیر ایمان قبول نہیں کیا جائے گا۔

اس کے برخلاف اللہ کے دشمنوں نے ہمیشہ وطنیت کو اللہ والوں کے خلاف اہم ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ کبھی لوگوں کو وطنیت پر ابھار کر حق والوں کی مخالفت پر اکٹھا کیا تو کبھی اللہ

والوں کو اپنے ملک سے نکالدینے کی دھمکی دیتے رہے۔

وقال الذین کفروا لرسلھم لنخرجنکم من ارضنا او لتعودن فی ملتنا

ترجمہ: اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم تمہیں اپنی سرزمین سے ضرور نکال کر رہیں گے یا ضرور تم ہماری ملت میں واپس لوٹ آؤ گے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کو انکی قوم کے سرداروں نے کہا: قال الملأالذین استکبروا من قومه لنخرجنک یا شعیب والذین اٰمنوا معک من قریتنااو لتعودن فی ملتنا

ترجمہ: انکی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا اے شعیب! ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ ایمان لانے والوں کو ضرور اپنی بستی سے نکال کر رہیں گے یا ضرور تم ہماری ملت میں واپس لوٹ آؤ گے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت کے جواب میں انکی قوم نے کہا: وما کان جواب قومه الاأن قالوا أخرجوھم من قریتکم انھم أناس یتطھرون

ترجمہ: اور ان (لوط) کی قوم کا جواب یہی تھا کہ کہنے لگے انکو اپنی بستی سے نکال دو بیشک یہ بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھی کفار نے یہی حربہ استعمال کرنا چاہا: واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر المٰکرین.

ترجمہ: اور جب آپ کے خلاف کافر سازش کر رہے تھے تا کہ آپ کو گرفتار کرلیں یا قتل کر دیں یا آپ کو نکال دیں اور وہ سازش کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیر فرما رہے تھے اور اللہ ہی بہتر تدبیر کرنے والے ہیں۔

اہلِ عقل کے لئے اس میں بڑی نصیحت ہے کہ مکہ مکرمہ جیسا مقدس شہر جہاں بیت اللہ ہے، جو تمام مسلمانانِ عالم کا مرکز ہے، اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس شہر سے کتنی محبت تھی جسکا اظہار بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن اس سب کے باوجود اسکو چھوڑ کر چلے جانے کا حکم دیدیا گیا۔ اور فتح مکہ کے بعد بھی کسی مہاجر کو یہ اجازت نہیں دی گئی کہ وہ مکہ میں مستقل سکونت اختیار کرسکیں۔ کسی مسلمان نے مکہ مکرمہ کے فضائل، اسکی جغرافیائی اور تاریخی اہمیت کو بیان نہیں کیا بلکہ سب نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ہر محبت، عقیدت اور خواہش کو قربان کردیا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اصول وضوابط بنائے ہیں انہی کی روشنی میں ہمیں اپنے عقائد، معاملات اور تعلقات استوار کرنے ہونگے۔ ان اصول وضوابط سے ہٹ

کرنہ کوئی عقیدت قابلِ قبول ہے اور نہ محبت۔ پھر بھی اگر کوئی اسلام کے مقابلے ان چیزوں کو دل میں بسائے رکھے تو وہ طاغوت کی پوجا کرتا ہے۔ اگر کوئی اس طاغوت کی خاطر جنگ کرتا ہے تو وہ جاہلیت (گمراہی) ہے۔ جہاد صرف وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے ہو۔

کیا وطن کی محبت ایمان ہے؟

لوگوں میں وطن کے حوالے سے جو یہ مشہور ہے کہ حدیث میں آیا ہے وطن کی محبت ایمان ہے (حب الوطن من الایمان) یہ موضوع ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "**المصنوع فی معرفة الحديث الموضوع**" میں فرمایا: **لا اصل له عند الحفاظ** یعنی حفاظ حدیث کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ امام صغانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "**الموضوعات للصغانی**" میں موضوع کہا ہے۔

جاننے کے باوجود اس کو حدیث کے طور پر بیان کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک پر بہتان ہے، جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان گڑھا اسکا ٹھکانا جہنم ہے۔

جہاد کیا ہے؟

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور سوال کیا" **یا رسول الله ما القتال فی سبيل الله فان احدنا يقاتل غضبا، ويقاتل حمية فرفع اليه رأسه فقال من قاتل لتكون كلمة الله هی العليا فهو فی سبيل الله** (متفق علیہ)

ترجمہ: اے رسول اللہ! اللہ کے راستے میں قتال کس کو کہتے ہیں؟ کیونکہ ہم میں سے کوئی کسی ذاتی غصے کی وجہ سے قتال کرتا ہے، اور کوئی کسی (قومی، وطنی لسانی) غیرت کی وجہ سے قتال کرتا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک سائل کی طرف اٹھایا اور فرمایا: جس نے اسلئے قتال کیا کہ اللہ کا کلمہ (دین) بلند ہو تو وہ اللہ کے راستے میں قتال کرنے والا ہے۔

دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ومن قاتل تحت راية عمية اويغضب لعصبة او يدعو الیٰ عصبة او ينصر عصبة فقتل فقتلة جاهلية** (مسلم شریف)

ترجمہ: اور جس نے ایسے جھنڈے کے تحت قتال کیا جسکا مقصد واضح نہ ہو، یا کسی (قومی، لسانی یا خاندانی) عصبیت کی بنا پر غصہ ہو، یا کسی تعصب کی طرف لوگوں کو بلائے اور کسی تعصب کی بنیاد پر مدد کرے اور قتل ہو جائے تو یہ معصیت (گمراہی) کی موت مرا۔

اس حدیث شریف سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں جن سے بچنا ضروری ہے:

1 ...... جو ایسی جنگ لڑے جسکا مقصد واضح نہ ہو۔ یا اسکو یہ علم نہ ہو کہ وہ کیوں اور کس کے لئے جنگ کر رہا ہے۔

2 ...... کسی بھی قسم کا تعصب، مثلاً قومی، لسانی، وطنی، خاندانی، ان میں سے کسی کی بنیاد پر غصہ ہونا۔

3 ...... مذکورہ چیزوں میں سے کسی کی جانب لوگوں کو دعوت دینا یا جماعت بنانا۔

4 ...... ان تعصّبات کی بناء پر کسی کی مدد کرنا۔

اگر کوئی بھی مسلمان مذکورہ حالتوں میں سے کسی حالت میں مارا گیا تو اسکی موت اللہ کی نافرمانی کی حالت میں ہوگی۔

آج کل لوگ مختلف تعصّبات کی بناء پر لڑائیاں لڑتے ہیں اور اسکو جہاد کا نام دیتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ جہاد صرف وہ ہے جو اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے لڑا جائے۔ اس مقصد کے لئے جان دینے والے شہید کہلائیں گے۔ ورنہ یوں تو ہندو بھی مجاہدین کشمیر کے مقابلے مارے جانے والے فوجیوں کو شہید کہتے ہیں۔

ایمان اور نفاق

عن علی رضی اللہ عنہ قال"ان الایمان یبدوا لُمظة بیضاء فی القلب، فکلماازدادالایمان عِظماًازدادذٰلک البیاض،فاذااستکمل الایمان ابیض القلب کله،وان النفاق یبدو لُمظةفی القب،فکلماازدادالنفاق عظماازدادذٰلک سوادا،فاذااستکمل النفاق اسودالقلب کله،وایم اللہ،لو شققتم عن قلب مؤمن لوجدتموه ابیض ولو شققتم عن قلب منافق لوجدتموه اسود،" (رواه البیقهی فی شعب الایمان رقم۳۸.وابن المبارک فی الزهد رقم ۱۴۴۰.وابن ابی شیبة رقم ۳۰۳۲۱.)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا"بیشک دل میں ایمان تھوڑی سی سفیدی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، پھر جیسے جیسے ایمان مضبوط ہوتا ہے اس سفیدی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے،اس طرح جب ایمان کامل ہوجاتا ہے تو دل مکمل سفید ہوجاتا ہے،اور بیشک نفاق بھی دل میں تھوڑا سا ظاہر ہوتا ہے، پھر جیسے جیسے نفاق بڑھتا ہے دل کی سیاہی میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے،سو جب نفاق مکمل ہوجاتا ہے تو سارا کا سارادل سیاہ کالا ہوجاتا ہے،اللہ کی قسم اگر تم مؤمن کا دل چاک کر کے دیکھوتو اسکو سفید پاؤ گے،اور اگر منافق کا دل چیر کر دیکھوتو کالا پاؤ گے۔"

نفاق کی نشانیاں

عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال :اربع من کن فیه فهو کان منافقا خالصاومن کانت فیه خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق حتیٰ یدعها :اذااتمن خان ،واذا حدث کذب،واذاعاهد غدر،واذا خاصم فجر (متفق علیه.بخاری باب علامة النفاق)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار چیزیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے۔اور جس میں ان (چار) میں سے ایک ہوتو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے۔ یہاں تک کہ اس کو چھوڑ

دے۔جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بولے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو عہد شکنی کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالم گلوچ پر اتر آئے۔(متفق علیہ)

فائدہ...... بندے کا اپنے رب کے ساتھ اگر معاملہ ایسا ہو تو پھر کیا؟ اللہ سے کیا گیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا عہد۔ اگر کوئی مسلمان اس عہد کی خلاف ورزی کرے تو اسکو کیا کہا جائے گا؟ اللہ تعالیٰ نے جو انسانوں سے عہد لیا ''الست بربکم'' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ اللہ کے علاوہ امریکہ اور آئی ایم ایف کو رب ماننے لگے تو اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ اللہ کے علاوہ غیر اللہ کو حاکم تسلیم کرلیا جائے، غیر اللہ سے خوف کھایا جائے، یہ وہ تمام باتیں ہیں جن کے بارے میں بندہ اپنے رب سے عہد کرتا ہے۔

نفاق کی ایک علامت......نہ جہاد کیا نہ جہاد کی تیاری

عن أبی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات ولم يغز ولم يحدث به نفسه مات علىٰ شعبة من نفاق(اخرجه مسلم رقم ۱۹۱۰،واحمد ۸۸۵۲،ابو داؤد ۲۵۰۲،بخاری فی ''التاريخ الكبير،والنسائی ۳۰۹۷،والحاكم ۲۴۱۸،والبيهقی ۱۷۷۲۰)

ترجمہ:حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اس حال میں مرگیا کہ نہ جہاد کیا، اور نہ جہاد کے لئے خود کو تیار کیا، وہ نفاق کی ایک خصلت پر مرا۔

فائدہ......شارح مسلم شریف، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اسکی تشریح میں فرماتے ہیں:

(مات علی شعبة من نفاق):والمراد ان من فعل هٰذا فقد اشبه المنافقين المتخلفين عن الجهاد فی هٰذا الوصف فان ترک الجهاد احد شعب النفاق.

(شرح النووی علىٰ مسلم ،باب ذم من مات ولم يغز ولم يحدث نفسه)

ترجمہ:اور اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے ایسا کیا، تحقیق کہ وہ اس وصف میں، ان منافقین کی طرح ہو گیا جو جہاد سے پیچھے رہتے تھے، کیونکہ جہاد چھوڑنا نفاق کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ حاشیۃ السندھی علی سنن النسائی میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: **قوله (ولم يحدث نفسه) قيل بأن يقول فی نفسه يا ليتنی كنت غازيا .او المراد ولم ينو الجهاد وعلامته اعداد الآلات قال تعالىٰ ولو ارادوا الخروج**

لأعدوا له عدة

ترجمہ: (اور نہ خود کو جہاد کے لئے تیار کیا)....اسکے معنی یہ کئے گئے ہیں کہ وہ اپنے دل میں یوں کہے کاش! میں غازی ہوتا۔ یا اس سے یہ مراد ہے کہ اس نے جہاد کی نیت بھی نہ کی۔اور اس نیت کرنے کی نشانی سامانِ جہاد کا تیار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اگر وہ (جہاد میں) نکلنے کا ارادہ رکھتے تو کچھ ساز وسامان تیار کرتے۔

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ ''مرقات'' میں فرماتے ہیں: **والمعنیٰ لم یعزم علی الجهاد ولم یقل یا لیتنی کنت مجاهدا وقیل معناه لم یرد الخروج وعلامته فی الظاهر اعداد آلته قال تعالیٰ ولو ارادوا الخروج لأعدوا له عدة ویؤید قوله (مات علیٰ شعبة من نفاق) ای نوع من انواع النفاق أی من مات علیٰ هٰذا فقد اشبه المنافقین المتخلفین عن الجهاد ومن تشبه بقوم فهو منهم وقیل هٰذا کان مخصوصا بزمانه والاظهر أنه عام .** (مرقات المفاتیح،باب ذم من مات ولم یغز ولم یحدث نفسه)

ترجمہ: اسکے معنیٰ یہ ہیں کہ جہاد کا عزم نہیں کیا اور نہ یہ کہا کہ کاش! میں مجاہد ہوتا، اسکے معنیٰ میں یہ بھی کہا گیا کہ جہاد میں نکلنے کا ارادہ نہیں کیا، اور اس ارادے کی ظاہری پہچان یہ ہے کہ جہاد کا ساز وسامان تیار کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اور اگر وہ (منافقین) جہاد میں نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اسکے لئے کچھ تو ساز وسامان تیار کرتے۔'' اس بات کی تائید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی کرتا ہے: (نفاق کی قسموں میں سے ایک قسم پر مرا) یعنی جو اس حالت میں مرا وہ ان منافقین کے مشابہ ہو گیا جو جہاد سے پیچھے رہا کرتے تھے۔اور جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے ساتھ خاص تھا۔جبکہ زیادہ واضح بات یہ ہے کہ یہ حکم عام ہے۔

کسی مسلمان کو کافر یا منافق کہنا

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنه أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: أذا قال للآخر کافر فقد کفر احدهماان کان الذی قال له کافرا فقد صدق وان لم یکن کما قال له فقد باء الذی قال له بالکفر (رواه البخاری فی الادب المفرد. وقال البانیرحمةاللہ علیه صحیح)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی (مسلمان) نے دوسرے (مسلمان) کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہے۔ جس کو کافر کہا گیا اگر وہ واقعی کافر ہے، تو یہ کہنے والا سچا ہے، لیکن اگر وہ ایسا نہیں ہے، تو اس کہنے والے پر یہ کفر لوٹے گا۔ (اسکو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الادب المفرد میں روایت کیا ہے۔ اور علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو صحیح کہا ہے)

فائدہ...... مطلب یہ ہے کہ جسکو کافر کہا گیا اگر اس میں کوئی ایسی چیز پائی گئی جس سے کوئی بھی مسلمان دینِ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، جنکو نواقض ایمان (ایمان توڑ دینے والی) کہا جاتا ہے، پھر تو اس کہنے والے پر کوئی جرم نہیں۔ لیکن اگر اس شخص سے ایسا کوئی قول یا فعل سرزد نہیں ہوا، جو اس کو دین اسلام سے خارج کر دے، تو پھر اس کہنے والے نے بہت بڑا ظلم کیا، اور یہ کہا یعنی اس کا گناہ اور وبال اس کے اوپر پلٹ کر آئے گا۔ واللہ اعلم

اسی طرح کسی مسلمان کو بغیر ثبوت کے منافق کہنے کا حکم ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک حاکم نے اپنے کسی سپاہی کو منافق کہدیا۔ امیر المؤمنین نے اسکے خلاف عدالت بٹھادی۔ جب ثابت ہو گیا کہ جسکو منافق کہا گیا ہے وہ منافق نہیں ہے بلکہ حاکم نے بغیر ثبوت کے اسکو منافق کہا تھا، تو امیر المؤمنین نے اس حاکم کو کوڑے لگوانے کا حکم صادر فرمایا۔ لیکن پھر اس سپاہی نے معاف کر دیا۔

چنانچہ اس بارے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ صرف شک کی بنیاد پر کسی کے بارے میں کوئی ایسی بات کہنا جس کا وبال خود اپنے اوپر پڑے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی آجائے، بہت نقصان کی بات ہے۔ دین کی سربلندی کے لئے کام کرنے والوں کو ہر معاملے میں شریعت کا خیال رکھنا چاہئے۔ اللہ کے حکم پر نہ تو غصے کو غالب آنے دیا جائے، نہ انتقام کو اور نہ کسی ذاتی خواہش کو۔ اللہ کے لئے سب کچھ قربان کر دینے والوں کی ہر ادا، اللہ کی رضا کے تابع ہونی چاہئے۔ خصوصاً ذمہ دار حضرات اپنے مامورین کے سامنے کوئی ایسی بات نہ کہیں۔ کیونکہ مامورین اس بات کو ہر مجلس میں بیان کریں گے۔ اس سے فتنے پھیلیں گے۔ دین کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ایسے نازک معاملات صرف ذمہ داران کی حد تک رہنے چاہئیں۔ ضروری نہیں کہ ہر سچ بات سب کو بتائی جائے۔ لوگوں کے ذہنوں میں اتنا ہی ڈالیے جتنا وہ ہضم کر سکیں۔ الولاء والبراء کی جن بحثوں کی مبادیات کا بھی عوام کو علم نہیں، اسکے مطابق فوراً احکامات صادر کریں گے تو لوگ رد کر دینگے۔ نیز دشمنوں کی تعداد میں اضافہ کرنا نہ تو دانشمندی ہے اور نہ ہی بہادری۔

مجاہدین کو تحریک بالاکوٹ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔انگریزوں نے سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ''وھابی'' ہونے کا پروپیگنڈہ کر کے اس تحریک کی کمر توڑ دی تھی۔لہٰذا آج آپ کے خلاف امریکہ تکفیری اور خارجی کا پروپیگنڈہ کر رہا ہے۔آپ کو چاہیئے کہ علماء حق کو اعتماد میں لیں تاکہ وہ اس سازش کو توڑ سکیں، نیز آپ کو اس بارے میں پاکستانی مسلمانوں کے حالات و مزاج کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی بے احتیاطی کی وجہ سے جہاد کو نقصان پہنچے۔اللہ ہم سب کو اہل سنت والجماعت کے راستہ سے چمٹا رہنے والا بنائے اور ہماری ذات سے دین کے معاملے میں خیر پیدا فرمائے اور ہر قسم کی فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔(آمین)

عالمِ اسلام کے ناسور......منافقین

جعفر ابن حیان کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اب کوئی نفاق (منافق) نہیں ہے۔حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ میں نفاق سے پاک ہوں تو یہ میرے لئے زمین بھرے سونے سے زیادہ محبوب ہے۔(صفة النفاق و ذم المنافقين للفريابى)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو یہ سمجھایا کہ نفاق صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ منافقین آج بھی موجود ہیں۔متاخرین میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ نفاق ہر زمانے میں موجود اور زندہ ہے، اور منافقین کا وجود کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں۔انکے نزدیک نفاق کی دو قسمیں ہیں۔نفاقِ اعتقادی دوسرا نفاقِ عمل اور نفاقِ اخلاق۔نفاقِ اعتقادی اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے ساتھ خاص تھا لیکن نفاقِ عمل و اخلاق اب بھی موجود ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس وقت نفاق بکثرت موجود ہے۔چنانچہ الفوز الکبیر میں منافقین کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا:

''اگر آپ منافقوں کو دیکھنا چاہتے ہیں تو حکومتی لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھنے والوں کو دیکھ لیں کہ کس طرح اللہ کی مرضی پر امراء کی مرضی کو ترجیح دیتے ہیں''۔(الفوز الکبیر)

نفاق قیامت تک باقی رہے گا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی دلیل ہے جو پیچھے گذر چکی۔جس میں یہ ذکر ہے کہ دجال سے کچھ پہلے لوگ دو خیموں میں تقسیم ہو جائیں گے۔

ایک خالص ایمان والوں کا خیمہ دوسرا خالص نفاق والوں کا خیمہ۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا نفاق اب بھی موجود ہے؟ آپ نے فرمایا ''لو خرجوا من ازقة البصرة لاستوحشتم فيها'' کہ اگر منافقین بصرہ کی گلیوں سے نکل جائیں تو تمہارا یہاں دل بھی نہ لگے۔ (صفة النفاق و ذم المنافقين للفريابی)

اپنے بارے میں نفاق سے ڈریئے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں مستقل باب باندھا ہے جسکا نام ہے ''باب خوف المؤمن من ان يحبط عمله وهو لايشعر '' (مومن کا اپنے اعمال ضائع ہونے کا خوف کرنا کہ اس کو احساس بھی نہ ہو)۔ اس باب کی تشریح میں حاشیہ سندھی میں محدث ابوالحسن سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''ای خوفه من ان يكون منافقا (یعنی مومن کا اپنے بارے میں اس بات کا خوف کرنا کہ کہیں وہ منافق نہ ہو گیا ہو)۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کے تحت یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابی مُلَيكة قال ادركت ثلاثين من اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم كلهم يخاف النفاق علیٰ نفسه ما منهم احد يقول انه علی ايمان جبريل وميكائيل.

ترجمہ: حضرت ابومُلیکہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا۔ وہ سب اپنے بارے میں نفاق کا خوف کرتے تھے۔ ان میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو یہ کہتا ہو کہ وہ جبرائیل و میکائیل کے ایمان جیسا ایمان رکھتا ہے۔''

معلیٰ ابن زیا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس مسجد میں حسن بصری کو اللہ کی قسم کھاتے سنا کہ کوئی مومن ایسا نہیں گذرا جو (اپنے بارے میں) نفاق سے نہ ڈرتا ہو اور کوئی منافق ایسا نہیں گذرا جو اپنے بارے میں نفاق سے مطمئن و مامون نہ ہو۔ اور وہ فرماتے تھے کہ جو (اپنے بارے میں) نفاق سے نہیں ڈرا وہ منافق ہے۔ (صفة النفاق و ذم المنافقين للفريابی)

ایوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مومن کی صبح یا شام اس کے بغیر نہیں گذرتی کہ وہ اپنے بارے میں منافق ہونے کا خوف نہ کرتا ہو۔ (حوالہ مذکورہ)

عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے منافقین زیادہ شری یا آج کے: عن حذيفة رضی اللہ عنه

قال ان المنافقین الیوم شر منهم علیٰ عهد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کانوا یو مئذیسرون والیوم یجهرون(الصحیح البخاری ۷۱۱۳)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیشک آج کے منافقین، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے منافقین سے زیادہ شری ہیں۔ وہ اس دور میں (اپنا نفاق) چھپاتے تھے، اور آج (منافقین) اپنا نفاق ظاہر کرتے ہیں۔

فائدہ......اگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اس دور کے منافقین کی حالت دیکھ لیتے جنکا نفاق اتنا واضح ہے کہ زبانوں سے رال کی طرح ٹپکتا رہتا ہے، تو کیا فرماتے؟ یہ قرآن پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اس میں بیان کی گئی حدود انکو، جاہلیت، وحشت، درندگی اور انسانیت کی توہین نظر آتی ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللّٰه علیه وسلم من حمیٰ مؤمنا من منافق اراه قال بعث اللہ ملکا یحمی لحمه یوم القیامةمن نار جهنم(سنن ابی داؤود)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مؤمن کو منافق سے بچایا (راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجیں گے جو اسکے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔

قال عمر رضی اللہ عنه :مااخاف علیکم احدرجلین: رجل مؤمن قدتبین ایمانه، ورجل کافر قد تبین کفره ولکٰن اخاف علیکم منافقا یتعوذبالایمان ویعمل غیره(صفة النفاق وذم المنافقین للفریابی)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہارے بارے میں دو لوگوں میں سے کسی ایک سے بھی نہیں ڈرتا، ایک مؤمن آدمی جس کا ایمان واضح ہو چکا ہو، دوسرا کافر جس کا کفر واضح ہو چکا ہو، البتہ میں تمہارے بارے میں اس منافق سے ڈرتا ہوں جو ایمان کو آڑ بناتا ہے اور عمل اسکے منافی کرتا ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ جو نقصان اسلام کو منافقوں نے پہنچایا ہے، وہ یہود و نصاریٰ اور ہندو مل کر بھی نہیں پہنچا سکے۔ آج عالمِ اسلام پر یہود و ہنود کی بالا دستی صرف اور صرف انہی منافقین کی بدولت ہے۔ ہر ملک میں یہودیوں نے ایسے منافق بٹھا رکھے ہیں، جو بات تو ہماری زبان میں کرتے ہیں لیکن انکے دل اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ ہیں۔ عالمِ اسلام کے بیش قیمت وسائل کو کوڑیوں کے داموں بیچ کر صرف اپنے اقتدار کو دوام دیتے

ہیں، امتِ مسلمہ کو گلی گلی، شہر شہر اور دنیا کے ہر حصے میں ذلیل کرانے کی ذمہ داری انہی نے اٹھا رکھی ہے۔ انھوں نے مسلمانوں کی آزادی، عزتِ نفس، ایمانی غیرت اور دینی حمیت کو ٹکوں کے بدلے نیلام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر منافقین کے حال کو بہت کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اہلِ ایمان کو چاہئے کہ وہ قرآن میں غور کریں اور اللہ کے دشمنوں سے خود کو بچائیں۔

انکو پہچانیئے یہ کون ہیں، جو اللہ پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اللہ کے احکامات انکو اچھے نہیں لگتے؟ یہ کون ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول مانتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو دوست بناتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن قادیانیوں کو برابر کے حقوق دینے کے مطالبے کرتے ہیں؟ یہ کون ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اس کتاب پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، لیکن اس کتاب میں موجود اسلامی سزاؤں کو، کھلے عام وحشت، جاہلیت اور درندگی کا نام دیتے ہیں؟

خدا را! اب حق و سچ کہنے کا وقت ہے ... اگر کہنے کی طاقت نہیں تو کھلے دل سے سن تو لیجئے۔ آخر کب تک اپنی جماعت اور اپنے چاہنے والے کے پیچھے صرف اسلئے بھاگتے رہیں گے کہ آپ کے دل میں، انکی عقیدت کا مندر بنا ہوا ہے...... یہ اپنائیت جو اسلام کے مقابلے میں آجائے کہیں ہمیں لے ہی نہ ڈوبے...... یہ اپنائیت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے مقابلے میں آجائے تو پھر کیا ہوگا؟ آپ کس کی لاج رکھیں گے، دل میں سجے مندر کی یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی؟ دل سے پوچھئے...... دل کے بند دریچوں کو کھول کر...... اس دل سے سوال کیجئے...... اللہ نہ کرے، اگر ایسا وقت آجائے کہ ایک طرف امام مہدی کا لشکر ہو اور دوسری جانب وہ، جس سے آپ کو انتہائی عقیدت و محبت ہے، تو آپ کس کو چھوڑ دینگے اور کس کو اختیار کرلیں گے؟ کس سے راضی ہونگے اور کس سے ناراض ہوجائیں گے؟

ان صحابہ کو یاد کیجئے جن سے محبت کا دعویٰ ہے...... میدانِ جنگ ہے...... اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، کافروں کی کھوپڑیاں نیزے کی انیوں پر اچھالی جارہی ہیں...... شمعِ نبوت کے پروانے.... عشقِ نبی میں سب کچھ قربان کردینے کے لئے نکل آئے ہیں...... بیٹے کے سامنے اسکا باپ آجاتا ہے...... اب ایک طرف باپ اور دوسری جانب اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کہ جو بھی کافروں کی طرف سے لڑے اسکی گردن ماردو...... آپ خود سے سوال کیجئے...... اپنا ایمان جانچنے کے لئے...... اٹھی ہوئی تلوار کے سامنے وہ ہے جس سے آپکو سب سے زیادہ محبت ہے...... ناراض نہ ہویئے...... دل کو جھنجوڑ کے پوچھئے...... میں بھی خود سے پوچھتا ہوں...... کہ اے نفاق میں

لت پت دل! اس وقت تیرا کیا ردِعمل ہوگا جب تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے مقابلے میں کوئی ایسا کھڑا ہوگا، جس کو تو پوجا کی حد تک چاہتا ہے؟ اے میرے دو غلے دل! جان کیوں چراتا ہے بتا تو سہی...... تجھے اللہ ہی سب سے محبوب ہیں یا تیرے اندر واقعی صنم کدے آباد ہیں؟ ؎

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

مؤمن و منافق کا گناہ

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال المؤمن یریٰ ذنوبہ کأنہ قاعد تحت جبل یخاف ان یقع علیہ و ان الفاجر یریٰ ذنوبہ کذباب مرّ علیٰ انفہ فقال بہ ھٰکذا. (صحیح بخاری، رقم: ۶۳۰۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا "مومن اپنے گناہ کو پہاڑ کے برابر سمجھتا ہے، ڈرتا ہے کہ کہیں یہ (گناہ کا پہاڑ) اسکے اوپر گر ہی نہ جائے، اور فاجر (منافق) اپنے گناہ کو اس طرح (بے اعتنائی سے) ٹال دیتا ہے، جیسے مکھی کو جو اسکی ناک کے پاس سے گذرے۔ (بخاری شریف)

فائدہ..... مومن سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو وہ توبہ و استغفار کرتا رہتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے۔ جبکہ فاجر و منافق گناہ کے بعد کہتے ہیں ہم نے کون سا گناہ کرلیا جو آسمان ٹوٹ پڑے۔ قرآن کریم نے بھی منافقین کی اس بری عادت کو بیان کیا ہے۔ "**واذا قیل لھم تعالوا یستغفرلکم رسول اللہ لووا رؤوسھم و رأیتھم یصدون وھم مستکبرون**".

ترجمہ: اور جب ان (منافقین) سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ کے رسول تمہارے لئے استغفار کردیں، تو مذاق سے سروں سے اشارے کرتے ہیں، اور آپ انکو دیکھیں گے کہ وہ تکبر کرتے ہوئے رکتے ہیں۔

منافقین یہ سمجھتے تھے کہ انھوں نے تو کوئی گناہ کیا ہی نہیں، جو انکے لئے استغفار کی جائے۔ یہ انکا جہل، خوش فہمی اور انتہائی غفلت تھی کہ انھیں اپنے ایمان کے تباہ ہو جانے کا احساس بھی نہ تھا۔ اس دور میں بھی کتنے ہی ایسے مل جائیں گے جو اللہ سے جنگ کرنے کے باوجود بھی دعوے کرتے ہیں کہ وہ تو پکے سچے مسلمان ہیں انکے لئے بیت اللہ کے دروازے کھلتے ہیں۔

قسم اس ذات کی جو بیت اللہ کے طواف کرنے والوں کے دلوں سے واقف ہے! وہ شخص

کیسے مؤمن ہوسکتا ہے جو اسلامی احکامات کا مذاق اڑائے، گمراہی کی سرپرستی کرے، اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے مل کر بے گناہ مسلمانوں کا خون بہائے۔

نفاق کے بارے میں صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے خوف کا یہ عالم تھا تو ہم سیاہ کارکس زمرے میں آتے ہیں۔ جو کفر کی بالادستی بھی قبول کرلیتے ہیں، نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بھی بھرے پیٹوں برداشت کرجاتے ہیں، امت کی بیٹیوں کو زندہ بھسم کردیا جائے، یا کافر اٹھا کر لیجائیں ہمارے ایمان پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسلام کے بدترین دشمنوں کے اتحادی بن جائیں اور کلمہ گو مسلمانوں کی بستیاں کی بستیاں اجاڑ دیں ہم پکے سچے مسلمان ہی رہتے ہیں۔ کبھی اپنے بارے میں نفاق کا خوف تو کیا ہم تو دوسروں کو نفاق کے سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہم انکو بھی منافق کہہ ڈالتے ہیں جو ایسے وقت میں اسلام کی آبرو بچائے ہوئے ہیں جب لوگوں کی اکثریت اسکو لٹتا ہوا دیکھ کر خاموش ہے اور بہت سے لوٹنے والوں کے اتحادی ہیں۔

بلکہ ہمارا تو اپنے بارے میں ایسا پختہ یقین ہے کہ ہم ایمان کی اعلیٰ چوٹی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمارا ایمان اس درجے کا ہے کہ نفاق قریب بھی نہیں پھٹک سکتا۔ اس قدر خوش فہمی اور بے خوفی، گویا اللہ سے طے ہوگیا ہو کہ ہمیں جنت میں داخل کر کے ہی رہے گا۔ آخر کوئی چھوٹا موٹا کام تو نہیں کیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا ہے۔ لہٰذا جہنم کی آگ کی کیا مجال جو ہمارے قریب بھی آجائے۔

اس رویہ کی کیا وجہ ہے؟ نفاق سے بے خوفی، تمام بداعمالیوں کے باوجود اللہ سے لمبی چوڑی امیدیں، کفر کے سودی نظام کے تحت زندگی گذارنے، جھوٹ، حرام کمائی، طاغوت کی پوجا، کفر کی قوت کے سامنے سر جھکانا، جہاد فرضِ عین ہونے کے باوجود جہاد کا انکار، تاویلیں، بہانے حتیٰ کہ جہاد کرنے والوں کو گالیاں، بددعائیں، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے لئے نرم گوشہ اور ہمدردی، جو چاہیں کرتے رہیں، دل میں کوئی خوف نہیں آتا بلکہ ایک سجدہ میں تمام گناہ معاف ہوجانے کا یقین؟

کیا ہمارا ایمان اور رحمت کی امید صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سے اعلیٰ درجے کی ہے؟ کیا ہمارے سجدوں میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ طاقت ہے؟ ہماری تسبیحات، استغفار اور توبہ کیا اس عاشق سے زیادہ مؤثر ہیں جو شبِ زفاف میں نئی نویلی دلہن کو چھوڑ کر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدانِ جہاد میں جا پہنچا اور شہید ہوگیا۔ جسکو فرشتوں نے غسل کرایا؟ غسیل الملائکۃ اپنے بارے میں نفاق سے اتنا ڈرتے، کہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں چلاتے پھرتے تھے "نافق

حنظلة نافق حنظلة ''حنظلہ منافق ہوگیا حنظلہ منافق ہوگیا۔

لیکن آج کے مسلمان ہیں کہ بے خوف، گناہوں پر جری، جو خواہش ہوئی پوری کی، آخرت پر دنیا کو ترجیح، خواہشات پر دین قربان، گناہوں پر دوام، اور ایک استغفار میں سارے گناہ صاف۔ یہ نعوذ باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو کیا بناڈالا؟ یہ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے۔ برہمن کا ہندوازم نہیں، کہ سارا سال جو چاہا کیا اور گنگا کے ایک ہی غوطے میں یوں پاک ہو گئے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے جنم لیا ہو۔

اس رویہ کی ایک وجہ شاید یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ عرصہ دراز سے میٹھے فضائل سن کر شوگر کا مریض ہو گیا ہے۔ وعیدیں سنانے والے بہت کم ہیں۔ کوئی حاذق حکیم ہو جو وعیدوں کے کڑوے شربت سے پھولے ہوئے نفس کی حالت درست کرے۔ معاشرے میں عام ہوتی بیماریوں کا علاج کرے۔ نفس پر ایسی ضربیں لگائے کہ اسکی چولیں ہل کر رہ جائیں۔ اس نفس کو اس کی اوقات کا پتہ چلے۔ پھر کہیں جا کر دل میں خوف پیدا ہوگا۔

منافقین قرآن کی نظر میں

ومن الناس من يقول اٰمنا بالله وباليوم الآخر وما هم بمؤمنين. (البقرة)

ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر، حالانکہ وہ ایمان نہیں لائے۔

يخدعون الله والذين اٰمنوا وما يخدعون الا انفسهم وما يشعرون. في قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا ولهم عذاب اليم بما كانوا يكذبون. (البقرة)

ترجمہ: وہ (منافقین) اللہ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں، اور وہ خو کو ہی دھوکہ دیتے ہیں اور وہ سمجھتے نہیں۔ انکے دلوں میں مرض ہے سو اللہ نے انکا مرض اور زیادہ کر دیا، اور انکے لئے دردناک عذاب ہے بسبب اسکے جو وہ تکذیب کرتے ہیں۔

فائدہ......منافقین خود کو ہی دھوکہ دیتے ہیں اگر چہ انھیں اسکا احساس نہیں ہوتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نفاق انسان کے دل میں داخل ہو جاتا ہے اور اسکو احساس بھی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اس روایت میں ہے: حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''ابو درداء رضی اللہ عنہ جب کسی ایسی میت کو دیکھتے جو اچھی حالت میں فوت ہوئی ہوتی، تو کہتے ''اس کو مبارک ہو، کاش! اسکی جگہ میں مرگیا ہوتا''۔ ان سے ام درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟''

انھوں نے جواب دیا''بیوقوف کیا تمہیں علم ہے کہ (ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ) آدمی صبح کے وقت مؤمن ہوگا اور شام کو منافق ہوجائے گا؟''ام درداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا''اسکا ایمان سلب ہوجائے گا اور اسکو احساس تک نہ ہوگا۔(اسلئے) میں نماز اور روزوں میں باقی رہنے کے بجائے ایسی (اچھی) موت کی زیادہ تمنا کرتا ہوں۔''(صفة النفاق و ذم المنافقین للفریابی)

کافر حکمرانوں سے ملاقاتیں

واذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا واذا خلوا الیٰ شیٰطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزء ون (البقرة)...... ترجمہ: اور وہ (منافقین) جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے، اور جب تنہائی میں اپنے (کافر) شیاطین سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں، بلاشبہ ہم تو (ان مسلمانوں) سے مذاق کرتے ہیں۔

فائدہ......عالمِ اسلام کا مقتدر طبقہ مسلم عوام کے سامنے کچھ اس طرح کے بیانات دیتا ہے: ''ہم امریکہ کو من مانی نہیں کرنے دینگے''......''ہم بیت المقدس کی آزادی کے لئے پر امن کوششیں جاری رکھیں گے''۔''ہم اپنی سرزمین اپنے افغان بھائیوں کے خلاف استعمال نہیں ہونے دینگے''......ہم بھارت کو اپنے دریاؤں پر ڈیم نہیں بنانے دینگے''......ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اجازت نہیں دینگے''......''امریکہ کو ڈرون حملوں کی اجازت نہیں دی''......''ہم مسلمان ہیں''......''اپنے ملک میں غیر ملکی افواج ہرگز برداشت نہیں کر سکتے''...... ''کشمیریوں کے خون سے کسی کو سودا نہیں کرنے دینگے''......''ہم پکے سچے مسلمان ہیں''......

لیکن جب یہی طبقہ بھارت یا امریکہ کے شیطانوں سے ملاقات کرتا ہے تو یوں کہتا ہے ''ہم تو آپ کے ساتھ ہیں، ہماری قوم بیوقوف، ناسمجھ اور جذباتی ہے، لہٰذا انکو بیوقوف بنانے کے لئے ایسے بیانات دیدیتے ہیں''.....

جہاد کے خلاف بولنے میں احتیاط کیجئے

ولیعلم الذین نافقوا وقیل لهم تعالوا قاتلوا فی سبیل اللہ او ادفعوا قالوا لو نعلم قتالا لاتبعنکم هم للکفر یومئذ اقرب منهم للایمان یقولون بافواههم ما لیس فی قلوبهم واللہ اعلم بما یکتمون. الذین قالوا لاخوانهم وقعدوا لو اطاعونا ما قتلوا اقل فادرء وا عن انفسکم الموت ان کنتم صٰدقین(آل عمران ١٦٧. ١٦٨)

ترجمہ: اور تاکہ جان لے انکو جو منافق ہوگئے، اور ان سے کہا گیا آؤ! قتال کرو اللہ کے

راستے میں یا دفاع کرو، کہنے لگے اگر ہمیں قتال کا علم ہوتا تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے، وہ (منافقین) اس دن ایمان کے مقابلے کفر کے زیادہ قریب تھے، اپنی منہ سے ایسی بات کرتے ہیں جو انکے دلوں میں نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں، جنھوں نے اپنے بھائیوں سے کہا اور (جہاد سے) بیٹھے رہے، اگر یہ (مجاہدین) ہماری بات مان لیتے (یعنی قتال کے لئے نہ جاتے) تو قتل نہ کئے جاتے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے اگر تم سچے ہو تو اپنے آپ سے موت کو روک کر دکھاؤ۔

فائدہ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ منافقین قتال نہ ہونے کا امکان ظاہر کر کے راستے سے واپس لوٹ آئے۔ لیکن آج کے دور میں تو لوگ کفار سے قتال ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں اسکے باوجود قتال کے لئے مجاہدین کے ساتھ نہ نکلتے ہیں اور نہ ہی انکی مدد کرتے ہیں۔

کافروں کو دوست بنانے والوں کے لئے دردناک عذاب

بشر المنافقين بان لهم عذابا اليما. الذين يتخذون الكافرين اؤلياء من دون المؤمنين ايبتغون عندهم العزة فان العزة لله جميعا. (النساء ۱۳۹)

ترجمہ: (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) منافقوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے، جو مسلمانوں کے علاوہ کافروں کو دوست بناتے ہیں، کیا یہ ان کافروں کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں، سو عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لئے ہے۔

الذين يتربصون بكم فان كان لكم فتح من الله قالوا الم نكم معكم وان كان للكٰفرين نصيب قالوا الم نستحوذ عليكم ونمنعكم من المؤمنين. (النساء ۱۴۱)

ترجمہ: جو لوگ تمہارے انجامِ کار کا انتظار کرتے ہیں، پھر اگر تمہیں اللہ کی جانب سے فتح مل جائے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھی نہیں، اور اگر کافروں کو تھوڑا سا غلبہ مل جائے تو (کافروں سے) کہتے ہیں کیا ہم (مسلمان) تم پر غالب نہ آنے لگے تھے، اور کیا ہم نے تمہیں مسلمانوں کے ہاتھوں سے نہیں بچایا تھا۔

منافقین کافروں کو دوست کیوں بناتے ہیں

فترى الذين فى قلوبهم مرض يسارعون فيهم يقولون نخشىٰ ان تصيبنا دائرة فعسى الله ان ياتى بالفتح او امر من عنده فيصبحوا على ما اسروا فى انفسهم نٰدمين (المائده ۵۲)

ترجمہ: تو آپ ان لوگوں کو دیکھیں گے جن کے دلوں میں مرض ہے، ان کافروں کے پاس دوڑے چلے جاتے ہیں، کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم پر آفت نہ آجائے، تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ فتح دیدیں، یا اپنی جانب سے فیصلہ فرمادیں جسکے نتیجے میں وہ (منافقین) شرمندہ ہوجائیں اس بات پر جس کو وہ اپنے دلوں میں چھپاتے تھے۔

فائدہ......علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "یہ منافقین کے بارے میں اطلاع ہے کہ یہود ونصاریٰ کو دوست بناتے تھے اور اہلِ ایمان کو دھوکہ دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم ڈرتے ہیں کہ یہود یا نصاریٰ یا مشرکین کی آفت ہم پر نہ ٹوٹ پڑے۔" (تفسیرِ طبری)

کافروں کے پاس اسلئے جاتے ہیں کہ کافروں کی طرف سے کوئی مصیبت ان پر نہ ٹوٹ پڑے۔ اگر کافروں کا ساتھ نہیں دینگے تو وہ ناراض ہوجائیں گے۔

کافروں کو دوست بنانے والے انہی جیسے ہیں

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ عقیدۃ الطحاوی میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے: **ونحب اهل العدل والامانة ونبغض اهل الجور والخيانة.**

ترجمہ: اور ہم (یعنی اہلِ سنت والجماعت) انصاف کرنے والوں اور امانت داروں سے محبت کرتے ہیں اور ظالموں اور خائنوں سے بغض رکھتے ہیں۔ (عقیدۃ الطحاوی)

ارشادِ ربانی ہے: **يا ايها الذين اٰمنوا لاتتخذوا اليهود والنصارىٰ اولياء بعضهم اولياء بعض. ومن يتولهم منكم فانه منهم** (المائدة ۵۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو ان کو دوست بنائے گا بیشک وہ انہی میں سے ہوگا۔

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر یوں فرماتے ہیں: اور جس نے مسلمانوں کے مقابلے میں یہود ونصاریٰ کو دوست بنایا تو بلاشبہ وہ انہی میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے انھیں دوست بنایا اور مسلمانوں کے مقابلے میں انکی مدد کی تو وہ انہی (یہود ونصاریٰ) کے دین والوں اور ملت والوں میں شمار ہوگا۔ کیونکہ کوئی بھی کسی کو دوست بناتا ہے تو وہ اپنے دوست اور اسکے دین کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جس دین سے اسکا دوست راضی ہوتا ہے وہ اسکے ساتھ ہوتا ہے۔ تو جب یہ (مسلمان) اپنے (یہودی یا عیسائی یا کسی بھی کافر) دوست اور اسکے دین سے راضی ہے تو جو اسکے دوست اور اسکے دوست کے دین کا دشمن ہوگا یہ بھی اس کا مخالف ہوگا۔ اس طرح اسکا اور اسکے دوست کافر کا ایک ہی حکم

ہو گیا، پھر یہ حکم ترکِ موالاۃ قیامت تک باقی ہے۔ (تفسیر طبری، ج:٦ص:٢٧٧)

ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا اور انکے فیصلے سے زیادہ اچھا فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جس نے یہود ونصاری کو دوست بنایا وہ انہی میں سے ہے۔ سو جب نصِ قرآنی سے یہود ونصاریٰ کے دوست انہی میں سے ہیں تو ان دوستوں کا حکم بھی ان یہود ونصاری جیسا ہی ہوگا۔ (احکام اہل الذمۃ)

اسکے علاوہ بہت ساری آیات ہیں جن میں مسلمانوں کو اس بات سے روکا گیا ہے کہ وہ کفار کو دوست بنائیں۔ حتیٰ کے والدین تک سے روکدیا گیا اگر وہ ایمان کے مقابلے کفر کو پسند کرتے ہوں۔ ارشاد ہے: **یا ایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا آبائکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فأولئک ھم الظالمون**...... ترجمہ: اے ایمان والو اپنے والدین اور بہن بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان کے مقابلے کفر کو پسند کرتے ہوں۔ تم میں سے جو انھیں دوست بنائے گا تو وہی ہیں جو حد سے بڑھنے والے ہیں۔

امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مسلمانوں کو اس بات سے روکا گیا ہے کہ وہ کافروں کو دوست بنائیں، یا انکی مدد کریں، یا ان سے مدد لیں یا اپنے معاملات انکے سپرد کریں۔ نیز یہ حکم ہے کہ کافروں سے برأت اور تعظیم واکرام چھوڑنا واجب ہے۔ خواہ وہ کافر اپنے ماں باپ ہوں یا سگے بھائی بہن، البتہ کافر والدین کے ساتھ احسان اور اچھی طرح رہنے کا حکم ہے۔ اس (ترکِ موالاۃ) کا مسلمانوں کو حکم اسلئے کیا گیا ہے تاکہ وہ منافقین سے الگ ہو جائیں کیونکہ منافقین کی پہچان یہ ہے کہ وہ کافروں کو دوست بناتے ہیں اور جب ان سے ملتے ہیں تو انکے لئے عزت و تعظیم کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دوستی و تعلق کا اظہار کرتے ہیں۔ (احکام القرآن للجصاص، ج:٤ص:٢٧٨)

دوسری جگہ کافروں کو دوست بنانے سے متعلق ارشادِ ربانی ہے:

لا یتّخذ المؤمنون الکافرین أولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذٰلک فلیس من اللہ فی شیئ الا أن تتقوا منھم تقاۃ ویحذرکم اللہ نفسہ والی اللہ المصیر .(آل عمران: ٢٨)

ترجمہ: مؤمن کافروں کو دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے علاوہ۔ اور جس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ سے اس کا کوئی تعلق نہیں الا یہ تم اندیشہ کرتے ہو کسی بات کا ان سے اور اللہ تمہیں اپنے آپ سے خبردار کرتے ہیں۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں " ای من ولایتہ شیی من الاشیاء بل ھو منسلخ عنہ بکل حال (فتح القدیر) یعنی اسکا اللہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ مکمل خارج ہو چکا۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فقد بری من اللہ وبری اللہ منہ بارتدادہ عن دینہ ودخولہ فی الکفر ۔ جس نے ایسا کیا تو وہ اللہ سے بری اور اللہ اس سے بری ہے۔ اسکے دین سے پھر جانے اور کفر میں داخل ہو جانے کی وجہ سے۔ (تفسیر طبری)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تفسیر روح المعانی میں من دون المؤمنین کی تشریح یوں کی ہے " یا اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ مسلمانوں کی دوستی کے اصل حقدار مسلمان ہی ہیں اور مسلمانوں کی دوستی متضاد ہے کافروں کی دوستی کے...... اس میں اشارہ ہے کہ کافروں کی دوستی مسلمانوں کی دوستی کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔" (روح المعانی)

مسلمانوں کے قاتل، بتوں کے پجاریوں کو دوست بنانے والے

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی آخر الزمان قوم احداث الاسنان سفھاء الاحلام فیقولون من خیر البریۃ یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ یدعون اھل الاوثان ویقتلون اھل الاسلام فمن لقیھم فلیقتلھم فان فی قتلھم اجرا لمن قتلھم یوم القیامۃ .

(بخاری کتاب المناقب حدیث ۳۶۱۱۔ وکتاب فضائل القرآن ۵۰۵۷۔ وکتاب استتابۃ المرتدین ۶۹۳۰، ورواہ ابوعمر الدانی ۲۸۰۔)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانے میں کچھ لوگ آئیں گے جو کم عمر، کم عقل ہونگے۔ وہ سنت کے بات کریں گے۔ دین سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ بتوں کے پجاریوں کو بلائیں گے اور اہلِ اسلام کو قتل کریں گے۔ سو جو انکو پالے انکو قتل کرے کیونکہ انکے قتل میں قتل کرنے والے کے لئے قیامت تک اجر ہے۔

منافق سب کو اپنی طرح بنانا چاہتے ہیں

فمالکم فی المنافقین فئتین واللہ ارکسھم بما کسبوا اتریدون ان تھدوا من اضل اللہ ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا (النساء ۸۸)

ترجمہ: تمہیں کیا ہوا کہ منافقین کے بارے میں دو گروہ ہوئے جاتے ہو، حالانکہ اللہ نے انکولوٹا دیا ہے بسبب انکے کرتوتوں کے، تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اس کو ہدایت پے لے آؤ جس کو اللہ نے گمراہ کردیا ہو، اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو آپ اس کے لئے ہرگز راستہ نہیں پائیں گے۔

ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء فلا تتخذوا منھم اولیاء حتی یھاجروا فی سبیل اللہ فان تولوا فخذوھم واقتلوھم حیث وجدتموھم ولا تتخذوا منھم ولیا ولا نصیرا (النساء ۸۹)

ترجمہ: ان (منافقین) کی دلی خواہش ہے کہ تم بھی کفر کر بیٹھو جیسے انھوں نے کفر کیا، سو تم برابر ہو جاؤ، لہٰذا تم ان کو دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ اللہ کے راستے میں ہجرت نہ کر آئیں، پس اگر وہ باز نہ آئیں، تو ان کو پکڑو، اور جہاں پاؤ ان کو قتل کرو، اور انکو دوست اور مددگار نہ بناؤ۔

فائدہ...... امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ آیت ایسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو کلمہ گو تھے لیکن مسلمانوں کے مقابلے کفارِ مکہ کی مدد کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ یہ لوگ مکہ سے آئے۔ مسلمانوں سے انکا سامنا ہو گیا۔ کچھ مسلمانوں نے کہا کہ ان خبیثوں کی جانب چلو اور انکو قتل کردو کیونکہ یہ ہمارے مقابلے ہمارے دشمنوں کی مدد کرتے ہیں۔ یہ سن کر کچھ مسلمانوں نے کہا کہ کیا تم ایسے لوگوں کو قتل کردو گے جو تمہاری طرح کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ کیا صرف اس وجہ سے انکی جان و مال کو حلال کرلو گے کہ انہوں نے ہجرت نہیں کی اور اپنے گھر بار کو نہیں چھوڑا؟

اس طرح اہلِ ایمان ان لوگوں کے بارے میں دو رائے ہو گئے۔ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں سے کسی کو کچھ نہیں کہا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی، جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فیصلہ فرمادیا کہ یہ منافق ہیں۔ اگر یہ باز نہیں آتے تو جہاں پاؤ انکو قتل کرو۔ یہ شری لوگ ہیں۔ انکی دلی خواہش ہے کہ تم بھی انکی طرح کفر کر بیٹھو۔ (تفسیر طبری)

ان منافقین کی دلی خواہش ہے کہ سچے مسلمان بھی ان جیسے ہو جائیں۔ کوئی ''ماڈریٹ'' تو کوئی ''روشن خیال'' کوئی ''عقلیت پسند (Rationalist)'' ہے۔ ان سب کی کوشش ہے کہ ان منافقین کا دین پھیلایا جائے۔ جو انکا دین پھیلائے اس کی بڑی قدر کی جاتی ہے۔ اس کو ٹی وی چینلز پر بلایا جاتا ہے۔ لیکن جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی جانب لوگوں کو بلائے، جس میں جہاد بھی ہو، وہ ناقابلِ برداشت ہے۔ اس وقت انکا صبر بھی ختم ہو جاتا ہے اور تحمل بھی۔ رواداری اور برداشت قریب بھی نہیں آتی۔

اللہ پر توکل اور منافقین

اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض غر ھؤ لاء دینھم ومن یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم (انفال ۴۹)

ترجمہ: جب منافقین کہہ رہے تھے اور وہ بھی جنکے دلوں میں مرض ہے، کہ ان (مسلمانوں) کو تو انکے دین نے مست بنا دیا ہے، جو بھی اللہ پر بھروسہ کرے بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

فائدہ......طالبان کی پسپائی کے وقت کے اخبارات اٹھا کر دیکھئے، لکھنے والے طالبان کے بارے میں کیا کیا لکھتے تھے۔ یہ امریکہ سے لڑنے چلے تھے۔ مدرسوں کے ''ملا''، جنھیں دنیا کا کچھ پتہ نہیں، یہ وقت کی ''مہذب، ترقی یافتہ اور جدید ٹیکنالوجی کی مالک قوت'' کا مقابلہ کریں گے۔ وہ کہتے تھے، ''یہ کیسا اسلام ہے، ان طالبان نے اسلام کی غلط تشریح کی ہے، انکو پتہ ہی نہیں کہ اسلام میں کتنی لچک ہے، یہ امریکہ سے کیسے لڑ سکتے ہیں۔'' لیکن ان منافقوں کو معلوم نہیں کہ جو تیاری کرنے کے بعد اللہ پر بھروسہ کر کے میدان میں نکلتے ہوں، دنیا کی ساری طاقتیں انکے پیروں کی ٹھوکر پر ہوتی ہیں۔ آج وہی امریکہ ہے جس کی خدائی سے ہمارے حکمران اس قوم کو ڈراتے تھے، وہی امریکی کمانڈوز، امریکی میرینز،...انکی کھوپڑیاں ہیں جوان ملاؤں کی ٹھوکروں پر لڑھکتی پھرتی ہیں۔ اس وحشی، ابلیسی اور مریخ پر کمندیں ڈالنے والی تہذیب کے درندوں کی لاشیں کئی کئی دن گدھ نوچتے رہتے ہیں، اٹھانے والے بھی اب اٹھاتے اٹھاتے تھک چکے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت زبردست اور حکمت والے ہیں۔ لیکن جنکے دلوں میں کھوٹ ہے وہ اب بھی نہیں سمجھیں گے۔

منافقین مسلمانوں سے الگ ہیں

ویحلفون باللہ انھم لمنکم وما ھم منکم ولکنھم قوم یفرقون (التوبہ ۵۶)

ترجمہ: اور وہ (منافقین) اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ وہ تمہاری جماعت کے لوگ ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ یہ الگ قوم ہیں۔

جہاد کا مذاق اڑانے والے منافق ہیں

ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وآیاتہ ورسولہ کنتم تستھزءون (التوبۃ ۶۵)

ترجمہ: اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہیں گے کہ ہم ویسے ہی مذاق کر رہے تھے۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کو کہہ دیجئے کیا تم اللہ، اسکی آیات اور اسکے رسول کا مذاق اڑاتے ہو۔

ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے جارہے تھے۔ کچھ منافقین بھی ساتھ تھے۔ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے واہ جی واہ! اس آدمی (محمد) کو دیکھو یہ شام کے محلات و قلعے فتح کرنے چلا ہے۔ اس بات کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ بات کہی ہے۔ منافقوں نے کہا ہم تو ویسے ہی ہنسی مذاق میں کہہ رہے تھے۔

آج کے منافقین بھی مجاہدین کا مذاق اڑاتے ہیں اور ایسی ہی باتے کہتے ہیں ''ان مولویوں کو دیکھو! یہ دہلی فتح کرینگے...... لال قلعے پر اسلام کا جھنڈا گاڑھیں گے...... انکو دیکھو! یہ واشنگٹن فتح کرنے نکلے ہیں''۔

جہاد کے ذکر پر منافقین کا ردِعمل

ویقول الذین اٰمنوا لو لا نزلت سورة فاذا انزلت سورةمحكمة وذكر فيها القتال رأيت الذين فی قلوبهم مرض ينظرون اليک نظر المغشى عليه من الموت فأولى لهم(محمد ۲۰)

ترجمہ: اور ایمان والے کہتے ہیں کہ کوئی سورت کیوں نہیں اترتی، پھر جب کوئی صاف مطلب والی سورت اتاری گئی جس میں قتال کا ذکر ہے، تو آپ ان لوگوں کو دیکھیں گے جن کے دلوں میں مرض ہے، آپکو ایسے دیکھیں گے جیسے ان پر غشی طاری ہو موت کی، سو انکے لئے بہتر ہے۔

(اطاعت و فرماں برداری)

فائدہ...... امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ سورت جس میں قتال کا ذکر ہو وہ سورۃ محکمۃ ہے۔ اور یہ جہادی سورتیں منافقین پر سارے قرآن میں سب سے سخت ہیں۔ (تفسیرِ طبری)

ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ اپنے اندر جھانک کر دیکھتا رہے کہ کوئی ایسی بیماری اس میں سرایت تو نہیں کرگئی جسکو قرآن نے منافقین کی علامت کے طور پر بیان کیا ہے؟ سوچیئے! کہیں جہاد و قتال سن کر یہی حالت تو نہیں ہو جاتی؟

افلا يتدبرون القرآن ام علىٰ قلوب اقفالها(محمد ۲۴)

ترجمہ: کیا وہ (منافقین) قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے، یا انکے دلوں پر تالے پڑے ہیں۔

اتحادی کافروں سے منافقین کی قسمیں وعدے

الم تر الى الذين نافقوا يقولون لاخوانهم الذين كفروا من اهل الكتاب

لئن اخرجتم لنخرجن معکم ولا نطیع فیکم احدا ابدا وان قوتلتم لننصرنکم واللہ یشھد انھم لکذبون(الحشر ۱۱)**لئن اخرجوا لا یخرجون معھم ولئن قوتلوا لا ینصرونھم ولئن نصروھم لیولن الادبار ثم لا ینصرون**(الحشر ۱۲)

ترجمہ: (اے نبی) کیا آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا کہ اپنے اہلِ کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں، اگر تم جلا وطن کئے گئے تو اللہ کی قسم ہم بھی تمہارے ساتھ وطن چھوڑ دینگے، اور تمہارے بارے میں ہم کبھی بھی کسی کی بات نہیں مانیں گے، اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو بخدا ہم تمہاری مدد کریں گے، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ (منافقین) جھوٹ بول رہے ہیں۔ اگر اہلِ کتاب کافروں کو جلا وطن کیا گیا تو یہ انکے ساتھ وطن نہیں چھوڑیں گے، اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ انکی مدد نہیں کریں گے، اور بفرضِ محال اگر مدد کی بھی تو پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہونگے، پھر انکی مدد نہیں کی جائے گی۔

خوش نما باتوں سے دھوکہ نہ کھایئے

واذا رأیتھم تعجبک اجسامھم وان یقولوا تسمع لقولھم کانھم خشب مسندۃ(المنافقون ۴)

ترجمہ: جب آپ انھیں دیکھیں تو انکے جسم آپکو خوشنما معلوم ہوں، وہ جب باتیں کرنے لگیں تو آپ انکی باتوں پر کان لگالیں، گویا کہ یہ لکڑیاں ہیں سہارے سے لگائی ہوئی۔

یا ایھاالنبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم وماوٰھم جھنم وبئس المصیر(التحریم ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! کافروں اور منافقین سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو اور انکا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

جادو کا فتنہ

روئے زمین پر جاری اس خیر و شر کے معرکے میں شر کی تمام قوتیں، خیر کو مٹا کر، شر کے غلبے کے لئے کوشاں رہی ہیں۔اس معرکے میں ابلیس کو اسکے تمام شیاطین (جنات، شیاطین انسان، بشمول منافقین) کی مدد حاصل رہی ہے۔شر کی قوتیں ہر طرح کے مادی اسباب کے ساتھ ساتھ شیطانی حربے بھی استعمال کرتی رہی ہیں۔ان شیطانی حربوں میں جادو کو بڑے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔

جیسا کہ قرآن کریم کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے دشمن یہود نے، اللہ کی تعلیمات کے بجائے ابلیس کی تعلیمات کو ترجیح دی ہے۔چنانچہ خیر کا علم چھوڑ کر انھوں نے شیطانی علم حاصل کرنی کی کوشش کی۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **واتبعوا ما تتلوا الشياطين علىٰ ملك سليمان وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر** (البقرة)

ترجمہ: وہ یہود اس چیز کے پیچھے پڑے جو شیاطین، سلیمان کی بادشاہت میں پڑھتے تھے۔اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا، لوگوں کو سحر سکھلاتے تھے۔

یہود نے اس جادو کو سیکھا اور ہر دور میں خیر کی قوتوں کو اس کے ذریعے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر آج تک، یہ سلسلہ جاری ہے۔

ان اللہ کے دشمنوں نے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک کو قتل کر کے ختم کرنا چاہا، وہیں اپنے جادو کے ذریعے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوئے۔

ایک یہودی لبید ابن اعصم نے، اپنی بہنوں کے ساتھ مل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً چھ ماہ سخت تکلیف میں رہے۔اس واقعہ کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مسلم رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ علیہ، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

بخاری شریف کی روایت ہے:

عن عائشة رضى الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم

سحر حتی کان یری أنه یاتی النساء و لا یاتیهن قال سفیان هٰذا اشد مایکون من السحر اذا کان کذافقال" یا عائشة اعلمت أن الله قد افتانی فیما استفتیته فیه اتانی رجلان فقعد احدهما عند رأسی و الآخر عند رجلی فقال الذی عند رأسی للآخر مابال الرجل قال مطبوب قال و من طبه قال لبید بن اعصم رجل من بنی زریق حلیف لیهود کان منافقاقال وفیم قال فی مشط و مشاقةقال و این قال فی جف طلعة ذکر تحت رعوفة فی بئر ذروان" قالت فأتی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم البئر حتیٰ استخرجه فقال " هٰذا البئر التی اریتها و کأن مائها نقاعة الحناء، و کأن نخلها رؤوس الشیاطین" قال فاستخرج قالت فقلت افلا ای تنشرت فقال"اما والله فقد شفانی و اکره ان اثیر علی احد من الناس شرا"(الصحیح البخاری. باب السحر)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا گیا۔ (اتنا سخت جادو تھا) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا لگتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے پاس آئے ہیں، حالانکہ آتے نہیں تھے (راوی سفیان کہتے ہیں کہ یہ صورتِ حال سخت ترین جادو میں ہوتی ہے)۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اے عائشہ! کیا تمہیں علم ہے کہ جس مسئلے میں، میں اللہ تعالیٰ سے سوال کر رہا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے باخبر کر دیا ہے۔ رات خواب میں میرے پاس دو شخص آئے۔ ایک میرے سر کی جانب اور دوسرا میرے پیروں کی جانب بیٹھ گیا۔ میرے سر کی طرف جو بیٹھا ہوا تھا اس نے پیر کی طرف والے سے کہا" ان کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے کہا، جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا، انکو کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے بتایا لبید ابن اعصم نے، جسکا تعلق بنی زُرَیق قبیلے سے ہے، منافق ہے اور یہود کا حلیف ہے۔ پہلے نے پوچھا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ اس نے کہا سر کے بالوں اور کنگھی میں۔ پہلے نے پوچھا کہاں رکھا ہے؟ دوسرا بولا بنو ذروان کے کنویں میں، پتھر کی چٹان تلے، تر کھجور کے درخت کی چھال میں"۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں پر آئے اس کو نکال لیا۔ پھر فرمایا" یہ وہی کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا تھا گویا اسکا پانی ایسا تھا جیسے مہندی کا گدلا پانی۔ اور وہاں کھجور کے درخت شیطانوں کے سر کے مانند تھے۔" میں نے کہا بھی کہ یا رسول اللہ ان سے بدلہ لینا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے تو شفا دیدی اور میں لوگوں میں برائی پھیلانا پسند نہیں کرتا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر اب تک یہودی اس جادو کو مسلمانوں کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کرتے آرہے ہیں۔ وہ اسکو مسلمانوں کے خلاف انفرادی سطح پر بھی استعمال کرتے رہے ہیں اور اجتماعی یعنی امت کی سطح پر بھی۔

علماء حق پر جادو کرنا

ہندو اور یہودی دونوں علماء حق پر جادو کرتے ہیں۔ تاکہ ان کو جسمانی یا ذہنی طور پہ مفلوج کر دیا جائے۔ ہمارے بزرگوں میں سے کئی بزرگوں پر دین دشمنوں کی جانب سے سحر کیا گیا ہے۔ ساحروں کی یلغار اور جرأت اتنی بڑھتی جارہی ہے کہ علماء پر انکی مساجد میں آکر جادو کا حملہ کیا جارہا ہے۔ کراچی میں ہمارے ایک محترم مفتی صاحب کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آچکا ہے۔ مفتی صاحب اپنی مسجد میں ذکر میں مشغول تھے کہ ایک اجنبی آیا اور مفتی صاحب کے سامنے آکر بیٹھ گیا، سب سے پہلے اس اجنبی نے پوری مسجد کی نظر بندی کردی، پھر مفتی صاحب کو انکا نام اور مسجد کا نام بتایا اور کہا کہ میں بغداد سے آیا ہوں، اس نے اپنی باطنی تصرف سے مفتی صاحب کے دل پر حملہ کیا اور کہا کہ میں (نعوذ باللہ) تمہارا نبی ہوں اور تمہیں نوازنے کے لئے آیا ہوں، مفتی صاحب نے درود شریف کا ورد شروع کیا لیکن اس جادوگر نے بری طرح مفتی صاحب کے دل پر حملہ کیا تھا، وہ خود کو یہ ثابت کر رہا تھا کہ میں تمہیں نوازنے کے لئے آیا ہوں، کافی دیر تک مفتی صاحب کے دل کی کیفیت عجیب وغریب رہی۔ مفتی صاحب مسلسل درود شریف کا ذکر فرمارتھے لیکن دل کی وہ کیفیت نہیں تھی جو عام حالت میں ذکر کرتے وقت ہوتی تھی، صاف محسوس ہوتا تھا کہ یہ شخص اپنے جادو سے باطنی طور پر حملے جاری رکھے ہوئے ہے۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ تین دن تک رہا اور تین دن تک مسلسل تصرفِ قلبی کے ذریعے انکے عقیدے کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اسکی حقیقت کا پتہ چلا تو پتہ چلا کہ وہ اسرائیل سے آیا تھا۔ اسکے سحر کے اثرات مفتی صاحب کے گھر میں بھی ہوئے، حتیٰ کہ اس ظالم نے اس سودے پر بھی سحر کیا ہوا تھا جو دکان سے خرید کرلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرمائیں۔

دلوں میں پھوٹ ڈالنا...... جادو سے دلوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوششیں۔

ذہنوں کو قابو میں کرنا...... شہروں میں اس وقت جادو کے حوالے سے بہت بری صورتِ حال ہے۔ کراچی، اسلام آباد، لاہور کوئٹہ، پشاور وغیرہ میں جادو سیکھنے سکھانے اور رشتہ داروں پر کرنے کا عمل بہت زیادہ ہے۔ کراچی میں ایک ڈاکٹر ہے جو جادو سکھانے کی ایک کلاس کے پندرہ ہزار

روپے فیس لے رہا ہے۔ یہ کلاسیں بڑے بڑے ہوٹلوں میں منعقد ہوتی ہیں۔ پہلے موسیقی سنائی جاتی ہے، پھر حاضرین کو مراقبے (Meditation) میں لیجایا جاتا ہے، اسکے بعد کسی کے بھی ذہن کو اپنے قابو میں کرنے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے۔ یہ خالص شیطانی عمل ہے، موسیقی کے ذریعے شیاطین آتے ہیں اور پھر یہ شیاطین انکے لئے کام کرتے ہیں۔

شیطانی اثرات کے ذریعے مسلمانوں کے گھروں میں بے برکتی: مختلف نشانات، مثلاً ستارے، لہر کا نشان، سانپ سیڑھی، کتے، سور اور گائے کے کارٹون وغیرہ پر جادو کر کے مسلمانوں کے گھروں میں داخل کر دیتے ہیں۔

میاں بیوی میں تفریق...... اسکے لئے یہود و ہنود مستقل سفلیات سے کام لے رہے ہیں۔

جادو کی اقسام

جادو کی دو قسمیں ہیں۔ایک قسم وہ ہے جو صرف تخیل، شعبدہ بازی اور نظر بندی سے تعلق رکھتی ہے۔اس میں حقیقت کچھ نہیں ہوتی۔جبکہ دوسری قسم وہ ہے جو حقیقت سے تعلق رکھتی ہے، احناف، شوافع اور حنابلہ کی رائے کے مطابق اسکے اثرات انسانی جسم میں ظاہر ہوتے ہیں۔

بڑے یہودی جادوگر

یہودیوں کے ہاں روحانیات سے متعلق علوم کو ''کبالہ'' (Kabbalah) کہا جاتا ہے۔لیکن یہ روحانیات وہ نہیں جس کا تصور اسلام میں ہے۔یہودیوں کی روحانیات کا بڑا حصہ شیطانیات، سفلیات اور جادو سے متعلق ہے۔کبالہ وہ علم ہے جس میں انسانی ذہن کو قبضے میں کرنے کے تمام طریقے سکھائے جاتے ہیں۔جادو کے ذریعے، کیمیا کے ذریعے، برقیاتی لہروں (Electronic Waves) کے ذریعے، ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے۔

کبالہ کی حقیقت یہودی مذہبی پیشواؤں ہی کو معلوم ہے۔دیگر قوموں سے اس کو چھپانے کے لئے انھوں نے اس علم کے کئی اور ہم نام، دنیا میں متعارف کرائے ہیں۔مثلاً ''قبلہ'' ''قبالہ'' وغیرہ۔ان میں سے کونسا حقیقت ہے اس کا جاننا خاصا مشکل کام ہے۔

یہودیوں میں ایک سے بڑا ایک جادوگر رہا ہے۔انھوں نے اس شیطانی عمل کے ذریعے مسلمانوں کے اندر مختلف فتنے پھیلائے ہیں اور طرح طرح سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔اس تفصیل کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان ان یلغاروں سے قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی حفاظت کے بندوبست کریں تاکہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن نامراد ہوں۔دوسری وجہ یہ ہے کہ ذہنی غلامی میں مبتلاء ہونے کی وجہ سے ہم لوگ دنیا میں رونما ہونے والے حادثات وواقعات کو صرف اسی نظر سے دیکھتے ہیں جس نظر سے اسلام دشمن قوتیں ہمیں دکھانا چاہتی ہیں، جسکی وجہ سے ان حادثات سے عبرت پکڑنے کے بجائے ہم الٹے فکری گمراہی کا شکار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ذیل میں جن افراد کا تذکرہ کیا جارہا ہے یہ سب وہ ہیں جو ظاہراً کچھ اور تھے جبکہ حقیقت میں کچھ اور۔ہمیں چاہئے کہ دین کے دشمنوں سے ہوشیار

رہیں خواہ وہ کہیں بھی چھپے ہوں۔ان پر اسرار شخصیات میں چند نام یہ ہیں:

1 ابو عیسیٰ اصفہانی...... یہ آٹھویں صدی عیسوی کے اوائل میں تھا۔یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ خلافتِ بنوامیہ کے دور میں مسلمانوں کی باہمی خون ریزی اسی کے باطنی تصرفات کا نتیجہ تھی۔

2 ابراہیم ابوالعافیہ...... یہ اندلس کے ایک متمول گھرانے کا فرد تھا۔اسکی پیدائش ۱۲۴۰ء میں ہوئی۔۱۲۷۸ء میں بیت المقدس سے واپس آکر اس نے اپنے مسیح ہونے کا اعلان کیا۔یہ اس قدر باطنی قوتوں کا مالک تھا کہ اس نے اپنے جادو کے زور سے، عیسائیوں کے سب سے بڑے روحانی پیشوا، پوپ نکولس سوم کو تصرف قلبی سے یہودی بنانے کی کوشش کی۔پوپ نکولس کو جب اسکی سازش کا علم ہوا تو اس نے اس پر، اپنے فتوے کے ذریعے لعنت کی اور اسے موت کی سزا کا حکم سنایا۔قبل اسکے کہ ابراہیم ابوالعافیہ کو پھانسی ہوتی پوپ نکولس خود تیسرے دن مرگیا۔بعد میں عیسائی عدالت نے اسکو زندہ نذر آتش کرنا چاہا تو اس نے سزا دینے والے پورے عملے کو بشمول ججوں کے مسحور کردیا۔وہ اسے سزا دینے میں ناکام رہے۔

3 عاشر لیملن...... یہ سولہویں صدی میں اپنے باطنی تصرفات سے خلافتِ عثمانیہ کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا رہا۔اسکا دعویٰ تھا کہ وہ مسلمانوں کا خاتمہ کرکے بیت المقدس واپس دلوائے گا۔

4 سباتائی زیوی (1676-1626)...... سباتائی زیوی (Sabbatai Zevi) ۱۶۲۶ء میں سمرنا (موجودہ ازمیر) (ترکی) میں، ایک تاجر خاندان میں پیدا ہوا۔اس کا باپ یورپ کی دو بڑی تاجر تنظیموں کا نمائندہ تھا۔یہ خود بھی کامیاب تاجر تھا۔عربی اور عبرانی زبان کا بڑا عالم تھا۔نیز یہ کبالہ (Kabbalah) کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔یہودی اسکو بڑا زاہد و عابد تصور کرتے۔۱۶۴۸ء میں اس نے اپنے نبی (مسیح) ہونے کا دعویٰ کیا۔اسکی شہرت اس وقت دنیا میں پھیل گئی جب مصر جاکر اس نے پولینڈ کی ایک خانہ بدوش، یہودی فاحشہ عورت سے شادی کرلی۔اس خبر نے تمام دنیا کے یہودیوں میں کہرام مچادیا۔کسی عابد و زاہد یہودی عالم کا، خانہ بدوش فاحشہ یہودن سے شادی کرنا یہودیوں کے ہاں انکے مسیح کی نشانی تھی۔چنانچہ وہ ''مسیح'' جسکا انھیں انتظار تھا، فاحشہ یہودن سے شادی کرچکا تھا۔اس لڑکی کا دعویٰ تھا کہ اس کے ساتھ ''مسیح'' کے علاوہ کوئی اور شادی نہیں کرسکتا۔لہٰذا خدا نے اسکو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ مسیح کے آنے تک جس سے چاہے جنسی تعلق قائم کرتی رہی۔(موسوعۃ الیہود والیہودیۃ، از عبدالوہاب المسیری) (اللہ کی لعنت ہو اس مسیح دجال پر جسکی بیوی ایک زانیہ فاحشہ ہوگی)

سباتائی زیوی نے یہودیوں کو تمام مذہبی قیدوں سے آزاد کردیا اور تمام شریعت کو ختم کرنے

کا اعلان کیا۔ سباتائی زیوی یہودی تاریخ کا ایسا نام ہے، جس نے یہودیت کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکا اور ایک نئی تحریک، جو تمام مذہبی قید و پابندیوں سے آزاد تھی، کی بنیاد ڈالی۔ دورِ جدید کی صیہونی تحریک جسکو تھیوڈر ہرزل (1904-1860) نے قائم کیا درحقیقت اسکی بنیاد سباتائی نے ہی رکھ دی تھی۔ خود ہرزل سباتائی کا عقیدت مند تھا۔

5 یعقوب فرینک 1791-1726...... یعقوب فرینک (Jacob Frank) کی پیدائش ۱۷۲۶ء میں یوکرین میں ہوئی۔ یہ بھی غیر معمولی روحانی قوتوں کا مالک تھا۔ یوکرین سے ترکِ وطن کر کے ترکی آ گیا اور "دونمہ" کا رکن بن گیا۔ دونمہ یہودی روحانی قوتوں کے اکابرین کی وہ جماعت ہے جو جادوئی تصرفات کے ذریعے خلافتِ عثمانیہ کو توڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔ یہی روحانی اکابرین تھے جو انیسویں صدی کے اواخر میں خلیفہ عبد الحمید ثانی کے پاس فلسطین کی خریداری کا سودا کرنے کے لئے گئے تھے۔ اس وفد کا سربراہ قرہ صوہ آفندی تھا۔ یہ آفندی ننگِ ملت، ننگِ دین، اتاترک مصطفیٰ کمال پاشا کا مربی تھا۔ اور یہی آفندی تھا جو خلیفہ کے پاس خلافت کے خاتمے کا پروانہ لے کر گیا تھا۔

یعقوب فرینک وہ یہودی ہے جس نے عالمِ یہودیت کے لئے جنسی آزادی کو بنیادی دینی شعار قرار دیا۔ اس نے مجازی جنسی صورت میں، خدا کو پانے کا طریقہ بتایا۔ اس نے خدا کے قرب اور اس تک ترقی کا راستہ یہ بتلایا کہ انسان جتنا پستیوں میں گریگا، جتنا شریعت کے دامن کو تارتار کریگا اتنا ہی خدا کا مقرب ہوتا جائے گا۔ (موسوعۃ الیہود والیہودیۃ)

6 سعید ارمنی...... اس کو تاریخ میں سرمد کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ عالمگیر اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں تھا۔ اسکو باطنی تصرفات کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ ۱۶۵۹ء میں اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو موت کی سزا دیدی۔

7 اسرائیل بن ایلی زر (1760-1700)...... اسکو بعل شیم توو (Baal Shem Tov) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہ یہودیوں کی روحانی تحریک حسید ازم (Hasidism) کا بانی ہے۔ اسکی پیدائش ۱۷۰۰ء میں یوکرین میں ہوئی۔ یہ بے پناہ باطنی قوتوں کا مالک تھا۔ چھو کر سخت بیماروں کو اچھا کر دیا کرتا، پانی پر چلتا، نگاہیں ڈال کر درختوں اور جنگلوں کو آگ لگا کر جھلسا دیتا۔ جادو کے ذریعے غیر معمولی کام کر دیا کرتا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ وہ براہِ راست خدا سے رابطے میں ہے۔ اور اسکی سفارش عذاب میں پڑے یہودیوں کو نجات دلاتی ہے۔ اسکی ساری کوششیں خلافتِ عثمانیہ کو اپنے جادوئی تصرفات سے ختم کرنے کے لئے تھیں۔ نیز یہود کو بھی اس

نے بہت فائدہ پہنچایا۔ جبکہ اسکے مخالفین اس پر عورتوں کا رسیا اور شہوتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اسکے قصے جو تواتر کی حد تک مشہور ہیں، ان میں یہ بھی ہے کہ ایک بار ایک نوجوان لڑکی اسکے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ اسکے لئے دعا کررہا تھا۔ دعا کرتے ہوئے ہی یہ لڑکی حاملہ ہوگئی۔ (موسوعۃ الیہود والیہودیہ، ج:۱۴، ص:۴۸۹)

یاد رہے کہ یہ تحریک کوئی معمولی تحریک نہیں بلکہ اس تحریک نے پوری یہودیت کو اپنی لپیٹ میں لیا اور آج بھی بڑی تعداد میں یہودی اس پر عمل پیرا ہیں۔ یہ شراب کا شوقین اور دیگر نشہ آور ادویات کا عادی تھا۔ (ایضاً)

8 زیوی حرش کلیشر ...... زیوی حرش کلیشر (Zevi Hirsch Kalischer) کی پیدائش ۱۷۹۵ء میں ہوئی۔ یہ پولینڈ نژاد تھا اور جرمنی میں ظاہر ہوا۔ صیہون کی واپسی کے لئے مغرب کی تمام یہودی اور غیر یہودی قوتوں کو یکجا کرنے میں اسکے جادوئی تصرفات کا سب سے زیادہ دخل ہے۔ مشہور یہودی سرمایہ دار مئر ایمشل روتھ شلیڈ (۱۷۱۲ء۔۱۸۴۳ء) (Meyer Amschel Rothschild) کو بھی اسی نے اس مشن میں لگایا۔ خلافتِ عثمانیہ کے خلاف تمام باطنی قوتوں کو جمع کرنا اس کا کارنامہ ہے۔ اسی نے یہودیوں کو یہ ماڈرن تصور دیا کہ "مسیح" کی آمد کے لئے خود ہمیں ہی راہ ہموار کرنی ہوگی۔

انکے علاوہ متعدد مشہور یہودی جادوگر تاریخ میں ملتے ہیں جو اس درجے تک پہنچے کہ انھوں نے اپنے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اپنے جادوئی تصرفات کو عالمِ اسلام کے خلاف استعمال کرتے رہے۔

◆◆◆

راک فیلرز...... بے تاج بادشاہ

راک فیلرز (Rocke Fellers) خاندان ظاہراً بپٹسٹ جبکہ اصلاً یہودی اور مسلکاً شیطان کے پجاری (Satanists) ہیں۔ یہ خاندان ان پانچ کبالہ خاندانوں میں سے ہے جو یہود کے مطابق دجال کی آمد کے وقت اسکے مشیرِ خاص ہونگے۔ راک فیلرز ہماری اس معلومات سے بھری دنیا میں ہونے کے باوجود، انتہائی پر اسرار، اور پردے کے پیچھے رہ کر اس دنیا کی سیاسی، اقتصادی، عسکری، فلاحی اور مذہبی دنیا کی ڈوریں ہلا رہا ہے۔ ان کی زندگی کا ایک حصہ وہ ہے جس کو لوگ تھوڑا بہت جانتے ہیں، یہ تجارت، بینکاری، فلاحی، ثقافتی تعلیم وصحت اور سائنسی تحقیق سے متعلق ہے، جبکہ ان سب کاموں کی آڑ میں یہودی روحانی (شیطانی) منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانا، دنیا سے اسلام کا خاتمہ کر کے شیطان کے نئے مذہب ''نیو ورلڈ آرڈر'' کو دنیا میں نافذ کرنا اور ''مسیح موعود'' (کانے دجال) کی آمد کے لئے راہ ہموار کرنا ہے۔ نیز باطنی علوم (Mysticism) سے یہود مخالف قوتوں کو تباہ کرنا، ہالی وُڈ، عالمی میڈیا اور جادو کے ذریعے دنیا کو اپنی سوچ میں رنگنا۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے راستے سے دنیا کی دولت کو اپنے قبضے میں کرنا۔

مختصر الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ خاندان کٹر صیہونی اور دجالی مشن کے لئے خود کو وقف کئے ہوئے ہے۔ دنیا کے سیاسی اسٹیج پر جو ڈرامے آپ مختلف ملکوں میں ہوتے دیکھ رہے ہیں، اسکے پیچھے امریکی حکومت کا ہاتھ دکھائی دیتا ہے۔ لیکن راک فیلرز وہ نام ہے جنکے اشارہ ابرو پر امریکہ کی حکومتیں بنتی اور بگڑتی ہیں۔ کوئی بھی صدر اس وقت تک عزت سے وائٹ ہاؤس میں رہ سکتا ہے جب تک انکے لکھے ڈرامے میں، انکی ہدایات کے مطابق اداکاری کرتا رہے۔ لیکن اگر کسی نے ذرا اپنی مرضی سے ڈرامے میں تبدیلی کرنی چاہی، تو پھر ایسے لوگوں کے انجام سے امریکی تاریخ کے اوراق، سرخ و سیاہ نظر آتے ہیں۔ اسکی بڑی واضح مثال سابق امریکی صدر، ابراہیم لنکن (قتل ۱۵ اپریل ۱۸۶۵ء) اور صدر جان ایف کینیڈی (قتل ۲۲ نومبر ۱۹۶۳ء) کا قتل ہے۔ جان ایف کینیڈی کے بھائی اور اسکے بیٹے کو بھی قتل کر دیا گیا۔ اسکا کچھ احساس سابق صدر بل کلنٹن کو بھی ہے کہ کس طرح وائٹ ہاؤس کے مالکوں نے کلنٹن کی رنگ رلیوں کو دنیا کے سامنے

کھول کر رکھ دیا تھا۔

اس خاندان کو آپ اس دنیا کا بے تاج بادشاہ کہہ سکتے ہیں۔آپ کو شاید یہ مبالغہ لگے کیونکہ انکے بارے میں لوگوں کو زیادہ معلومات نہیں ہیں۔لیکن جو عالمی ادارے اس وقت دنیا کو کنٹرول کئے ہوئے ہیں، یہ ان سب اداروں کے مالک ہیں۔جی ہاں! یہ لفظ بندے نے درست استعمال کیا ہے۔سربراہ، چیئر مین، ڈائریکٹر، یا اس جیسے اور الفاظ انکی بے تاج بادشاہت کا مفہوم نہیں ادا کر سکتے۔یہ خاندان آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے مالکوں میں سے ہیں،اقوامِ متحدہ انکے گھر میں بنائی گئی۔امریکہ اور ساری دنیا کو کنٹرول کرنے والی ''کاؤنسل آن فارن ریلیشن (C.F.R)'' کے بانی یہ ہیں۔امریکی خفیہ ادارے، سی آئی اے، میڈیا بشمول ہالی وڈ سے لیکر تمام امریکی اداروں پر سی ایف آر (C.F.R) یعنی کاؤنسل برائے خارجہ تعلقات کا کنٹرول ہوتا ہے،نام کے اعتبار سے یہ اگر چہ خارجہ تعلقات سے متعلق ہے لیکن یہی وہ ادارہ ہے جو تمام امریکہ کو چلاتا ہے۔ امریکی صدر سے لیکر خفیہ ادروں تک میں اسکے ممبران جاتے ہیں۔صدر کسی بھی پارٹی کا ہو سی ایف آر کا ممبر ہونا ضروری ہے۔

اسی طرح جدید ٹیکنالوجی کے مالک راک فیلرز ہیں۔جانوروں پر تحقیقات، جراثیمی اور وبائی امراض (خصوصاً ایڈز) پھیلانے کے طریقے، خاندانی منصوبہ بندی، نیشنل جغرافک، عالمی ادارہ صحت (W.H.O)، اور خلائی تحقیقاتی ادارے ''ناسا'' وغیرہ میں راک فیلر انتہائی مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔ان اداروں کو انکی جانب سے بڑی رقوم فراہم کی جاتی ہیں۔خلائی، عسکری، اور جینیاتی (Genetic) میدانوں میں جدید ٹیکنالوجی انہی کی تجربہ گاہوں سے نکل کر، انہی کی فیکٹریوں میں تیار ہو کر امریکی حکومت کو بیچی جاتی ہے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ جب ہم کسی ٹیکنالوجی، مثلاً ڈرون طیارے، یا بینک وغیرہ کے بارے میں یہ سنتے ہیں کہ یہ امریکی ہیں تو اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ حکومتِ امریکہ کی ملکیت ہیں۔بلکہ یہ ان یہودیوں کی ملکیت ہیں جو وہاں کے چپے چپے کے مالک ہیں۔حتیٰ کہ راک فیلر پر لکھنے والوں نے یہاں تک لکھا ہے کہ پورا جنوبی امریکہ انکی ملکیت ہے۔جبکہ امریکی حکومت وعوام انکے قرضوں میں گردن تک دھنسی ہوئی ہے۔اسی طرح اگر کسی بینک کا نام نیشنل بینک، یا فیڈرل ریزرو بینک دیکھیں تو ضروری نہیں کہ وہ اس ملک کا ہی ہو، یا وفاق کا ہو۔یہودی اسی طرح ناموں کے ذریعے دھوکہ دیتے رہے ہیں۔حتیٰ کہ اپنے خفیہ دفاتر کے نام مسجدوں کے نام تک پے رکھ لیتے ہیں۔

دنیا کی بڑی اسلحہ ساز فیکٹری کے مالک راک فیلرز ہیں، جنگِ عظیم اول (-1914 1918) اور جنگِ عظیم دوم (1939-1945) دونوں میں اتحادیوں کو تیل اور اسلحہ اسی خاندان کی کمپنیوں نے فراہم کیا۔ ویت نام کی جنگ امریکہ کو لڑوانے والا یہی خاندان تھا، حالانکہ اسکے بعد ہونے والی رپورٹوں کے نتائج تقریباً ایسے ہی تھے جیسے عراق کی جنگ کے بعد خفیہ رپورٹوں کے نتائج تھے۔ دنیا پریشان ہے کہ آخر وہ کون سی اتنی بڑی قوت ہے جس نے سی آئے اے کو غلط اطلاعات فراہم کردیں اور پھر تمام دنیا کو ان جھوٹی معلومات کی بنیاد پر عراق پر حملے کے لئے تیار بھی کرلیا۔ حالانکہ انکا اپنے بارے میں دعویٰ ہے کہ وہ اپنے سیٹیلائٹ کے ذریعے سب کچھ دیکھ لیا کرتے ہیں۔ لوگ بش کو لعن طعن کرتے ہیں، لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ امریکی صدر دنیا کا کمزور ترین صدر ہوتا ہے جسکے اپنے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہوتا، بلکہ اسکا تو اپنے بیڈروم پر بھی مکمل حق نہیں ہوتا کیونکہ وہ بھی یہودیوں کی آنکھوں (خفیہ کیمروں) کے سامنے ہوتا ہے۔

وسط ایشیائی ریاستوں کے غیور مسلمانوں کو نیست ونابود کرنے کے لئے، روس کے اندر کمیونسٹ انقلاب کے لئے رقم فراہم کرنے والا ڈیوڈ راک فیلر تھا (اسکا ذکر آگے آئے گا)۔

ماڈرن دنیا کی پسند وناپسند، رہن سہن، اٹھنا بیٹھنا، کھانے پینے کا انداز، غرض مکمل طرزِ زندگی (Life Style) کیسی ہوگی، اسکا فیصلہ، اس خاندان کی لڑکیاں کرتی ہیں۔ جی ہاں۔ ہالی وُڈ کو چلانے والی اسی خاندان کی لڑکیاں ہیں۔ (مذکورہ تمام حوالے فرڈیننڈ لنڈ برگ کی کتاب "The Rockefeller Syndrome" سے لئے گئے ہیں)

اس خاندان کی خاصیت یہ ہے کہ یہ پردے کے پیچھے رہ کر امریکہ کو استعمال کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس خاندان کی لڑکیوں کی بھی ایسی تربیت کی جاتی ہے کہ وہ کہتی ہیں ہم عام زندگی گذارتی ہیں تاکہ میڈیا کی نظروں سے بچ سکیں اور اگر ہمیں کالج وغیرہ سے واپسی میں کبھی اپنی کار کا انتظار کرنا پڑ جائے تو کسی آڑ میں کھڑی ہوتی ہیں۔

دجال کی میڈیا کا کمال دیکھئے کہ ٹیکس چوروں کو انسان دوست اور فلاحی کام کرنیوالا (Philanthropist) بتایا جاتا ہے۔ پاکستان کے درآمد شدہ (Imported) وزیرِ اعظم، شوکت عزیز، پچیس سال اس خاندان کے ملازم رہے ہیں۔

افغانستان پر امریکی حملہ اور قبضہ اس تمام آپریشن کی نگرانی اسی خاندان کا ایک بائیس سالہ نوجوان کررہا تھا۔ طالبان کی پسپائی کے بعد سب سے پہلے کابل آنے والا یہی نوجوان تھا، جو اپنے ذاتی طیارے سے وہاں پہنچا۔ اس نے مشرقی زبانوں میں ماسٹر کیا ہوا ہے۔ لیکن ایک بات

پھر یاد رہے کہ راک فیلر کا یہ عروج انکی ذاتی محنت سے زیادہ انکو، الومیناتی، شیطانی فرقے اور فریمیسن کی تمام شاخوں کے تعاون کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ سرکردہ یہودیوں کا مشن ایک ہے جبکہ میدان کار آپس میں تقسیم ہیں۔ چنانچہ ہر میدان والے اپنی جگہ کام کرتے ہوئے دوسروں کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی فلم ایکٹر، مصنف، شاعر یا ادیب دجالی مشن کے لئے مخلص ہے، تو دنیا بھر کی یہودی خفیہ شاخیں انکے ساتھ تعاون کرینگی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے کوئی مصنف یا ادیب دنیا کے افق پر چھا جائے گا۔

اس بات کو آپ یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جس طرح خیر کی قوتوں کے ساتھ دنیا بھر کی خیر کی قوتیں ہوتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو پسند فرماتے ہیں تو اسکا اعلان فرشتوں میں کرتے ہیں، تمام فرشتے اس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر یہ فرشتے دنیا میں اعلان کرتے ہیں کہ آسمان والے فلاں شخص سے محبت کرتے ہیں دنیا والو تم بھی اس سے محبت کرو۔ اس طرح اہلِ حق کے دلوں میں اس بندے کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ تمام رحمانی قوتیں اسکی حمایت و مدد کے لئے یکجا ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح ابلیس جس سے راضی ہو جاتا ہے تو اس سے محبت کا اعلان اپنے خاص چیلوں میں کرتا ہے۔ وہ اس اعلان کو آگے بڑھاتے ہیں اور پھر تمام شیاطین جن و انس اس آدمی کی حمایت میں ہو جاتے ہیں۔ یہ باتیں ہمیں شاید بہت عجیب لگ رہی ہوں، کیونکہ ہمارا المیہ یہ ہے کہ پے در پے یلغاروں کے باوجود ہم یہ بات ہی ماننے کے لئے تیار نہیں کہ دنیا میں ہمارا کوئی دشمن بھی ہے۔ ہمارا عقیدہ ایسا ہو گیا ہے کہ یہود و ہنود اور عیسائی سب ہمارے بھائی۔ ہمیں احساس نہیں کہ ہمارا مقابلہ ایسے دشمن سے ہے، جو دن رات اس کوشش میں لگا ہوا ہے کہ ہمیں ہمارے دین سے پھیر دے۔

کثیر القومی کمپنیوں (Multi National) کے بارے میں ایک اور بات دیکھنے میں آتی ہے کہ جیسے جیسے وقت گذرتا جا رہا ہے مشہور یہودی خاندانوں کی کمپنیاں ایک دوسرے میں ضم (Merge) ہوتی جا رہی ہیں۔ تجارتی دنیا میں اگرچہ یہ ایک کاروباری مسئلہ ہے لیکن جو چیز قابلِ توجہ ہے وہ یہ کہ یہ لوگ بے تاج بادشاہ ہونے کے باوجود آپس کے تعلقات میں ضابطے کے پابند ہیں۔ نیز دجال کے لئے راہ ہموار کرنے کے مشن میں تسلسل کے ساتھ ہر ایک لگا ہوا ہے۔

مثلاً روتھ شیلڈ خاندان کو آپ لے لیجئے، یہ لوگ یورپ، آسٹریلیا پر قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ جے پی مارگن بھی عالمی بینکاروں میں کسی سے کم نہیں۔ لیکن مشن کے حوالے سے ان سب میں اتفاق اور یکسوئی پائی جاتی ہے۔ حالانکہ پیسہ کمانے کی یہودی فطرت اس بات کا تقاضا کرتی

ہے کہ یہ آپس میں دست و گریباں ہونے چاہئیں۔خصوصا ایسے وقت میں جب ایک کمپنی دوسری کمپنی کو خریدنا چاہتی ہے اور وہ کمپنی بیچنے کی خواہش نہیں رکھتی۔ پھر بھی کوئی تیسری قوت درمیان میں آتی ہے اور بڑے بڑے معاملات، اتفاق، رائے سے حل ہو جاتے ہیں۔شاید اسی بات سے بعض محققین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان سب کے پیچھے انکا گرینڈ ماسٹر (دجال) موجود ہے جو تمام صورتِ حال کی نگرانی کر رہا ہے۔اور انکو اپنے منصوبے کے مطابق چلا رہا ہے۔

راک فیلر خاندان کا اصل پہلو وہ ہے جو انکی مذہبی وابستگی سے تعلق رکھتا ہے۔اس میں بڑا کردار اس خاندان کی ماں، جان ڈی راک فیلر جونیئر کی بیوی Abby Aldrich Rockefeller کا ہے۔بچپن سے ہی بچوں کی تربیت، خالص مذہبی بنیادوں پر کی گئی۔انکو یہودی ہونے کی حیثیت سے دنیا کی تمام اقوام سے اعلیٰ ہونے کا تصور ذہنوں میں بٹھایا گیا۔بچپن سے ہی گھر میں صبح دعائیہ تقریب ہوتی ہے۔ ہر بچے کا اس میں شریک ہونا ضروری ہے۔اگر کوئی بچہ شریک نہ ہو، یا تاخیر کر دے تو اس پر جرمانہ ہوتا ہے، جو اسے اپنے جیب خرچ سے بھرنا پڑتا ہے۔ان بچوں کو اسرائیل کی حفاظت اور وسیع تر اسرائیل کے قیام کی اہمیت بچپن سے ہی سمجھا دی جاتی ہے۔

چنانچہ راک فیلر فیملی امریکہ میں ایسی بہت سی تنظیموں کو فنڈ فراہم کرتی ہے جو انکے مسیح موعود کانے دجال (Anti-Christ) کی آمد کے حوالے سے عوام میں کام کر رہی ہیں۔شیطان کی پوجا کرنے والی جماعت (Sanatist) کے منصوبہ سازوں میں شامل ہیں۔راک فیلر پر لکھنے والے انگریز مصنفین نے صیہونی خفیہ تنظیم، نورانیین (Illuminati) کے ساتھ انکے گہرے تعلقات کا بھی ذکر کیا ہے۔ درحقیقت یہ خاندان ان پانچ کبالہ خاندانوں سے تعلق رکھتا ہے جو (انکے خیال کے مطابق) دجال سے براہِ راست رابطے میں رہتے ہونگے اور اسکے احکامات کے مطابق دنیا کی سیاسی بساط سے کھیلتے ہونگے۔ چنانچہ نورانیین، کبالہ، فریمیسن کی تمام شاخیں اور دیگر خفیہ صیہونی تنظیمیں ان سب کی سرپرستی راک فیلر وغیرہ کرتے ہیں۔

جان ڈی راک فیلر: راک فیلرز خاندان کا جدامجد جان ڈی راک فیلر John D, Rockefeller ۱۸۳۹ء میں نیویارک میں پیدا ہوا۔سولہ سال کی عمر میں یہ منشی لگ گیا۔۱۸۶۲ء میں اس نے تیل کا کاروبار شروع کیا۔اور اسٹینڈرڈ آئل کمپنی (Standard Oil Company) بنائی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک منشی، امریکہ بھر کی نوے فیصد آئل ریفائنری کا مالک بن بیٹھا۔

ظاہر نظر سے دیکھیں تو اسکو جان راک فیلر کی محنت، لگن، ذہانت اور قسمت کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر حقیقت کی نظر سے دیکھیں تو معاملہ کچھ اور ہی نظر آتا ہے۔اس ترقی میں، دھونس، دھاندلی، بے ایمانی، رشوت ناجائز کمیشن، حکومت میں یہودی اثر ورسوخ اور سب سے بڑھ کر یہودی سازشی عناصر (جوکہ یہ خود سب سے بڑے ہیں) کا بہت بڑا کردار ہے۔ان میں سے کچھ بدعنوانی اور ناجائز کمیشن کے معاملات عوام کے سامنے بھی آئے، لیکن راک فیلر آئے دن ترقی ہی کرتا چلا گیا۔

جان ڈی راک فیلر مستقبل میں جن دجالی منصوبوں کو پروان چڑھانا چاہتا تھا، اسکے لئے اس نے چار خیراتی (درحقیقت ڈکیتی کے) ادارے قائم کئے۔جن میں سے راک فیلر فاؤنڈیشن اور راک فیلر انسٹی ٹیوٹ برائے میڈیکل ریسرچ (موجودہ راک فیلر یونیورسٹی) مشہور ہیں۔

راک فیلر فاؤنڈیشن صرف ایسے مقاصد کے لئے فنڈ فراہم کرتی ہے جو دجالی منصوبوں سے متعلق ہوتے ہیں۔اسی طرح راک فیلر یونیورسٹی میں انہی شعبوں میں تحقیق کی جاتی ہے جو آئندہ چل کر دجال کے کام آسکے۔اس طرح خیراتی اداروں کی آڑ میں اس خاندان نے دنیا بھر میں اپنے پنجوں کو مضبوط کیا۔نیز اپنی بے شمار کالی دولت کو ٹیکس سے مستثنیٰ بھی کرلیا۔انکی دولت کا اندازہ آپ اس سے کرسکتے ہیں، کہ تمام دنیا کا سونا اس وقت آئی ایم ایف اور عالمی بینک کے قبضے میں ہے۔اور جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ یہ دونوں ادارے انہی کے ہیں۔ چنانچہ 1981 میں امریکی صدر رونالڈ ریگن نے یہ جاننے کی کوشش کی کہ حکومتِ امریکہ کے خزانے میں کتنا سونا پڑا ہے، تو اسے یہ جان کر بڑی حیرت ہوئی اور آپکو بھی ہونی چاہیئے، کہ امریکی خزانہ سونے سے خالی تھا۔امریکہ کا اگر یہ حال ہے تو دیگر ممالک کا آپ خود اندازہ کرسکتے ہیں۔

جان ڈی راک فیلر ۲۳ مئی ۱۹۳۷ء کو فلوریڈا (امریکہ) میں موت کے منہ میں چلا گیا۔

جان ڈی راک فیلر جونیئر (John D, Rockefeller, junior-1960-1874)

یہ جان ڈی راک فیلر کا بیٹا تھا۔اس نے نیو یارک میں، اقوامِ متحدہ کے ہیڈکوارٹر کے لئے زمین چندے میں دی۔اسکے پانچ بیٹے تھے:

1 ......جان ڈی راک فیلر سوم (1978-1906)
2 ......نیلسن راک فیلر (1979-1908)
3 ......لارنس ایس راک فیلر (1910)
4 ......وِن تھراپ راکفیلر (1973-1912)

5 ......ڈیوڈ راک فیلر (1915)

ان پانچوں نے الگ الگ شعبوں میں یہودیت کی خدمت کی۔ جان ڈی راک فیلر سوم نے آرٹ کا میدان سنبھالا۔ اس آرٹ نے مسلمان معاشرے میں جو تباہی مچائی ہے اسکے اثرات آپ زندگی کے ہر شعبے میں دیکھ سکتے ہیں۔ کس طرح مسلم معاشرہ غیر اسلامی رنگ میں رنگتا جارہا ہے۔ آرٹس کی دنیا کے بارے میں مزید معلومات درکار ہوں تو نیشنل کالج آف آرٹس سے مل سکتی ہیں۔ یا وہ این جی اوز جو آرٹ کے شعبوں میں کام کررہی ہیں۔ بظاہر معصوم سے نام والا یہ میدان درحقیقت کسی بھی معاشرے کی چولیں ہلا دینے کے لئے یہودی ماہرین نے اختیار کیا ہے۔

نیلسن راک فیلر ......اقوامِ متحدہ کا بانی

نیلسن راک فیلر نے سیاست کا میدان چنا۔ اس میدان میں ایسے کارنامے انجام دے گیا کہ امریکی اور بین الاقوامی سیاست کو یہودیوں کی لونڈی بنا گیا۔ یہ کام اس نے ۱۹۲۱ء میں ''سی ایف آر (C.F.R)'' قائم کر کے کیا۔ اسکے علاوہ اقوامِ متحدہ کے قیام میں اسکا بنیادی کردار تھا۔ اقوامِ متحدہ اسکے گھر میں بیٹھ کر بنی۔ اسی نے اقوامِ متحدہ کے دفاتر کے لئے نیویارک میں جگہ دی۔

نیلسن راک فیلر نے امریکی حکومت میں مختلف شعبوں میں سیکریٹری اور مشیر کے طور پر کام کیا۔ جہاں بیٹھ کر حکومتوں سے کھیلنا آسان ہوتا ہے۔ اس نے اپنے لئے اہم شعبوں کو چنا۔ آرٹ کی سرپرستی کی۔ اسقاط حمل (Abortion) کا بل لانے والوں میں اسکا دماغ شامل تھا۔ ڈاکٹر ہنری کیسنجر نے جس میٹنگ میں دنیا کی آبادی کم کرنے کے منصوبے بنائے نیلسن ایسے تمام منصوبوں کا روح رواں تھا۔

۱۹۶۶ء میں ریپبلکن پارٹی کے ٹکٹ پر ریاست نیویارک کا گورنر بنا۔ ۱۹۷۴ء میں اسکو امریکہ کے نائب صدر کے طور پر منتخب کرلیا گیا۔ ۱۹۷۹ء میں نیویارک میں اس کا انتقال ہوا۔

لارنس راک فیلر

لارنس ایس راک فیلر ۱۹۱۰ء میں نیویارک میں پیدا ہوا۔ اس نے قدرتی وسائل اور میڈیکل ریسرچ کے شعبے کو اختیار کیا۔ ایسے نئے تجارتی میدانوں میں سرمایہ کاری کو فروغ دیا جنکی بنیاد جدید ٹیکنالوجی پر تھی۔ اس نے ''جزیرۂ سینٹ جان'' میں، امریکی حکومت کو پانچ ہزار ایکڑ زمین چندے میں دی۔

جب ہم نیشنل پارک ،نیشنل میوزیم ،آرٹ اینڈ کلچرل سینٹر جیسے نام سنتے ہیں تو اکثریت کو ان کے نام سے ہی اکتاہٹ ہوتی ہے۔لوگوں کی اکثریت ان شعبوں میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتی۔فریمیسن اور دیگر صیہونی تنظیمیں ،ایسی ہی جگہوں سے دجالی حکومت کے خاکوں میں حقیقت کا رنگ بھر رہی ہوتی ہیں۔یہ جگہیں وہ نیوکلئیر رئیکٹر ہیں جہاں ثقافتی یلغار کے ایٹم بم تیار کئے جاتے ہیں،اور پھر ساری دنیا کے ذہنوں اور جسموں پر دجال کے کارندے حکومت کرتے ہیں۔مثلاً میوزیم کو لے لیجئے۔ثقافتی ورثے کے نام پر کہیں فراعنہ کی تہذیب کا تقدس ذہنوں میں بٹھایا جارہا ہوگا،تو کہیں ہڑپا اور موہنجوداڑو کی جاہلی تہذیب سے لوگوں کو متاثر کیا جارہا ہوگا۔

وِن تھراپ راک فیلر :یہ ۱۹۶۷ تا ۱۹۷۱ ریاست ارکنساس کا گورنر رہا۔لیکن بعض خودسر عادتوں کی بدولت یا پھر یوں کہہ لیجئے خفیہ منصوبوں میں کچھ رکاوٹ پیدا کرتا،ون تھراپ اس خاندان کو ایک آنکھ نہیں بھایا۔

ڈیوڈ راک فیلر...... بڑا تاجر بڑا جادوگر

بادشاہ گر،ڈیوڈ راک فیلر جس نے مختلف امریکی صدور کی جانب سے انتہائی اہم عہدوں کی پیشکش ٹھکرائی اور پسِ پردہ رہ کر صیہونیت کے خفیہ منصوبوں کے لئے خود کو وقف کیا۔۱۹۱۵ء میں نیویارک میں پیدا ہوا،ہارورڈ اور شکاگو یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ بہت جلد ڈیوڈ راک فیلر عالمی بینکر بن گیا۔۱۹۶۱ء میں چیز مین ہٹن بینک کا صدر بن گیا۔اسکوسی ایف آر(C.F.R) کا چیئرمین بھی منتخب کیا گیا۔ڈیوڈ کوئی سرکاری عہدہ نہ رکھنے کے باوجود امریکہ کی جانب سے انتہائی اہم دورے کرتا جن میں وہ امریکہ کی جانب سے دنیا کے مختلف ممالک کے لئے نئے پروگرام لے کر جاتا۔

دی راک فیلر سنڈرم(The Rockefeller Syndrome) کا مصنف فرڈیننڈ لنڈبرگ لکھتا ہے:''ڈیوڈ جب بین الاقوامی دورے پر نکلتا ہے تو اسکے ملاقاتیوں اور دیگر معاملات کی فہرست ایک کتاب کے برابر ہوتی ہے۔وہ جب کسی ملک کا دورہ کرتا ہے تو ملک کا سربراہ اس سے اس طرح ملتا ہے جیسے وہ کسی ملک کا سربراہ ہو۔اور اسی طرح اسکی ملاقاتوں کا شیڈول طے پاتا ہے''۔ڈیوڈ راک فیلر اپنے دوروں میں اپنے ساتھ ترقی یافتہ ملکوں کے سابق صدور اور وزراء اعظم کو بھی لے کر جاتا ہے۔

مصنف آگے لکھتا ہے''وہ ہر سال اپنے گھر پر کئی ممالک کے وزرائے خزانہ،اعلیٰ سرکاری

حکام، ورلڈ بینک، آئی ایم ایف اور اقوامِ متحدہ کے حکام کی میزبانی کرتا ہے.....اور وہ اپنے گھر نیو یارک میں ملکوں کے سربراہوں کے ساتھ تفریح کرتا ہے بسا اوقات انکورات بھی اپنے گھر ہی ٹھہراتا ہے۔''

فرڈیننڈ مزید لکھتا ہے ''ڈیوڈ اس پوزیشن میں ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی حصہ کی معلومات ایک منٹ میں لے سکتا ہے۔''

ڈیود خود کہتا ہے ''میں نہیں سمجھتا کہ میرے کام سے زیادہ فائدہ مند کوئی کام ہوگا۔ بینک ہر کسی کے ساتھ معاملہ رکھتا ہے، دنیا کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو بینک سے تعلق نہ رکھتا ہو، (دی راک فیلر سنڈرم مصنف فرڈیننڈ لنڈ برگ)

لنڈ برگ نے لکھا ہے ''ویت نام کی جنگ کے پیچھے سو فیصد ڈیوڈ راک فیلر اور اسکے بھائیوں کا ہاتھ تھا''۔

عراق اور افغانستان پر حملہ کرانے میں اسی یہودی خاندان کا ہاتھ ہے۔ یہ جے راک فیلر چہارم ہے۔ اسکا تذکرہ آگے آئے گا۔ جس طرح ویت نام کی جنگ جنوب مشرق ایشیا پر یہودیوں کا کنٹرول کرنے کے لئے لڑائی گئی اسی طرح عراق کی جنگ اسرائیل کے راستے کی رکاوٹ ختم کرنے اور جزیرۃ العرب پر یہودیوں کا قبضہ کرنے کے لئے کی گئی ہے۔

ورلڈ ٹریڈ سینٹر، ڈیوڈ راک فیلر نے بنوایا تھا۔ ڈیوڈ خود آرکیٹکٹ ہے۔ آرکیٹکچر (تعمیرات) کی دنیا میں اس نے ایسے ڈیزائن متعارف کرائے جو قدیم یہودی ثقافت کی نشانی ہیں۔ گھروں کے اندر فرش، دیواروں پر چھ اور آٹھ کونے والا ستارہ، سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی سیڑھیاں، شیطان کا سینگ (Long Horn) شیلڈ اور اسکے طرح کے بہت سارے ڈیزائن اور نشانات ہیں جو فنِ تعمیر میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

اسٹینڈرڈ آئل، چیز مین ہٹن بینک، نیشنل سٹی بینک، یونائیٹڈ اسٹیٹ ٹرسٹ کمپنی، Equitable Life and Mutual of New York، جیسے نامور ادارے انکے ہاتھ میں ہیں۔ ڈاکٹر ہنری کیسنجر کے پیچھے راک فیلرز تھے۔

ڈیوڈ راک فیلر کی مذہب سے وابستگی کے بارے میں، فرڈیننڈ لنڈ برگ لکھتا ہے: ''وہ خدا کے اتنا ہی قریب ہے جتنا کہ پاپ یا کنٹر بری کا آرک بشپ''۔

لنڈ برگ کا یہ تبصرہ اس خاندان کے افراد کی مذہب سے وابستگی کا اندازہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہود کے ہاں اس درجے کا مذہبی ہونے کا مطلب ہے کہ وہ کبالہ کا علم بھی رکھتے ہیں۔

اس خاندان کو اتنی تفصیل سے بیان کرنے کا اصل مقصد انکا یہی خفیہ جادوئی کردار ہے۔ مسلمان تاجروں کے لئے اس میں بڑی عبرت ہے کہ اللہ کے دشمن کس طرح دین حق کو مٹانے کے لئے نسل در نسل ہر میدان میں محنت کر رہے ہیں۔ جبکہ ہمارے تاجر حضرات صرف اسلئے مجاہدین کا ساتھ نہیں دیتے کہ انکا کاروبار خطرے میں پڑ جائے گا۔ حالانکہ جتنا مقدر میں لکھا جا چکا اسکو دنیا کی کوئی طاقت کم نہیں کر سکتی۔

ڈیوڈ راک فیلر نے اپنی خودنوشت ۲۰۰۲ء میں شائع کی۔ اس میں وہ لکھتا ہے:

"They claim we wield over American political and economic institutions. Some even believe we are part of a secret cabal working against the best interests of the United States, characterizing my family and me as "internationalists" and of conspiring with others around the world to build a more integrated global political and economic structure - one world, if you will. If that's the charge, I stand guilty, and I am proud of it."(Memoirs by David Rockefeller .P:405)

ترجمہ: لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم (راک فیلر خاندان) امریکہ کے سیاسی اور اقتصادی اداروں پر قابض ہیں۔ بعض لوگوں کو اس بات کا بھی یقین ہے کہ ہم ''خفیہ کبالہ'' کا حصہ ہیں، جو امریکہ کے مفادات کے خلاف کام کر رہا ہے، مجھے اور میرے خاندان کو ''بین الاقوامیت کا حامی'' تصور کرتے ہیں۔ نیز وہ یہ بھی تصور کرتے ہیں کہ ہم دنیا میں اوروں کے ساتھ مل کر، ایک ایسا بین الاقوامی، سیاسی اور اقتصادی ڈھانچہ کھڑا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو (موجودہ سے) زیادہ مکمل ہوگا۔ اگر یہی الزام ہے تو میں مجرم ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے۔''

ڈیوڈ راک فیلر جونیئر

یہ ۱۹۴۱ء میں پیدا ہوا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اپنے باپ ڈیوڈ راک فیلر (سینئر) کی جگہ لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ دنیا میں اس وقت جتنے اہم مسائل ہیں، یہ ان سب کے پیچھے متحرک ہے۔ عالمی (یہودی) سیکورٹی، اسلحہ کنٹرول، بین الاقوامی تعلقات، اقتصادی ترقی (یہودی مفادات کے مطابق) تجارت اور معاشیات کے میدانوں میں پردے کے پیچھے رہ

کر سیاسی کٹھ پتلیوں کو استعمال کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔

جے راک فیلر ...... عراق و افغانستان میں بے گناہ مسلمانوں کا قاتل

جے راک فیلر ۱۸ جون ۱۹۳۷ء میں پیدا ہوا۔ یہ جان ڈی راک فیلر جونیئر کا پوتا اور جان ڈی راک فیلر سوم کا بیٹا ہے۔ جبکہ ڈیوڈ راک فیلر کا بھتیجا ہے۔ ۱۹۸۵ء سے سینٹ کا ممبر ہے۔ مغربی ورجینیا کا گورنر رہ چکا ہے۔ یہ سینیٹ کی انٹیلی جینس کمیٹی کا چیئر مین بھی رہا۔ (جنوری ۲۰۰۹ء کو ریٹائر ہو چکا ہے)۔ عراق پر حملے کے لئے بش انتظامیہ اور پینٹا گون کو بھڑ کانے والا یہی شخص ہے۔ سی آئی اے سے لیکر میڈیا تک میں، اپنے خاندانی قبضے کی بدولت، صدام حسین کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کیا۔

۲۰۰۲ء میں اس نے مشرقی وسطی کا دورہ کیا اور وہاں مختلف مما لک کے سر براہان، سے عراق پر امریکی حملے کے بارے میں اپنی ذاتی رائے پر بحث و مباحثہ کیا، اسی سال اس نے صدام حسین کے وسیع تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں (Weopons of Mass Destruction) کے خلاف اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ امریکی سینٹ میں خطاب کرتے ہوئے اس نے کہا کہ عراق کے تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں سے خطرہ بہت قریب آ چکا ہے۔ ہم انتظار نہیں کر سکتے۔

اس نے ایک ٹی وی انٹرویو میں کہا: ''میں نے جنوری ۲۰۰۲ میں سعودی عرب، اردن اور شام کا دورہ کیا تھا۔ وہاں کے سر براہان سے میں نے کہا کہ یہ میری ذاتی رائے ہے کہ صدر بش عراق پر حملے کے لئے اپنا ذہن بنا چکے ہیں۔ یہ فیصلہ 9/11 کے فوراً بعد کیا جا چکا تھا۔''

گوانتا نومو بے، بگرام اور ابوغریب جیل میں وحشیانہ تشدد

گوانتا نومو بے، بگرام اور ابوغریب جیل میں دورانِ حراست مجاہدین اور عام مسلمانوں پر جو وحشیانہ تشدد کیا گیا وہ جے راک فیلر کے کہنے پر ہوا۔ سابق نائب صدر ڈک چینی بھی اس میں ملوث ہے۔ لیکن سی آئی اے نے، تشدد کے نئے طریقے کے بارے میں صرف دو لوگوں کو بریف کیا جن میں ایک یہ جے راک فیلر بھی تھا۔ تشدد کے ان مناظر کی ویڈیو سی آئی اے نے بنائیں تھیں، جو ضائع کر دی گئیں۔ اسکے لئے جب تحقیقاتی کمیٹی بنائی گئی تو جے راک فیلر نے اس کمیٹی کو ختم کرا دیا اس نے کہا ''یہ انٹیلی جینس کمیٹی کی ذمہ داری ہے۔''

''مہذب لوگ'' کالے کرتوت

بیسویں صدی عیسوی میں، دنیا کو جن اقتصادی بحرانوں کا سامنا کرنا پڑا وہ راک فیلر اور

دیگر چند یہودی خاندانوں کی سوچی سمجھی منصوبہ بندی تھی۔ تاکہ دنیا کے بڑے ممالک کو اپنے سامنے مجبور کر کے یہود مخالف قوتوں کے خلاف عالمی جنگ کا (انسانی) ایندھن مہیا کرنے پر مجبور کر سکیں۔ پہلی جنگِ عظیم کا مقصد اسکے علاوہ کچھ نہ تھا کہ خلافتِ عثمانیہ توڑ کر ایک عالمی یہودی حکومت قائم کی جائے تاکہ دجال کی عالمی حکومت کے لئے ایک ماڈل تیار کیا جا سکے۔

اس خاندان کے بارے میں پڑھ کر آپ شاید سوچ رہے ہونگے، کہ دنیا کا کونسا شعبہ ہے جو اس خاندان کے قبضے سے باہر ہے؟ یقیناً بہت سارے معاملات میں یہ براہِ راست شریک نہیں، لیکن مکمل ان سے علیحدہ بھی نہیں ہیں۔ کیونکہ دیگر معاملات جن خاندانوں کے قبضے میں ہیں، ان میں اس خاندان کی لڑکیوں کی شادیاں ہوئی ہیں۔ مثلاً جے پی مورگن (J.P Morgan)، روتھ شیلڈ وغیرہ۔

دنیا میں جتنے ناپاک کام ہیں، یا ہر وہ کام جس سے بنی آدم کی تذلیل ہوتی ہے، یہ خاندان ایسے تمام کاموں کا موجد ہے۔ البتہ تعلیم یافتہ طبقے کو دھوکہ دینے کے لئے، ان غلیظ کاموں پر خوبصورت لیبل لگا دیا جاتا ہے، کہیں میڈیکل ریسرچ کے نام پر، کہیں سائنس و ٹیکنالوجی کے نام پر، کبھی وائلڈ لائف اور لائیو اسٹاک تو کبھی انسانیت کے نام پر چلنے والی این جی اوز کے روپ میں۔ دنیا بھر کے مردہ خانوں سے بچوں اور عورتوں کے اعضاء کاٹ کر ان کی خفیہ تجربہ گاہوں میں پہنچائے جاتے ہیں۔ جہاں انسان کے ہر حصے پر مختلف تجربات کئے جاتے ہیں۔ اس کوشش کا مقصد یہ ہے کہ اگر تیسری جنگِ عظیم میں، یہود کی نسل ختم ہو جائے تو یہودی جینز کے ذریعے، یہود کی نسل کی از سرِ نو تخلیق کی جا سکے۔ یہ کام اکثر فلاحی ادارے کرتے ہیں، جنکو یہ خاندان مختلف ناموں سے اربوں ڈالر سالانہ امداد دیتا ہے۔ جراثیمی ہتھیار بنا کر، آفت زدہ علاقوں میں انکا تجربہ کیا جاتا ہے۔ انہی کی سرپرستی میں عریانیت کو انڈسٹری کا درجہ دیا گیا ہے۔

انکی خفیہ تجربہ گاہوں میں جراثیمی ہتھیار (مختلف بیماریوں کے جراثیم اکٹھے کر کے بم کی شکل دی گئی ہے) تیار کئے گئے ہیں۔ افریقہ اور دیگر ممالک میں ان جراثیموں کو پھیلا دیا جاتا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ اس بیماری کو ختم کرنے کے لئے اپنی ہی دواساز فیکٹریوں میں اسکی دوائی تیار رکھی جاتی ہے۔ دوسری جانب ڈاکٹروں کے ذریعے انہی کی کمپنی کی دوائی لکھ دی جاتی ہے۔ دنیا میں پھیلی کئی خطرناک بیماریوں کے بارے میں سائنسدان اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ امراض قدرتی طور پر نہیں بلکہ انکے جراثیم کسی لیبارٹری میں تیار کئے گئے تھے۔ ان میں ایڈز کا وائرس H.I.V قابلِ ذکر ہے۔

امریکہ کے اندر، ایف بی آئی اور سی آئی اے امریکی بچوں کو اغوا کر کے شیطان کے پجاریوں کے پاس پہنچاتی ہے جن کو انکی مذہبی تقریب میں شیطان کو خوش کرنے کے لئے ذبح کیا جاتا ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی یا غیر یہود اقوام کی نسل کشی

دجال کی آمد سے پہلے پہلے راک فیلرز کی یہ کوشش ہے کہ دنیا میں موجود غیر یہودی اقوام کی آبادی کو کم سے کم کر دیا جائے تا کہ مستقبل میں کوئی بھی مزاحمت دشواری کا باعث نہ بنے۔ اسکے لئے خاندانی منصوبہ بندی کے نام پر انسانیت کا قتل جس بہیمانہ انداز میں جاری ہے، اسکا اصل چہرہ اگر عوام کو دکھایا جائے، تو لوگ یہودیوں اور خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام چلانے والوں کو چوراہوں پر لٹکا دیں۔ لیکن یہ دجالی میڈیا کا کمال ہے کہ وہ صرف ان مسائل کو اجاگر کرتا ہے جس میں دجالی قوتوں کی رضا ہوتی ہے یا پھر انکے مفادات پر کوئی حرف نہیں آتا۔ چنانچہ حق گوئی کا دعویٰ کرنے والے کالم نگار، ٹی وی پر آنے والے دانشور سب کچھ جاننے کے باوجود، قوم کی نسل کشی اپنی آنکھوں سے ہوتا دیکھ کر خاموش رہنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ زبان کھولنے کی صورت میں انکے آقا ان سے ناراض ہو جائیں گے اور یورپ و امریکہ کے دروازے انکے لئے بند کر دئے جائیں گے، بلکہ انکے اپنے ملک کی زمین بھی انکے لئے تنگ ہو جائے گی۔

نسلِ انسانی کو تباہ کرنے کے لئے دنیا میں جتنے پروگرام چل رہے ہیں انکے منصوبہ ساز راک فیلرز ہیں۔ یہ خاندان ترجیحی بنیادوں پر دنیا کی حکومتوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنے ملکوں میں اس پالیسی کو بزورِ قوت نافذ کریں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ وہ طبقہ ہے جو دنیا سے خیر کا خاتمہ کر کے مکمل شر (ابلیس) کا مذہب نافذ کرنا چاہتا ہے۔ ایک ایسی دنیا جہاں لوگ ابلیس کی پوجا کریں..... ہر وہ کام کیا جائے، جس سے انسانیت کی تذلیل ہو...... اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اترے...... ابلیس خوش ہوتا رہے۔

گیری ایلن (Gary Allen)، راک فیلر کے مقاصد کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے

"The Rockefeller game plan is to use population, energy, food, and financial controls as a method of people control which will lead, steadily and deliberately, into the Great Merger, a one-world government .

ترجمہ: راک فیلر کا منصوبہ، آبادی، توانائی، اور معاشی کنٹرول کو، لوگوں کو کنٹرول کرنے کے

لئے، بطورِ ہتھیار استعمال کرنا ہے۔ جو تسلسل اور سوچے سمجھے منصوبے کے ساتھ ایک عظیم انضمام، یعنی ایک عالمی حکومت کی طرف جائے گا۔

اس خاندان نے خلافتِ عثمانیہ توڑنے سے لے کر فلسطین میں یہودی ریاست کے قیام تک میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ عرب حکمرانوں کو اپنے سحر میں جکڑ کر، بیت المقدس پر قبضہ کرایا۔ انھوں نے بوسنیا کے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی، عراق میں درندگی کی نئی تاریخ رقم کی۔ ابوغریب جیل میں انسانیت کو رسوا کرکے، ابلیسیت کو خوش کرنے والے یہی تھے۔ افغانستان میں دنیا کا ہر اسلحہ طالبان پر استعمال کیا۔ معصوم بچوں......عورتوں اور بوڑھوں پر نئے نئے بموں کے تجربات کئے۔ اللہ کے ولیوں کو، گوانتانا موبے کے پنجروں میں انہی کے حکم سے ذلیل کیا جاتا رہا.....قرآن کی بے حرمتی انہی خبیث، بدباطن اور شیطان کے پجاریوں کے حکم پر کی گئی۔ میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اخبارات میں مہم انہی کعب بن اشرف کی اولاد کے اشاروں پر کی جاتی ہے۔

ایک سوال

یہاں ایک بات ذہن میں آسکتی ہے۔ کہ اگر یہ لوگ اتنے ہی طاقتور ہیں تو امریکہ کے صدر کیوں نہیں بنتے؟ اسکا اصل جواب تو قرآن کریم میں موجود ہے۔ **ضربت علیھم الذلة این ما ثقفوا الا بحبل من الله وحبل من الناس .** الایة...... ترجمہ: ان یہود پر ذلت ڈال دی گئی ہے، وہ جہاں بھی ہوں، الا یہ کہ اللہ سے عہد اور لوگوں سے عہد کے ساتھ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہودیوں کو اپنے مٹ جانے کا خوف ہے جو، یہودی نفسیات سے تعلق رکھتا ہے یہ تاریخی تفصیل چاہتا ہے، جسکا یہاں موقع نہیں۔ جبکہ آسان سا جواب یہ ہے کہ جو بادشاہ گری کا مزا جانتے ہوں، وہ بادشاہ بننا پسند نہیں کرتے۔ نیز چونکہ انکا اصل کام سازشوں کے ذریعے اپنے ناپاک منصوبوں کو پروان چڑھانا ہوتا ہے سو یہ بھی اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ سامنے آنے کے بجائے کسی کو ڈھال بنا کر اپنا کام چلاتے رہیں۔ ان میں سے اگر کبھی کوئی فرد سامنے آنا چاہے تو خود انہی کو لوگ اسکو "سبق" سکھا دیتے ہیں، حتیٰ کہ اپنے ہی بندے کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ البتہ ۱۹۹۲ء سے یہودیوں نے سامنے آنا شروع کیا ہے۔ یہی انکی تباہی و بربادی کا آغاز ہے۔

روتھ شیلڈ (Rothschild) خاندان

نوٹ: یہ لفظ روتھ شیلڈ ہے، یہ جرمن زبان کا لفظ ہے، جسکے معنیٰ سرخ ڈھال کے ہیں۔ جرمنی میں سرخ کو Rot اور ڈھال کو Schild کہتے ہیں، اس طرح یہ لفظ روتھ شیلڈ ہے۔ لفظِ Schild کے معنیٰ Sign یعنی نشان کے بھی ہیں۔ لیکن یہاں اسکے ڈھال والے معنیٰ مراد ہیں۔ کیونکہ یہودی سلیمان علیہ السلام کی ڈھال کو قوت کی علامت کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

یہ یہودی خاندان بھی کبالہ گروپ سے تعلق رکھتا ہے۔ انھوں نے یورپ اور آسٹریلیا کو اپنے قبضے میں کیا ہوا ہے۔ اس خاندان کا جدامجد "میئر ایمشل باعور" ۱۷۴۳ء میں فرینکفرٹ جرمنی میں پیدا ہوا۔ اسکا باپ لوگوں کو سود پر قرضے دیتا تھا۔ اسکے گھر کے دروازے پر ایک سرخ رنگ کا داؤودی ستارہ (چھ کونوں والا) لٹکا ہوا تھا۔ اسکے پانچ بیٹے تھے جو پورے یورپ میں پھیل گئے اور بینک کے کاروبار پر قابض ہو گئے۔

1. Amschel Mayer Rothschild
2. Salomon Mayer Rothschild
3. Nathan Mayer Rothschild
4. Kalmann (Carl) Mayer Rothschild
5. Jacob (James) Mayer Rothschild

یہی وہ شخص ہے جس نے ۱۷۷۰ء میں یہودی خفیہ تنظیم الومیناتی (Illuminati) کے قیام کا منصوبہ بنایا اور اسکے لئے ایڈم وائیزٹ کو اعتماد میں لیا۔

راک فیلر اور روتھ شیلڈ جیسے لوگوں کے نزدیک بڑی بڑی حکومتوں کی کیا حیثیت ہے اسکا اندازہ اس مکالمے سے لگایا جا سکتا ہے جو ۱۸۱۱ء میں ناتھن میئر روتھ شیلڈ اور بعد میں ہونے والے امریکی صدر، انڈریو جیکسن کے درمیان ہوا۔ امریکہ میں روتھ شیلڈ کے بینک آف یونائیٹڈ اسٹیٹ کی تجدید کا بل امریکی کانگریس نے مسترد کر دیا تھا۔ اس وقت یہ مکالمہ ہوا:

"Either the application for renewal of the charter is granted, or the United States will find itself involved in

a most disastrous war."

ترجمہ: یا تو چارٹر کے تجدید کی درخواست منظور کی جائے گی یا امریکہ خود کو بہت تباہ کن جنگ میں ملوث پائے گا۔ اسکے جواب میں انڈریو جیکسن نے کہا:

"You are a den of thieves vipers, and I intend to rout you out, and by the Eternal God, I will rout you out."

ترجمہ: تم سانپوں اور چوروں کی آماجگاہ ہو، اور میرا ارادہ تمہیں نکال باہر پھینکنے کا ہے۔ قسم ہے ابدی خدا کی! میں تمہیں نکال باہر کرونگا۔ روتھ شیلڈ نے جواب دیا:

"Teach those impudent Americans a lesson. Bring them back to colonial status."

ترجمہ: ان بے شرم امریکیوں کو سبق سکھادو، انکو نوآبادیاتی دور میں واپس لے آؤ۔

ناتھن روتھ شیلڈ نے جو کہا اسکو عملی شکل بھی دی۔ اس نے ۱۸۱۲ء میں برطانیہ کے ذریعے امریکہ پر جنگ مسلط کرادی۔ واضح رہے کہ امریکہ سے پہلے برطانیہ یہودیوں کا سب سے بڑا مرکز رہا ہے۔ انقلابِ فرانس خالص یہودی انقلاب تھا۔ جسکا روحِ رواں الومیناتی کا ایڈم وائیزت تھا۔ جبکہ سارا خرچہ روتھ شیلڈ نے اٹھایا۔ Sir Walter Scott نے "دی لائف آف نپولین" میں واضح طور پر یہ بات لکھی ہے۔

غیر یہود اقوام کی بیٹیوں کو گھروں سے کھینچ کر ابلیسی تہذیب کے جبڑوں میں پھنسانے والے یہودی اپنی بیٹیوں کو کیوں گھروں میں قید کر کے رکھتے ہیں۔ آزادی نسواں کی تحریکوں کے لئے اربوں کے فنڈ جاری کرنے والے اپنے گھر کی عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق کیوں نہیں دیتے۔ مسلم ممالک میں سانپ بچھوؤں کے مانند رینگتی این جی اوز، اپنے آقاؤں سے یہ مطالبہ کیوں نہیں کرتیں کہ اپنی بہو بیٹیوں کو بھی اسی طرح سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر چھوڑ دیئے جس طرح آپ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں۔ روتھ شیلڈ نے اپنے بیٹوں کے لئے جو زندگی کا لائحہ عمل مرتب کیا اس میں ایک اصول یہ تھا:

Only male members of the family were allowed to participate in the family business (It is important to note that Mayer Amschel Rothschild also has five daughters, (The History of the House of Rothschild By Andy and Daryl)

ترجمہ: گھرانے کے صرف مرد حضرات کو خاندانی کاروبار میں شریک ہونے کی اجازت دی

گئی تھی۔ یہ قابلِ توجہ ہے کہ مئیر ایمشل روتھ شیلڈ کی پانچ بیٹیاں بھی تھیں۔

۱۹۸۰ء میں انھوں نے دنیا بھر کے قومی اداروں کی نجکاری (Privatization) کے لئے حکومتوں پر زور ڈالنا شروع کیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے برطانیہ جیسے ملکوں کی بڑی بڑی کمپنیوں کو خرید لیا۔

۱۹۹۵ء میں سابق اٹامک انرجی سائنسدان، ڈاکٹر کٹی لٹل (Kitty Little) نے دعوی کیا کہ ''روتھ شیلڈ دنیا کی 80 فی صد یورینیم کی سپلائی پر قابض ہیں جس کی وجہ سے نیوکلئر توانائی پر انکی اجارہ داری قائم ہے۔''

یہودی شخصیات سے متعلق ایک وضاحت

آپ جتنی بھی یہودی شخصیات کی زندگی کا مطالعہ کرینگے، ہر ایک کو پڑھ کر یوں محسوس ہوگا، گویا یہودیت کے لئے سب سے زیادہ خدمات اسی کی ہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے؟

اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ یہودیوں نے اپنی زندگی کا ایک مقصد بنایا ہے، اور اسکے لئے نسل در نسل قربانیاں بھی دیتے چلے آرہے ہیں۔ یہ کام ساری دنیا میں منظّم انداز میں کیا جاتا رہا ہے۔ تمام دنیا کو کومختلف خطوں میں تقسیم کر کے ذمہ داریاں بانٹی گئی ہیں۔ لیکن یہ سب ایک تنظیم کے تحت کیا جاتا رہا ہے۔ ان میں کچھ وہ ہوتے ہیں جو منصوبہ سازی کرتے ہیں، کچھ اس کو عملی شکل دینے کے لئے طریقہ کار وضع کرتے ہیں، کچھ وہ ہوتے ہیں جو منظرِ عام پر آکر اس منصوبے کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔ چنانچہ ہم پڑھتے ہیں کہ یہودیت کے لئے سب سے اہم خدمات، الومیناتی کے بانی، ایڈم وائیزت نے انجام دیں۔ راک فیلر کے بارے میں پڑھتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ سارا کام اسی خاندان نے کیا ہے۔ یہی معاملہ روتھ شیلڈ اور دیگر یہودی خاندانوں کا ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ ایک منصوبے میں بہت سارے سرکردہ یہودی، علیحدہ علیحدہ خدمات انجام دیتے ہیں۔

◆◆◆

اسماعیلی فرقہ اور آغا خان فیملی

اسماعیلی......اسماعیلی فرقہ باطنی فرقوں میں سے ہے، جنھوں نے ظاہراً اسلام کا نام لیا اور باطن میں کافر ہی رہے۔ مثلاً نصیری، اسماعیلی، قرامطہ، قادیانی، بہائی وغیرہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے باطنیوں کے رد میں ''فضائح الباطنیۃ'' کے نام سے مستقل کتاب لکھی ہے۔ ان کے مذہب کے بارے میں لکھا ہے ''**ظاهر مذهبهم الرفض وباطنهم الكفر المحض**''

اسماعیلیوں کے عقائد

جیسا کہ انکے بارے میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہود کے ساتھ یہود، اور نصاریٰ کے ساتھ نصاریٰ ہوجاتے ہیں۔ آج بھی آغا خانیوں کا یہی حال ہے۔ حسن بن صباح کے بعد ۵۵۹ھ میں اسکے ایک جانشین، حسن بن محمد ثانی نے پچھلی تمام شریعت کو منسوخ کرنے کا اعلان کیا، قیامت اور دنیا فنا ہوجانے کا اعلان کیا، اور کہا جو اس کی دعوت پر لبیک کہدے گا وہ زندہ اٹھایا جائے گا اور جو لبیک نہیں کہے گا ہمیشہ کے لئے فنا ہوجائے گا۔ اس دن کو ''عیدِ قیام'' کا نام دیا گیا۔ اس دن سے آج تک اسماعیلیوں نے خود کو تمام شرعی احکامات سے آزاد کیا ہوا ہے۔ نماز، روزہ، حج سب معاف۔ صرف اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اپنے ''معبود'' آغا خان کو پیش کردیں تو یہی ہر عمل اور گناہ کا کفارہ ہے۔ ''اس معبود'' کی محبت و معرفت ہی نجات کا ذریعہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ و افضل مانتے ہیں۔ انکے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اللہ تعالیٰ کا نور حلول کر گیا ہے سو وہ بھی اللہ ہی ہیں۔

اسماعیلیوں کے نزدیک انکے سارے امام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوتار ہیں، اسلئے جو حیثیت (اللہ کی روح کا حلول کر جانا) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے وہی انکے تمام اماموں کی ہے۔ اس طرح یہ آغا خان کو بھی خدا کا درجہ دیتے ہیں۔ اور آغا خان بھی اس پر راضی ہے۔

ڈاکٹر محمد کامل حسین، آغا خان سوم کے ساتھ اپنی یادداشت میں لکھتے ہیں:

''میں اکثر ان سے فلسفیانہ بحثیں کرتا رہتا تھا، خصوصاً اسماعیلی عقیدے کی ترقی کے بارے

میں، مجھے یہ جان کر سخت حیرانی ہوئی کہ وہ ان تمام باتوں کے بارے میں اچھی طرح معلومات رکھتے ہیں، ایک دن میں نے ان سے ایک سوال کی اجازت مانگی، جس پر انکو غصہ آجاتا تھا جب انھوں نے غصہ نہ کرنے کا وعدہ کیا تو میں نے پوچھا: مجھے آپکی ذہانت وفطانت نے حیرت میں ڈالدیا ہے، اس سب کے باوجود آپ ان (اسماعیلیوں) کو اس بات کی اجازت کیسے دیدیتے ہیں کہ یہ آپکو معبود پکاریں"۔

آغا خان یہ سن کر قہقہے مار کر ہنسے۔ اتنا ہنسے کہ آنکھوں سے پانی جاری ہو گیا۔ مجھ سے پوچھا کہ" آپ اس سوال کا جواب چاہتے ہیں! ہندوستان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو گائے کی پوجا کرتے ہیں، تو کیا میں گائے سے بہتر نہیں ہوں۔"

آغا خان کا نیا قرآن

یہ آغا خان سوم، سر سلطان محمد شاہ تھا، جس نے ۳۰ جولائی ۱۸۹۹ء کو تنزانیہ کے شہر Zanzibar میں ایک فرمان جاری کیا، جس میں کہا" خلیفہ عثمان (رضی اللہ عنہ) نے قرآن کے بعض حصے حذف کر دئے تھے۔ میں اصل قرآن لکھنا شروع کروں تو اس میں چھ سال لگیں گے، پھر میں تمہارے لئے یہ بھیجونگا، پھر تم دیکھنا کہ عثمان نے قرآن سے کیا حذف کیا تھا" (مجلّہ الراصد العدد التاسع)

اسماعیلیوں میں تقسیم...... بوہری اور نزاری

مصر میں فاطمی (شیعہ) حکومت کے فرمانروا مستنصر باللہ فاطمی (۴۲۷ھ تا ۴۸۷ھ مطابق ۱۰۳۵ء تا ۱۰۹۵ء) نے اپنا جانشین اپنے بڑے بیٹے نزار کو بنایا تھا۔ لیکن مستنصر کے مرنے کے بعد اس کے وزیر افضل بن بدر جمالی نے مستنصر کے چھوٹے بیٹے اور اپنے بھانجے، مستعلی کو امام بنا دیا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ جمالی نے نزار اور اسکے بیٹے کو قتل کرا دیا۔ اسماعیلی فرقے کے بہت سے مبلغوں اور پیروکاروں نے مستعلی کی امامت کو تسلیم نہیں کیا، جن میں سب سے مشہور نام حسن بن صباح کا ہے، حسن بن صباح نزاری تھا۔ یہ بدستور نزار اور اسکے بیٹے کی امامت کا مطالبہ کرتے رہے۔ اس طرح اسماعیلی دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک مستعلی، جبکہ دوسرے نزاری کہلائے جانے لگے، بوہریوں کا تعلق اسماعیلی مستعلی سے ہے جبکہ آغا خانیوں کا تعلق اسماعیلی نزاری سے ہے۔

ٹارگٹ کلنگ کا ماہر...... حسن بن صباح

حسن بن صباح (۴۳۰ھ تا ۵۱۸ھ مطابق ۱۰۳۸ء ۱۱۲۴ء) ایرانی، اسماعیلی شیعہ تھا۔ اس

نے ایران کے شمال مغربی علاقوں میں آ کر مختلف قلعوں پر قبضہ کرلیا اور اپنے جادو سے بیوقوف لوگوں کو اپنا مرید بنانا شروع کر دیا۔اس نے اپنا مرکز ایران کے شہر قزوین کے قریب ''قلعۃ الموت'' میں بنایا۔اسکے ''حشاشین'' (Assassins) مسلمانوں کو قتل کرنے میں مشہور رہے ہیں۔انکا کام مسلمانوں کی سیاسی اور دینی قیادت کو قتل کرنا تھا۔انھوں نے بڑی تعداد میں علماء اور مجاہدین قیادت کو قتل کیا۔کئی مرتبہ سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی قتل کرنے کی کوشش کی۔صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے خلاف صلیبیوں کی مدد کرتے رہے۔حاجیوں کو لوٹ کر قتل کر دیتے تھے۔لیکن نعرہ یہی لگاتے رہے کہ ہم پکے سچے مسلمان ہیں۔

حسن بن صباح نے قلعہ ''الموت'' میں، اپنی جنت بنا رکھی تھی۔جہاں حسین دوشیزائیں تھیں جنکو وہ حوریں کہتا تھا، اور اپنے مریدوں کی خدمات کے عوض انکو پیش کرتا تھا۔مریدوں کو ہر وقت اپنے سحر (Hypnotism) اور حشیش کے نشے میں ڈبوئے رکھتا تھا۔

علامہ ابوالفرج ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: جب حسن بن صباح کے پاس امیر کا قاصد پہنچا اور اسے تسلیم کرنے کا پیغام دیا تو حسن بن صباح نے اپنے ایک ''مرید'' کو بلایا اور حکم دیا کہ خود کو قتل کرلو۔اس نے اسی وقت خنجر نکالا اور شہ رگ کاٹ ڈالی اور تڑپ تڑپ کر جان دیدی۔اسکے بعد دوسرے کو حکم دیا کہ قلعے کی فصیل سے نیچے چھلانگ مارو۔اس نے فوراً نیچے چھلانگ ماردی۔پھر وہ قاصد کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ اپنے امیر کو جا کر کہو کہ میرے پاس ایسے بیس ہزار جانباز ہیں۔یہی میرا جواب ہے۔(المنتظم فی تاریخ الملوک، ج:۷، ص:۶۴)

یہاں یہ بات یاد دلاتے چلیں کہ مجاہدین کی جانب سے دنیا بھر میں فدائی کاروائی کرنے والوں کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ یہ لوگ فدائی کو مصنوعی جنت میں رکھتے ہیں اور جنت کا ٹکٹ دے کر اس کو فدائی کاروائی کے لئے بھیجتے ہیں، یہ پروپیگنڈہ میڈیا میں موجود کسی باطنی کی شر انگیزی ہے جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر جان لٹانے والوں کو ان بدبختوں پر قیاس کرتا ہے جو حسن بن صباح کی حشیش کے نشے میں دھت ہو کر اپنی جانیں ضائع کیا کرتے تھے۔

حسن بن صباح اپنے بارے میں پکا سچا مؤمن ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔وہ کہتا تھا میں مسلمان ہوں اور جس دین پر میں ہوں یہی دین برحق ہے۔(لعنۃ اللہ علی المنافقین)

محمد حامد الناصر نے ''الجہاد والتجدید'' میں لکھا ہے: انکا کام صلیبیوں کی مدد کرنا تھا۔انھوں نے ان لوگوں کو قتل کیا جو صلیبی لشکر پر بہت بھاری تھے۔

۵۵۲ھ میں انھوں نے نیشاپور (ایران) کے علاقے میں حاجیوں کے قافلے پر حملہ کیا اور

تمام حاجیوں کو قتل کر کے انکا مال و اسباب لوٹ کر لے گئے۔اس قافلے میں علماء، صلحاء اور اولیاء اللہ موجود تھے،اسلام کے دشمنوں نے کسی کا خیال نہ کیا۔جب صبح ہوئی تو ایک شیعہ آیا، مقتولین اور زخمیوں کے درمیان کھڑا ہو کر آوازیں لگانے لگا" اے مسلمانو! ملحدین جا چکے ہیں، اگر کسی کو پیاس لگی ہو تو میں پانی پلاؤنگا۔یہ سن کر کوئی زخمی سر اٹھاتا تو یہ لعنتی اسکو جا کر قتل کر دیتا۔اس طرح جو کچھ بچے تھے اس نے شہید کر دئے۔(الکامل فی التاریخ ابن اثیر)

حسن بن صباح کے پیروکار اصفہان اور قزوین کے گردونواح میں تھے۔

اسماعیلیوں کی ہندوستان آمد

اسماعیلی فرقے کا پہلا مبلغ برِصغیر میں چوتھی صدی ہجری کے اوائل میں آیا۔اور حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے پہلی اسماعیلی ریاست سندھ میں قائم کر لی۔اس کا نام جلم بن شیبان تھا۔جلم کے بعد اسماعیلی حکومت کا حاکم حُمید نامی اسماعیلی بنا۔اسکو سلطان سبکتگین (محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد) نے ملتان کی جنگ میں شکست دی اور اسکو قتل کر دیا۔اسکے بعد اسکا پوتا، ابوالفتح داؤد قرامطی حاکم بنا۔جب سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (دورِ سلطنت ۹۹۸ء تا ۱۰۳۰ء) نے گمراہ فرقوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا تو داؤد قرامطی نے محمود غزنوی سے معاہدہ کر لیا۔لیکن در پردہ سلطان کے خلاف ہندوستان کے ہندو راجاؤں کے ساتھ ساز باز کرتا رہا۔ بالآخر سلطان نے تنگ آ کر ۴۰۱ھ میں اس پر چڑھائی کی اور اسکو ایک قلعے میں قید کر دیا۔ ہندوستان سے فارغ ہو کر سلطان نے اس پہلی اسماعیلی ریاست کا مکمل خاتمہ کر دیا۔ انکے دار الحکومت کو تباہ کر دیا۔اس وقت یہ لوگ بھاگ کر گجرات (بھارت) چلے گئے۔وہاں یمن، مصر و بحرین سے آئے اسماعیلی پہلے سے موجود تھے۔گجرات جا کر یہ بوہری بن گئے۔

دوسرا دور

اس کے بعد انکی ہندوستان آمد کا بڑا سلسلہ تیرھویں صدی عیسوی میں اس وقت شروع ہوا جب ہلاکو خان نے ۱۲۵۶ء میں حسن بن صباح کے قلعہ الموت اور ایران میں دیگر قلعوں کو تباہ کر دیا۔ایران سے بھاگ کر یہ لوگ برِصغیر میں آ کر آباد ہونے لگے۔یہ سلسلہ سولھویں صدی عیسوی تک مسلسل چلتا رہا۔ایران سے انتشار کے بعد اسماعیلیوں کا امام اسلام شاہ بنا تو اس نے اپنے فرقے کے لئے کوئی ایسی زمین تلاش کی جہاں رہ کر وہ خود کو منظّم کر سکیں۔اسکی نظر مغربی ہندوستان (پاکستان) پر پڑی۔چنانچہ اس نے پنجاب، ملتان، سندھ، کشمیر اور کراچی کے ساحلی علاقوں پر

توجہ مرکوز کی۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت یہ علاقے مسلمانوں کی حکومت کے مرکز دہلی سے دور دراز تھے، جہاں انکے لئے خفیہ طور پر اپنا کام کرنا آسان تھا۔

اس نے اپنے مشہور مبلغوں کو ہندوستان بھیجا۔ جن میں پیر صدر الدین اور پیر شمس الدین تبریزی پہلے آئے۔ پیر صدر الدین انتہائی مکار و ذہین آدمی تھا۔ اس نے ہندی زبان سیکھی اور اپنا نام بھی ہندوستانیوں کی طرح رکھ لیا۔ سندھ کے شہر کوٹری کو اس نے اپنا مرکز بنایا۔ اس نے ہندی میں ''دس اوتار'' نامی کتاب لکھی، جس میں لکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، اللہ کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہیں۔ ہندو اس کے خوب معتقد ہوئے۔ ۸۱۹ھ مطابق ۱۴۱۶ء میں پنجاب میں انتقال ہوا۔

اسلام شاہ کے بعد انکا امام غریب مرزا بنا۔ سولھویں صدی عیسوی میں انھوں نے اپنا مرکز ایران سے ہندوستان منتقل کر دیا۔ لیکن اس کے بعد کی تاریخ خاموش ہے۔ نہ انکے مبلغوں کا کچھ پتہ چلتا ہے اور نہ کسی امام کا۔ لگتا ہے یہ لوگ اپنی حقیقت چھپا کر، خفیہ طور پر مسلمانوں کے اندر اپنا کام کرتے رہے۔ اس لمبے عرصے پردہ خفا میں رہنے کے بعد، انیسویں صدی عیسوی میں آغا خان اول کی صورت میں انکا وجود سامنے آتا ہے۔

اسماعیلیوں کے خدا......آغا خان

یہودی خاندانوں میں یہ خاندان بھی روحانی، جادوئی اور کبالہ فیملی سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ اصفہانی یہودی ہیں۔ اگر چہ یہ لوگ اپنا شجرہ نسب یہ بیان کرتے ہیں:

علی، حسن، حسین، سجاد، باقر، صادق، اسمٰعیل، محمد احمد، تقی، ذکی، مہدی، قائم، منصور، معز، عزیز، حاکم، ظاہر، مستنصر، نزار، مستعلی، امیر، قاسم، آغا خان اول، آغا خان دوم، آغا خان سوم، آغا خان چہارم، حسن علی شاہ آغا خان اول (1800-1881)

آغا خان اول کے باپ کا نام شاہ خلیل اللہ علی تھا۔ اسکو ۱۸۱۷ء میں ایران میں قتل کر دیا گیا۔ اس پر اسماعیلیوں نے ایران بھر میں فسادات شروع کر دیئے۔ آغا خان اول ایران میں کرمان صوبے کا گورنر تھا۔ اس نے ۱۸۴۰ء میں بغاوت کر دی اور پورے ایران پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ حکومت نے اسکو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ انگریزوں کی مداخلت پر اسکو رہا کیا گیا۔ جیل سے واپس آ کر اس نے اپنے مریدوں کو اکٹھا کیا اور قندھار (افغانستان) آ کر مسلمانوں کے خلاف، انگریزوں کے ساتھ ہو گیا یہاں سے فارغ ہو کر کراچی آیا۔ یہاں کراچی کے ساحل پر قبضہ کرنے کے لئے انگریز، مسلمانوں سے جنگ کر رہے تھے۔ یہ انگریزوں

کی طرف سے لڑا۔ ان خدمات کے بدلے انگریزوں نے اس کی بھرپور مالی امداد کی اور ممبئی میں اس کو مرکز بنا کر دیا۔ ممبئی پہنچ کر آغا خان کے لئے خود اسماعیلی زعماء نے پریشانی کھڑی کر دی۔ انھوں نے اسکی امامت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ ہمارے (یعنی علی بن طالب رضی اللہ عنہ کے) نسب سے نہیں ہے۔ (یہ غور کرنے کی بات ہے کہ اسماعیلی فرقے کے زعماء نے آغا خان کے علوی ہونے کا انکار کیا تھا۔) یہ مسئلہ انگریز کی عدالت میں گیا، انگریزوں نے اسکی مکمل حمایت کی اور آغا خان کے نسب پر ''حقانیت'' کی مہر لگا دی کہ یہ نزاری، ہیں اور انکا شجرہ علی بن طالب سے ہی جا کر ملتا ہے۔ چنانچہ انکو مکمل مذہبی آزادی دی گئی۔ (مجلّہ الراصد العدد التاسع)

اس نے صوبہ سرحد اور قبائل کو کنٹرول کرنے میں بھی انگریزوں کی مدد کی۔ چونکہ بظاہر یہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے لہٰذا یہ تحریکِ آزادی میں مسلمانوں کی صفوں میں داخل ہوئے اور بہت کم عرصے میں مسلمانوں کے سیاہ سفید کے مالک بن گئے۔

آغا علی شاہ آغا خان دوم (1885-1831)

آغا خان اول کے بعد اسکا بیٹا آغا علی شاہ آغا خان دوم (1885-1831) تھا۔ اس نے باپ کے مشن کو آگے بڑھایا اور مسلم معاشرے کو کھوکھلا کرنے کا کام جاری رکھا۔ انکا طریقہ کار یہودیوں والا ہے۔ حکومتی ڈھانچے کو خرید کر اسکو اپنے لئے استعمال کرنا۔

سر سلطان محمد شاہ آغا خام سوم

اسکے بعد اسمٰعیلیوں کا امام آغا خان سوم سلطان محمد شاہ بنا۔ اسکی عمر اس وقت صرف سات سال تھی۔ اسکی ماں شمس الملک کا تعلق خاندانِ قجر سے تھا۔ آغا خام سوم ۲ نومبر ۱۸۷۷ء کو کراچی میں پیدا ہوا۔ متحدہ ہندوستان میں آل انڈیا مسلم لیگ کا پہلا صدر بنا۔ اس سے بھی زیادہ اسکی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ۱۹۳۷ء میں اس کو لیگ آف نیشن کا صدر منتخب کیا گیا۔ ملکہ برطانیہ وکٹوریہ کی جانب سے اسکو کئی خطاب دیئے گئے۔ جب اس نے برطانیہ کا دورہ کیا تو اس کو گیارہ توپوں کی سلامی دی گئی۔

اسماعیلیت کو اصل ترقی اسی کے دور میں نصیب ہوئی۔ تحریکِ آزادی میں اس نے مسلمانوں کی قیادت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ ۱۹۳۰ء میں گول میز کانفرنس کے لئے، ہندوستان کے تمام طبقات کی جانب سے متفقہ طور پر نمائندہ تسلیم کیا گیا۔

فلسطین کی آزادی سے متعلق گول میز کانفرنس میں، جو شرائط حکومتِ برطانیہ نے رکھی

تھیں، اسکو عربوں نے رد کر دیا تھا۔ چنانچہ مئی، ۱۹۳۹ء میں برطانیہ نے عربوں کو راضی کرنے کے لئے آغا خان سوم کی خدمات حاصل کیں۔ ساتھ ساتھ مسلمانوں کی سادگی بھی دیکھئے کہ اسی عرصے میں فلسطینی مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان جو کشمکش جاری تھی، مسلمانوں کے ساتھ ناانصافیاں ہو رہی تھیں۔ تب مسلمانانِ ہند نے حکومتِ برطانیہ کو اس بارے میں اپنی تشویش سے آگاہ کیا اور مطالبہ کیا کہ ایک تحقیقی کمیٹی بنا کر فلسطین بھیجی جائے، جو اس بات کا جائزہ لے کہ فریقین (مسلمان اور یہودی) میں سے کس کی غلطی ہے۔ کس کا موقف انصاف پر مبنی ہے۔ اس کمیٹی کے ساتھ ہمارا (مسلمانوں کا) نمائندہ آغا خان سوم ہوگا۔

ع سادگی اپنوں کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

تقسیم کے بعد یہ خاندان کراچی آ گیا۔ ۱۱ جولائی ۱۹۵۷ء کو آغا خان سوم کا انتقال ہوا۔ اسکی وصیت کے مطابق اسکو مصر کے قدیم شہر اسوان (Aswan) میں دفن کیا گیا۔ اسکی اس وصیت کی وجہ اسکے علاوہ اور کچھ سمجھ میں نہیں آسکی کہ اسوان فراعنہ کے دور میں اہم شہر سمجھا جاتا تھا۔ یہاں پر فرعونوں کے دور میں بڑے بڑے مندر تھے۔ آغا خان سوم نے خلافِ دستور اپنے بیٹے کے بجائے اپنے پوتے کو اسماعیلی فرقے کا امام بنایا۔ یہ نیا امام آغا خان چہارم پرنس کریم ہے۔

کریم الحسینی آغا خان چہارم

کریم الحسینی آغا خان چہارم ۱۹۳۶ء میں جنیوا (سوئٹزرلینڈ) میں پیدا ہوا۔ اس نے دو شادیاں کی ہوئی ہیں۔ پہلی شادی ایک برطانیہ کی ماڈل (پیسوں کے عوض جسم کی نمائش کرنے والی) سالی کروکر پول (Sally Croker-Poole) سے کی۔ یہ بھارتی فوج کے ایک کرنل کی بیٹی ہے۔ شادی کے بعد اسکا نام شہزادی سلیمہ رکھا گیا۔ ۱۹۹۸ء میں دوسری شادی جرمنی کی شہزادی گبریل زولینجن سے کی۔ بعد میں اس کا نام شہزادی ''اینارا'' رکھا گیا۔ اس نے بعد میں آغا خان کو طلاق دیدی۔

جدید تعلیم سے آراستہ اسماعیلیوں کی حماقت، فکری پسماندگی اور گمراہی کا تصور اسی سے کیا جاسکتا ہے کہ انکے حاضر امام کی اہلیہ ایک جسم کی نمائش کرنے والی عورت بنی۔ اس کی امامت کو مزید سند عطا کرنے کے لئے ۱۹۵۷ء میں ملکۂ برطانیہ نے اسکو ''ہائی نیس (Highness)'' کا خطاب دیا۔ پرنس کریم آغا خان کے بیٹے پرنس حسین آغا خان نے بھی ۱۶ ستمبر ۲۰۰۶ء کو ایک امریکن کرسٹن جے وائٹ سے شادی کی ہے۔

حسن بن صباح اور آغا خان

آج کے اسماعیلیوں (آغا خانیوں) کا جھنڈا دیکھئے۔ یہ سبز رنگ کا ہے جسکو ایک سرخ لکیر ایک کونے سے دوسرے کونے تک کاٹ رہی ہے۔ اس سے پہلے اسماعیلیوں کا جھنڈا سبز رنگ کا تھا۔ حسن بن صباح نے جب قلعہ الموت پر قبضہ کیا تو اس پر بھی سبز جھنڈا لہرایا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ سرخ جھنڈا اس وقت لہرایا جائے گا جب ہمارے غائب امام ظاہر ہونگے۔ حسن بن صباح کی جنت ''قلعہ الموت'' کو جب ہلاکو خان نے (۱۲۵۶ء) میں تباہ کیا تو اسکے بعد اسماعیلیوں نے اپنے اماموں کے مزار پر سرخ اور سبز دو جھنڈے لہرائے۔ انیسویں صدی میں آکر ان دونوں (سرخ و سبز) جھنڈوں کو ایک کر دیا گیا اور یہ اسماعیلیوں کا جھنڈا قرار پایا، جس کو وہ ''میرا جھنڈا (My Flag)'' کہتے ہیں۔

اس خاندان کو یہاں بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ظاہراً پر امن سمجھے جانے والے، اندرونِ خانہ کس طرح برصغیر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کام کرتے رہے ہیں۔ آج بھی خاموشی کے ساتھ، پاکستان کے مسلمانوں کے دین وایمان پر ڈاکا ڈالنا چاہتے ہیں۔ نیز چونکہ آغا خان خاندان کا ہمارے اس خطے سے تعلق ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم ماضی کا آئینہ سامنے رکھ کر اپنا حال دیکھیں اور اپنی صفوں میں گھسے ہوئے ''آج کے آغا خان'' تلاش کریں۔

حسن بن صباح کا انداز قاتلانہ تھا۔ جبکہ آغا خانی ظاہراً بہت پر امن شہری جبکہ اندرونِ خانہ انکا نظام انتہائی خفیہ ہے۔ حسن بن صباح کے حشاشین کی طرح ان میں ایک خفیہ گروہ ہے جو اسی طرح قتل کی وارداتیں کرتا ہے جس طرح حشاشین کیا کرتے تھے۔ اسکے علاوہ کسی بھی قاتل گروہ کو اپنے لئے استعمال کرنا، اپنے مفادات کی حفاظت کے لئے انھیں آگے رکھنا انکے لئے مشکل کام نہیں ہے۔ پاکستان کے سیاسی، اقتصادی اور عسکری میدانوں میں آغا خان کی مداخلت اگرچہ پر امن انداز میں ہے لیکن اس میں دھونس دھاندلی اور لالچ بھی شامل ہے۔ آغا خان فاؤنڈیشن کے کام کرنے کا انداز بالکل وہی ہے جو راک فیلر فاؤنڈیشن کا ہے۔ امداد، لالچ، میڈیا اور خوف کے ذریعے کسی بھی ملک کے اداروں کے سربراہوں کو اپنے قبضے میں رکھنا۔ اسکی بڑی واضح مثال پاکستان کے تعلیمی نظام کو آغا خان فاؤنڈیشن کے تحت دینے کی کوشش ہے۔ وہ کونسی قوتیں ہے جو اداروں میں بیٹھ کر آغا خان کے لئے کام کر رہی ہیں۔ سابق اسپیکر قومی اسمبلی میاں محمد سومرو نے کس بنا پر قوم کی ہزاروں ایکڑ زمین آغا خان فاؤنڈیشن کو مفت میں دیدی۔ اسکے عوض انکو کیا ملا؟ پرنس کریم آغا خان پاکستان آتا ہے تو اس سے ملنے والوں میں ملک کے سربراہان سے لے کر فوج کے جرنیل تک ہوتے ہیں۔ اس خاندان کی پراسراریت، خفیہ کارنامے، اور یہود کے ہاں اہمیت

کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ، برطانوی وزارتِ خارجہ اپنی خفیہ فائلیں ہر پچاس سال بعد عام (Declassify) کردیتی ہے۔لیکن وسطی ایشیا، افغانستان اور شمال مغربی ایشیا کی وہ خفیہ فائلیں جو آغا خان خاندان کے خفیہ کارناموں سے متعلق ہیں، انکو مزید ایک سو پچاس سال تک عام نہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

افغانستان میں اس وقت بھی آغا خان نے بڑے بڑے منصوبے شروع کر رکھے ہیں۔ ۲۰۰۲ء میں آغا خان نے افغانستان کے لئے پچھتر ملین ڈالر ($75 million) کی امداد دی، جو کسی بھی فرد کی جانب سے ملنے والی امداد کی سب سے بڑی رقم ہے۔افغانستان میں کام کرنے والا موبائل نیٹ ورک ''روشن'' بھی آغا خان کا ہے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ گلگت و بلتستان کو خاموشی سے الگ صوبے کی حیثیت دیدینا کیا آغا خان اسٹیٹ کے خاکے میں رنگ بھرنا نہیں ہے۔اس آغا خان اسٹیٹ کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ کوہستان اور گلگت کے سنی ہیں۔اصل مسئلہ گلگت کے سنی ہیں یہ ہر دور میں پاکستان کے وفادار رہے ہیں،لیکن انکو چھیڑنے کی صورت میں، کوہستان والے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور شاہراہِ ریشم بند کردیتے ہیں۔اس طرح آغا خان اسٹیٹ کی راہ میں (موجودہ) شاہراہِ ریشم بھی مسئلہ بنتی ہے۔

ان تمام مسئلوں سے نمٹنے کے لئے آغا خان نے بہت تیزی کے ساتھ دو عملی اقدام کئے ہیں۔پہلا یہ کہ ناران سے براستہ بابوسر ٹاپ چلاس تک سڑک کی تعمیر، اسکے بعد یہ خطرہ ختم ہوجائے گا کہ کوہستانی شاہراہ ریشم بند کردیں، ناران سے چلاس شاہراہ کی تعمیر پاکستانی حکومت نے دفاعی نقطہ نظر سے کرائی ہے، شاید ایسا ہی ہو، لیکن جہاں حکمران طبقہ نشے میں دھت، اسلام دشمن قوتوں کی سجائی خواب گاہوں میں مدہوش پڑا ہو، وہ اگر ہزار سڑکیں اور ہوائی اڈے بھی تعمیر کرلیں تو ان پر دشمن کی فوج اور طیارے اترا کرتے ہیں، اسکے علاوہ کوہستان یوں بھی بھاشا ڈیم کی تعمیر سے خالی ہوجائے گا۔

جادوگر سائنسدان

تاریخ میں جتنے مشہور یہودی سائنسدان ،فلسفی ،ادیب ،مفکر اور دانشور گذرے ہیں ان میں سے اکثر روحانی پیشوا اور جادو کے ماہر تھے۔اس کو مسلمانوں کی سادگی ہی کہا جائے یا کچھ اور کہ جب ،البرٹ آئنسٹائن ،اسحاق نیوٹن یا چارلس ڈارون اور لارڈ میکالے کا نام لیا جاتا ہے تو وہ اس سے صرف ایک سائنسدان ،فلسفی اور مفکر مراد لیتے ہیں۔حالانکہ یہ انکی زندگی کا صرف ایک پہلو ہے۔جبکہ انکی اصل زندگی وہ ہے جو انھوں نے ایک جادوگر یا روحانی شخصیت کے طور پر گذاری۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ انکی سائنسی کاوشوں میں اس طلسماتی دنیا کا بڑا دخل ہے جہاں انھوں نے ابلیس وشیاطین کے ساتھ مل کر کام کیا۔راقم نے ''برمودا تکون اور دجال'' میں محمد عیسیٰ داؤد کے حوالے سے یہ بات لکھی تھی کہ البرٹ آئنسٹائن کی سائنسی تحقیقات میں دجال تعاون کرتا رہا ہے۔محمد عیسیٰ داؤد کے اس خیال کی بنیاد انکے اس نظریے پر قائم ہے کہ موجودہ جدید ٹیکنالوجی کا علم ،یہودی سائنسدانوں سے پہلے ابلیس ،دجال اور انکے جنات کو تھا۔

بندے کے پاس اس حوالے سے کوئی اور دلیل نہیں تھی۔لیکن الحمد للہ اب اس کی ایک دلیل ملی ہے جس کو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجموع الفتاویٰ میں بیان کیا ہے۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس بحث میں یہ بیان فرما رہے ہیں کہ شیطان کس طرح لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔شیخ اور مرید کو کس طرح دھوکہ میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔لوگ جب اللہ کے علاوہ کسی بندے کو حاجت روا ماننے لگتے ہیں تو شیطان اس کے سامنے اس بزرگ کی شکل میں آجاتا ہے اور اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے۔اس طرح یہ آدمی سمجھتا ہے کہ میری حاجت واقعی میرے شیخ نے پوری کی ہے۔اسی طرح جب کوئی مرید دور سے اپنے شیخ کو پکارتا ہے تو شیطان اس کی آواز کو شیخ تک پہنچا دیتا ہے ،اگر شیخ متبع شریعت نہیں ہے تو وہ اس کو پہچان نہیں پاتا اور جواب دیدیتا ہے۔اس جواب کو شیطان اس مرید تک پہنچا دیتا ہے۔اس طرح مرید دھوکے میں پڑ جاتا ہے اور سمجھ بیٹھتا ہے کہ میرے شیخ دور سے ہی میری حاجت روائی کر دیتے ہیں۔

اس طرح کا ایک واقعہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ،جو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو خود

ایک شیخ نے سنایا جنکے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا: ''ان شیخ نے بتایا کہ جنات نے مجھے ایک سفید چمکدار کوئی چیز دکھائی، جو پانی اور شیشے کی طرح کی تھی۔ مجھے جس چیز کی خبر وہ دینا چاہتے اس (سفید چیز) میں تصویری شکل میں دکھا دیتے، چنانچہ لوگوں نے اسکے ذریعے خبریں دیں، اور وہ جنات مجھ تک میرے مریدین کی بات پہنچا دیتے جو مجھ سے مدد مانگتے۔'' (مجموع الفتاویٰ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ)

اس واقعے میں دو چیزیں قابلِ غور ہیں۔ ایک یہ کہ سفید چمکیلی چیز جو پانی اور شیشے کی طرح تھی۔ اس کو آپ باسانی ٹی وی اور کمپیوٹر مانیٹر کی اسکرین کہہ سکتے ہیں۔ ٹی وی اسکرین میں کرنٹ دیں اس میں اگر کوئی سگنل نہ ہوں تو یہ سفید چمکدار، پانی اور شیشہ کی طرح ہی لگتی ہے۔ نئی ایل سی ڈی اسکرین میں یہ اور زیادہ واضح ہوتا ہے۔

جنات اس کے اندر تصویری شکل میں خبریں دکھاتے۔ دوسری چیز مریدین کی آواز شیخ تک پہنچانا۔ یہ ریڈیو ہی کی طرح کوئی چیز ہوگی۔

جنات کی دنیاوی کاموں میں مہارت کو قرآن کریم نے بھی بیان کیا گیا ہے۔: **یعملون له ما یشاء من محاریب و تماثیل و جفان کالجواب و قدور راسیات** (سورۃ سبا آیت ۱۳)

ترجمہ: وہ (جنات) سلیمان علیہ السلام کے لئے بڑی بلند و بالا تعمیرات، مجسمے، حوضوں جیسے بڑے بڑے برتن بناتے، اور جمی ہوئی دیگچیاں جیسا وہ چاہتے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ آئنسٹائن، نیوٹن، ڈارون اور لارڈ میکالے کے سحر میں اس بری طرح جکڑا ہوا ہے کہ وہ انکے خلاف کوئی بات سننا گوارہ ہی نہیں کرتا خواہ انکو کتنے ہی دلائل دیدیئے جائیں۔ نیز ایک بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ ٹیکنالوجی کے اعتبار سے صرف موجودہ دور ہی ترقی یافتہ ہے، پہلی قومیں ترقی یافتہ نہیں تھیں۔ اممِ سابقہ بھی اپنے دور میں ٹیکنالوجی کی معراج پر پہنچتی رہی ہیں۔ البتہ بنیادی سائنس ہر ایک کی مختلف رہی ہے۔ مثلاً موجودہ سائنس تیز رفتار سفر کے لئے ہوائی جہاز کو اپنی بڑی کامیابی قرار دیتی ہے۔ لیکن ماضی میں بعض قومیں ہم سے زیادہ تیز رفتاری سے زمین کے فاصلے طے کرتی رہی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ انکو طیاروں کی ضرورت نہیں تھی۔ بلکہ یہی کام انھوں نے زمین کی کششِ ثقل (Gravitation) ختم کر کے کیا، جو ہماری اس سائنس کی پہنچ سے ابھی تک باہر ہے، اور انتہائی ماڈرن ٹیکنالوجی ہے۔ مصر کے فراعنہ بڑی بڑی چٹانیں بغیر کسی مشینری کے ہوا میں اٹھا لیتے تھے، جبکہ ہم اسکے لئے بڑی بڑی دیو ہیکل مشینری کے محتاج ہیں۔ لہٰذا یہ کوئی اتنی حیرت کی بات نہیں ہے کہ یہودی سائنسدانوں کو انکی ایجادات میں جنات و شیاطین تعاون کرتے رہے ہوں۔

جبکہ یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ اسحاق نیوٹن (Issac Newton) ڈیوڈ ریکارڈو (David Ricardo) کارل مارکس (Karl Marx) فرائڈ (Freud) یونگ (Jung) صرف سائنسدان نہیں بلکہ کٹر یہودی روحانی شخصیتیں تھیں جو قبالہ (یہودیوں کا جادوئی علم) کا علم بھی رکھتی تھیں۔ انکے علاوہ کوپرنیکس (N.Copernicus) کیپلر (Keplar) گیلیلو (Galileo) بیکن (Bacon) دیکارتے (Descartes) والٹیر (Voltaire) روسو (Rousseau) ایبٹ سیس (Abbot seiyes) ڈانٹن (Danton) ٹالسٹائی (Tolstoy) یہ تقریباً سب فریمیسن اور قبالہ (کبالہ) کے ماہر تھے۔

رحمانی نظام بمقابلہ شیطانی نظام

مسلمانوں کے خلاف بے شمار شیاطین کام کرتے ہیں۔ ہر شیطان کا کام اور ذمہ داری الگ الگ ہے۔اسکے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی حفاظت کے لئے اپنے فرشتوں کے ذریعے رحمانی نظام قائم کیا ہوا ہے۔لیکن یہ رحمانی نظام انتہائی حساس نوعیت کا ہے۔اسکی حساسیت کا اندازہ نماز میں نمازی کے آگے سے نہ گذرنے کے حکم سے لگا سکتے ہیں۔نمازی نماز پڑھ رہا ہے،اسکے آگے سے اگر کوئی گذر گیا تو نماز پر کیا فرق پڑے گا؟ حالانکہ نماز پڑھنے والا اسی طرح نماز پڑھ رہا ہے؟لیکن حدیث میں،نمازی کے آگے سے گذرنے کے بارے میں کتنی سخت ممانعت آئی ہے۔

یہ روحانی نظام پاکی وطہارت،صدق و وفا،اخلاص وللہیت اور تعلق مع اللہ پر قائم ہے۔جوں جوں یہ تعلق کمزور ہوگا،مسلمان کا رحمانی دفاعی نظام بھی کمزور ہوتا چلا جائے گا۔

دشمنانِ اسلام نے ہمارے اس رحمانی نظام کو گہرائی سے پڑھا ہے۔وہ جانتے ہیں کہ انکو اللہ کی رحمتوں سے دور کرنے کے لئے کن کن چیزوں سے روکنا ہے اور کن راہوں پر ڈالنا ہے۔ان اللہ کے دشمنوں نے روحانی نظام میں ایسا فساد برپا کیا ہے کہ رحمت کی جگہیں بھی انکی شیطانی حرکات سے محفوظ نہیں ہیں۔عام استعمال کی چیزوں کو بھی فساد زدہ کر کے مسلمانوں کو پیش کر رہے ہیں۔تعلیم جدید،سائنس وٹیکنالوجی اور ادب تک میں زہریلی اثرات واضح محسوس کئے جاسکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان تمام باتوں کے بارے میں آگاہ فرمایا جو اس رحمانی نظام سے متعلق ہیں۔کن اعمال کو اختیار کر کے اور کن باتوں سے خود کو بچا کر،ہم شیاطین و جنات اور جادو سے اپنا دفاع کر سکتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا: **لا تدخل الملئكة بيتا فيه كلب ولا صورة تماثيل** (متفق عليه)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس گھر میں فرشتے نہیں داخل ہوتے جس میں کتا اور جاندار کی تصویر ہو۔

مستدرک حاکم کی روایت میں جنبی (ناپاک آدمی) کا بھی ذکر ہے۔ جبکہ ابوداؤد کی روایت میں گھنٹی کا بھی ذکر ہے۔

حدیث میں بیان کردہ اس رحمانی نظام کو سامنے رکھئے اور آج مسلمانوں کے گھروں کا جائزہ لیجئے۔ تصاویر سے تو پہلے ہی گھر بھرے ہوئے تھے، اب تو خنزیر اور کتوں کے کارٹونز نے ایسا قبضہ کیا ہے کہ بچے ہر وقت اپنے آغوش میں ہی چھپائے پھرتے ہیں۔ ہندوؤں کی طرح گھروں کے دروازوں پر گھنٹیاں ٹانگ دی گئی ہیں۔ یہ وہ گھنٹیاں ہیں جو دستک والی گھنٹی (Door Bell) کے علاوہ ہیں یہ گھنٹیاں چھت سے لٹکی ہوتی ہیں جنکو ہاتھ سے بجایا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی فرشتہ اگر دروازے تک آجاتا ہو، تو وہ بھی دور سے ہی بھاگ جائے۔

چنانچہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم خود کو، اپنے بچوں اور اپنے گھروں کو کس طرح جادو، جنات اور شیاطین سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ کوئی بھی کام شروع کرتے وقت، گھر میں داخل ہوتے وقت، صبح شام یا سفر پر نکلتے وقت مسنون دعائیں سکھلائی ہیں، تاکہ ہمارے اردگرد رحمانی دفاعی نظام مضبوط رہے۔ رات کو سونے کی دعا، بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا، بازار میں داخل ہونے کی دعا، یہ تمام دعائیں احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ آپ ان دعاؤں میں ہی غور کریں تو آپ کو علم ہو جائے گا کہ شیاطین کہاں کہاں ہوتے ہیں اور ان سے کس طرح اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔ اللہ کا دشمن شیطان تو اتنا بھی گوارا نہیں کرتا کہ کسی مسلمان کا کھانا صحیح حالت میں اس کے پیٹ میں چلا جائے۔ اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو اس میں بھی وہ شریک ہو جاتا ہے۔ اور اس کھانے کو خراب کر دیتا ہے۔

شیطان اولاد میں شریک ہو جاتا ہے

اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو شیطان انسان کے ساتھ اسکی اولاد میں بھی شریک ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ياتی على الناس زمان يشاركهم الشيطان فی اولادهم قيل و كائن ذٰلک يا رسول اللّٰه؟ قال نعم قال و كيف نعرف اولادنا من اولادهم قال: بقلة الحياء و قلة الرحمة (رواه الديلمی .بحواله جمع الجوامع للسيوطی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ انکی اولادوں میں انکے ساتھ شیاطین شریک ہونگے۔ پوچھا گیا، یا رسول اللہ کیا ایسا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔ کسی نے پوچھا، ہم اپنی اور ان (شیاطین) کی اولاد کے درمیان کیسے تمیز کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قلتِ حیاء اور قلتِ رحم کے ذریعے۔

یہ روحانی نظام ہی ہے کہ ایک انسان کی نظر دوسرے انسان کے جسم پر اثر انداز ہوجاتی ہے۔ اچھا بھلا، صحت مند انسان کسی کے دیکھنے اور تعریف کر دینے سے، چلتے چلتے گر جاتا ہے۔ کسی کی نظر لگ جانے سے صاف ستھرے چہرے پر کالے دھبے پڑ جاتے ہیں۔ اچھے بھلے صحت مند نوجوان کے اعضاء شل ہوجاتے ہیں۔

اسلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تعلیم دی کہ کوئی نعمت ملے تو اس پر ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہنا چاہیئے۔ نظر لگنے کے بارے میں متعدد احادیث آئی ہیں۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال العین حق ونھیٰ عن الوشم (صحیح بخاری باب العین حق)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر کا لگنا حق ہے اور جسم گودنے (Tattooing) سے منع فرمایا۔

مسلمان کے دفاع کا رحمانی نظام اور اسکو نقصان پہنچانے کی کوششیں

انسانیت کے دشمنوں نے اس بات پر سخت محنت کی ہے کہ انسان کو قدرت کے فطری نظام سے ہٹا کر فطرت کے خلاف بنائے گئے، شیطانی نظام کے تابع کر دیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے پہلے یہ تجربات یورپ میں کیئے اور اہلِ یورپ کو فطری طرزِ زندگی سے ہٹا کر مکمل شیطانی طرزِ زندگی کا اسیر بنا دیا۔ فطرت کے خلاف زندگی گذارنے کا جو نقصان بنی نوع انسان کو ہوا ہے، اسکے لئے یورپ و امریکی معاشرے کا مطالعہ عبرت کے لئے کافی ہے۔ جبکہ ہمارا معاشرہ بھی ان رستوں پر بے لگام گھوڑے کی طرح دوڑا چلا جا رہا ہے۔ وہی تمام حربے اور نعرے عالمِ اسلام کے خلاف استعمال کیئے جارہے ہیں۔ ان کی انتھک محنتیں اس بات پر صرف ہورہی ہیں کہ مسلمانوں کو رحمانی نظام سے دور کر دیا جائے، تاکہ ان پر شیطانی حملے زیادہ کارگر ہوسکیں۔

احادیث میں مرغ کی اہمیت

یہاں سمجھنے کے لئے بہت آسان سی مثال دیئے دیتے ہیں۔ پہلے دیسی مرغ ہر گھر میں ہوا

کرتے تھے۔ جو کہ وقتِ سحر سے لیکر شام تک وقتاً فوقتاً بانگ (اذان) دیتے رہتے تھے۔ دیسی مرغ کے جہاں ظاہری فائدے ہیں، وہیں روحانی فائدے بھی ہیں۔ لیکن ''تہذیبِ جدید'' کے راستوں پر قدم رکھنے کے بعد، انسان اپنے ظاہری اور باطنی نفع ونقصان سے اس طرح غافل ہوجاتا ہے جیسے، وہ انسان جس پر جنات نے قبضہ کرلیا ہو۔ نہ اپنی سوچ باقی رہتی ہے، نہ اپنی پسند وناپسند، چاہتے نہ چاہتے ہوئے بھی وہ وہی اختیار کرتا ہو جو یہ ''تہذیب'' چاہتی ہے۔ اسکی سیکڑوں مثالیں ہمارے معاشرے میں موجود ہیں۔ لیکن صرف مرغ کی مثال پر اکتفا کرتے ہیں۔

مرغ (دیسی گھر والا) کے بارے میں متعدد احادیث آئی ہیں، جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغ (دیسی، گھر والے) کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔

1 ......عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال اذا سمعتم صیاح الدیکة فاسئلوا اللہ من فضله فانها رأت مَلَکاً و اذا سمعتم نهیق الحمار فتعوذوا باللہ من الشیطان فانه رای شیطانا (متفق علیه. اخرجه البخاری فی : کتاب بدء الخلق)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مرغ کے (بانگ کی) آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے فضل مانگو۔ کیونکہ اس مرغ نے فرشتے کو دیکھا ہے۔ اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے، اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہو، کیونکہ گدھے نے شیطان کو دیکھا ہے۔ (متفق علیہ)

فائدہ...... قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''مرغ کی بانگ کے وقت فرشتے ہوتے ہیں جو دعا کرنے والے کی دعا کے ساتھ آمین کہتے ہیں، اسکے لئے استغفار کرتے ہیں، اور اسکے اخلاص اور خشوع کی گواہی دیتے ہیں۔ اس لئے اس وقت کو دعا کے لئے مستحب کہا گیا ہے۔''

2 ......قال رسول اللہ صلی اللّٰه علیه وسلم ''لا تسبوا الدیک فانه یوقظ للصلاۃ(مسند احمد. ابو داؤد. باب ما جاء فی الدیک والبهائم)قال البانی رحمۃ اللّٰه علیه : صحیح

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرغے کو برا بھلا نہ کہو۔ کیونکہ وہ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے۔

3 ......عن عبیدۃ الیزنی قال: کان رسو ل اللہ صلی اللّٰه علیه وسلم یستحب الدیک الابیض ویامر باتخاذه ویقول :انه یؤذن للصلاۃ،ویوقظ النائم،ویطرد

الجن بصیاحہ (اتحاف الخیرۃ المھرۃ للبوصیری. المطالب العالیۃ لابن حجر عسقلانیرحمۃ اللّٰہ علیہ)

ترجمہ: حضرت عبیدہ یزنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید مرغ کو پسند فرماتے تھے، اور نماز کے اوقات اور بیدار ہونے کے لئے اسکو رکھتے تھے، اور فرماتے تھے، یہ مرغ نماز کی اذان دیتا ہے، سوتوں کو (نماز کے لئے) جگاتا ہے، اور اپنی بانگ سے جنات کو دور کرتا ہے۔

فائدہ...... یہ آخری روایت اگر چہ ضعیف ہے لیکن اس مفہوم کی روایتیں مختلف طرق سے، مختلف الفاظ کے ساتھ آئی ہیں۔ جن میں یہ ذکر ہے کہ سفید مرغ گھر میں ہو تو اس گھر میں شیطان اور جادو قریب نہیں آتے۔ بعض محدثین نے ایسی روایات کو ضعیف اور بعض کو موضوع کہا ہے۔ جبکہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ ''الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ'' میں اسی طرح کی ایک حدیث ''الدیک الابیض الافرق حبیبی'' (سفید مرغ، جس کی کلغی شاخ شاخ ہو، وہ میرا دوست ہے) کے بارے میں فرماتے ہیں:

''قال ابن الحجر لم یتبین لی الحکم بالوضع قلت وقد روی من طرق بالفاظ مختلفۃ واکثرھا لفظ الدیک الکبیر الابیض فیکون الحدیث ضعیفا لا موضوعا (الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ ج: ۱ ص: ۱۷۲)

ترجمہ: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے بارے میں وضع کا حکم مجھ پر واضح نہیں ہے۔ میں (امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ متعدد طرق سے روایت کی گئی ہے۔ اکثر روایات میں ''بڑے سفید مرغ'' کے الفاظ آئے ہیں۔ لہٰذا حدیث ضعیف ہوئی نہ کہ موضوع۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مرغ کے فضائل کے بارے میں ''الودیک فی فضل الدیک'' کے نام سے کتابچہ لکھا ہے۔ حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مرغ کے فضائل پر ایک کتابچہ لکھا ہے۔ (بحوالہ کشف الظنون)

نوٹ: حدیث میں بیان کئے گئے مرغ سے کیا صرف دیسی مرغ مراد ہے یا فارمی بھی اسکا مصداق ہوگا۔ کیونکہ مرغے کو جن خصوصیات کی بناء پر پسند فرمایا گیا ہے وہ صرف دیسی مرغے میں پائی جاتی ہیں۔ فارمی مرغ نہ تو سحری کے وقت اذان دیتے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بیدار کرنا تو دور کی بات وہ خود ہر وقت بے ہوشی کے عالم میں ہوتے ہیں۔ اس فرق کو وہ حضرات اچھی طرح سمجھ سکتے

ہیں جو دیسی اور فارمی کے بارے میں اچھی معلومات رکھتے ہیں۔
ایسا لگتا ہے کہ ہمیں ایک انتہائی قیمتی چیز (دیسی مرغ) سے ہٹا کر فارمی مرغ پر لگا دیا گیا ہے۔فارمی مرغ کی غذا، کیمیکل بھرے انجیکشن اور مختلف دوائیاں ہیں۔قدرتی نظام کے مقابلے، مصنوعی نظام کے ذریعے فارمی مرغ تیار کئے جاتے ہیں۔ جہاں تک ان دونوں میں لذت اور تاثیر کا تعلق ہے تو یہ فرق بھی بہت واضح ہے۔
گھر میں مرغ ہوگا اور جتنی بار بانگ دیگا اتنی ہی بار تمام سننے والے اللہ تعالیٰ سے فضل وکرم مانگیں گے۔فرشتے کے آنے کا علم ہوگا۔اور بہت سارے فوائد ہیں جن سے ''تہذیبِ جدید'' نے مسلمانوں کو محروم کر دیا ہے۔
ہم نے مرغ کی مثال آسانی سے سمجھنے کے لئے دی ہے۔ورنہ رحمانی نظام کو تباہ کرنے اور مسلمانوں کا رابطہ فرشتوں سے کاٹنے کے لئے، دین کے دشمنوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے ہمارے اوپر یلغار کی ہے۔اس دور میں کتنی ہی چیزیں آپ ایسی دیکھیں گے، جن میں مسلمانوں کو مبتلاء کر دیا گیا ہے، اگر غور کریں گے تو اسکا کوئی فائدہ (دنیاوی بھی) نظر نہیں آئے گا۔لیکن لوگ اس کو اختیار کئے ہونگے۔نہ وہ اسکی حقیقت کو جانتے ہیں اور نہ انھیں اس بات کا علم ہے کہ اس کام کے کرنے سے وہ اپنا کتنا بڑا نقصان کر رہے ہیں۔سب سے زیادہ محنت اور خرابی غذائی اشیاء میں کی گئی ہے۔چنانچہ کھانے پینے کی چیزوں میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔خصوصاً وہ مصنوعات جنکو میڈیا کے ذریعے بہت جلد مشہور کر دیا جائے۔
جیسا کہ بتایا گیا کہ دشمنانِ اسلام نے ہمارے دفاعی نظام پر حملہ کیا ہے جسکے نتیجے میں ہمارے معاشرے میں ایسا خود کار نظام وجود میں آچکا ہے کہ دنیا جہاں کے شیاطین کی ہر قسم ہمارے گھروں اور گلی محلوں میں موجود رہتی ہے۔جو کچھ کمی باقی تھی وہ رہائشی کمرے سے متصل لیٹرین (Attach Bath) نے پوری کردی ہے، جہاں شیاطین کے لشکر رہتے ہیں۔ یہی حال مساجد کے ساتھ عوامی لیٹرین کا ہے، جسکی جانب علماء کرام کو توجہ مبذول کرنی چاہئے۔

مساجد کے ساتھ لیٹرین

مساجد کے اندر لیٹرین بنانے کا جو رواج عام ہوا ہے، اس میں چند باتیں توجہ طلب ہیں:
1 ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں مسجد میں پیاز وغیرہ کھا کر آنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ اسکے کھانے سے، منہ سے بدبو آتی ہے۔جبکہ پیشاب خانے یا لیٹرین سے جو بدبو نکلتی ہے،

اسکو فرشتے کس طرح برداشت کرتے ہونگے۔

2 ...... پیشاب خانے اور لیٹرین نجاست کی جگہ ہیں۔ ہر گندی جگہ ابلیس اور اسکی ذریت کا ٹھکانہ ہوتی ہے۔ مسجد میں بھی اگر انکے ٹھکانے بنا دیئے جائیں تو بیچارے مسلمان کہاں جائیں گے۔

3 ...... بعض مساجد کے پیشاب خانے سے اٹھنے والی سڑاند، اس قدر سخت ہوتی ہے کہ آدمی مسجد میں داخل ہوتے وقت دعا کے لئے منہ کھولتا ہے تو دعا پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بڑے بڑے شہروں تک میں بندے نے ایسی صاف مسجدیں دیکھی ہیں، کہ داخل ہوتے ہی، پیشاب کی سڑاند کا جھونکا منہ سے ٹکراتا ہے۔ اس سے نمازیوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔

4 ...... کیا کوئی افسر اپنے دفتر میں عوامی لیٹرین بنوانا پسند کریگا؟ اس گندے کام کے لئے کیا اللہ کا گھر ہی رہ گیا ہے کہ جس راہ چلتے کا دل کرے، مسجد کا پتہ پوچھے اور غلاظت نکال کر چلتا بنے۔

5 ...... آپ کو یہ جملہ کیسا لگے گا اگر کوئی کہے ''پاخانہ کرنا ہے'' اسکو کہا جائے ''فلاں صاحب (مثلاً ایس پی صاحب، محترم وزیر، عزت مآب، صدر صاحب) کے گھر میں کر آؤ''۔ یا پھر کہیں لکھا ہوا دیکھیں ''مسجد / لیٹرین''۔

6 ...... اکثر مساجد میں پیشاب خانے وضو خانے سے متصل ہوتے ہیں جہاں سے تعفن کے جھونکے وضو خانے میں آرہے ہوتے ہیں۔ وضو میں حاضر ہونے والے فرشتوں پر کیا بیتتی ہوگی۔

7 ...... بدبو کی جگہ پر فرشتے زیادہ ہونگے یا شیاطین؟

8 ...... آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب مجبوری کے تحت اجازت دی گئی ہے۔ سو اس مجبوری کو مسجد سے دس پندرہ میٹر دور نہیں لے جایا جا سکتا؟ نیز علماء نے صرف اجازت دی ہے واجب نہیں کہا۔

9 ...... اگر اتنی ہی مجبوری ہے تو کسی تجارتی مرکز، کسی سرکاری دفتر یا کسی اور اہم جگہ نمازیوں کے لئے لیٹرین بنوائی جا سکتی ہے۔

10 ...... یہ کم علم جواز اور عدم جواز کی بات نہیں کر رہا، بلکہ مسجد کے تقدس، اسلام کے روحانی نظام اور شیاطین سے حفاظت کے پیشِ نظر اس جانب توجہ دلائی ہے۔

مسلمانوں کے رحمانی نظام کو تباہ کرنے کی ایک اور مثال جمعہ کا دن ہے۔ جمعے کے دن کی چھٹی ختم کرنا اور اس دن، جمعے کی نماز سے پہلے، لوگوں کو بازاروں اور دفتروں میں مصروف رکھنا، اتنا بڑا نقصان ہے کہ مسلمان ساری دنیا کی دولت بھی کمالیں تو ایک جمعے کے روحانی نقصان کی تلافی نہیں کر سکتے۔

جنات اچک لینگے......رحمانی حصار میں آجایئے!

ان تمام باتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنے گھر اور خصوصاً اپنے بچوں پر بہت توجہ دینی ہوگی۔ کیونکہ فتنوں نے یلغار ہر طرف سے کی ہے۔ یہ یلغار بچوں کے اسکولوں میں بھی ہے جہاں انکو کارٹون بنانا اور رکھنا، جسم پر نقش ونگار (Tattoo) وغیرہ سکھایا جاتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اہلِ محلّہ کو ساتھ لے کر اسکول کے ذمہ داران سے ملاقات کریں اور اسلام کے رحمانی نظام کے بارے میں انکو آگاہ کریں۔ یہ کوئی عقلمندی نہیں ہے کہ اسکول والوں کو مہنگی فیسیں بھی دیں اور اپنے بچوں پر شیاطین و جنات بھی مسلط کرائیں۔ اسکے خلاف ہمیں ہر جگہ اور ہر مجلس میں دوستوں رشتے داروں کی ذہن سازی کرنی چاہیے۔ اور لوگوں کو اسکی مخالفت کرنے کی ترغیب دینی چاہیے۔ اسی طرح بچوں کے کپڑوں پر کارٹون کا مسئلہ ہے۔ ہمیں اسکی بھی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے۔

اسکے نقصانات ہر گھر میں دیکھے جاسکتے ہیں، گھر گھر جادو اور جنات کی شکایات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اپنے اور اپنے بچوں کے اردگرد رحمانی دفاعی نظام قائم کرنے کے لئے مسنون دعاؤں کا اہتمام کیجئے۔ نیک اعمال (جن میں جہاد ان سب کی چوٹی ہے) رزقِ حلال اور ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کیجئے۔ رحمانی نظام کے ہوتے ہوئے شیطانی حملے ناکارہ ہوجاتے ہیں۔ شیاطین فرشتوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے۔ جہاد کی تیاری (گھوڑا، اسلحہ وغیرہ) سے بھی شیطانی قوتیں دور بھاگتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندوں کو دیکھ کر بھی شیاطین بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ایسے اللہ کے نیک بندوں سے تعلق قائم کیجئے جنکے عقائد قرآن وسنت کے مطابق ہوں۔

گھروں سے تصاویر، موسیقی، گانے بجانے گھنٹیاں اور ہر وہ چیز جس سے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے، نکال پھینکیں۔ کیونکہ موسیقی کی ہر دھن کے ساتھ الگ الگ جنات (شیطان) ہوتے ہیں۔ ہر مسلمان کو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ ہر وقت حالتِ جنگ میں ہے۔ اسکا دشمن کھلا دشمن ہے جو ہر وقت آپکے غافل ہونے کی تاک میں رہتا ہے۔ ہمیں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ اس دور میں ان چیزوں سے کیسے بچا جاسکتا ہے۔ یہ جملہ ایمان کی کمزوری، آخرت پر یقین نہ ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ جس کی زندگی کا مقصد آخرت سنوارنا ہو وہ ہر حال میں اسکو بچانے کی فکر کرتا ہے، کبھی ہتھیار نہیں ڈالتا۔ دشمن بھی اپنے کام میں لگا ہے آپ بھی لگے رہئے اللہ کی مدد سے آپ کامیاب ہو جائیں گے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ شیاطین و جنات کا زور انہی پر چلتا ہے جو اسکو دوست بناتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ابلیس نے خود اللہ تعالیٰ کو کہا تھا کہ میں سب انسانوں کو اغواء

کرلونگا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **انہ لیس لہ سلطان علی الذین اٰمنوا وعلیٰ ربھم یتوکلون انما سلطانہ علی الذین یتولونہ والذین ھم بہ مشرکون** (النحل ۱۰۰)

ترجمہ: بیشک اس (شیطان) کا کوئی زور نہیں ہے ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور اپنے رب پر ہی وہ بھروسہ کرتے ہیں۔ بلاشبہ اسکا زور انہی پر چلتا ہے جو اسکو دوست بناتے ہیں اور جو اسکو شریک بنانے والے ہیں۔

لہٰذا ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت، نمازوں کی پابندی، قرآن کریم کی تلاوت، حرام مال سے اجتناب، گانے بجانے سے دوری اور ذکر و اذکار میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اگر کوئی پریشانی ہو بھی تو پیشہ ور پیروں کے بجائے ایسے علماء کے پاس جایئے جو شریعت کا علم رکھتے ہوں اور قرآن و سنت کی روشنی میں آپ کی رہنمائی کرسکیں۔ نیز اللہ کے نیک بندوں کو ان جادوگروں کی بھی خبر لینی چاہیئے جنھوں نے عام مسلمان کی زندگی عذاب بنادی ہے، جو ہمارے علماء پر مسلسل یلغار یں کررہے ہیں۔ پہلے علماء سے دریافت کریں کہ شریعت میں ان جادوگروں کا کیا حکم ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائیں، اور دشمنوں کو نیست و نابود فرمائیں۔ آمین

کیا موجودہ فتنوں میں خاموش رہنا چاہئے؟

دورِ حاضر میں عالمِ اسلام کو جس قسم کی صورتِ حال کا سامنا ہے۔ایسے حالات میں ایک مسلمان کو کیا کرنا چاہئے؟ کسی کا ساتھ دینا چاہئے یا خاموش بیٹھے رہنا چاہئے؟

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ فتنوں کا دور ہے اور فتنوں کے وقت میں کسی کا ساتھ نہیں دینا چاہئے بلکہ خاموش رہنا چاہئے؟

اس سوال کا جواب جاننے سے پہلے ہمیں یہ جان لینا چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دور کے فتنوں کو الگ الگ بیان فرمایا ہے۔ ہر فتنے کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے بچنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ایسا نہیں ہے کہ ہر فتنے سے ایک ہی طریقہ سے بچا جائے گا، یا پھر ایک فتنے سے بچنے کے لئے دوسرے فتنے کی تدبیر اختیار کر کے بچا جا سکے گا۔

آسانی سے سمجھنے کے لئے یہاں ہم مختلف احادیث نقل کر رہے ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف فتنوں کو بیان فرمایا اور ان میں کیا معاملہ اختیار کرنا ہے وہ بھی بیان فرمایا:

1 ......عن ابی ذر: قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انت إذا کانت علیک امراء یؤخرون الصلاۃ عن وقتھا او یمیتون الصلاۃعن وقتھاہ قال:قلت فماتامرنی ؟ قال:صل الصلاۃ لوقتھا فان ادرکتھامعھم فصل فانھا لک نافلۃ(اخرجه مسلم فی صحیحه)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارے اوپر ایسے حکمران ہونگے جو نمازوں کو انکے اوقات سے مؤخر کر کے ادا کریں گے یا نمازوں کو برباد کر کے ادا کریں گے اس کے وقت سے ہٹا کر۔ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے پوچھا: آپ مجھے ایسے وقت میں کیا حکم کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نمازوں کو انکے وقت میں ادا کرنا۔اور اگر ان حکمرانوں کے ساتھ پڑھنی پڑے تو پڑھ لینا وہ تمہاری نفل نماز ہو جائے گی۔(مسلم شریف)

فائدہ......اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے وقت کو برباد کرنے کے فتنے

کے بارے میں آگاہ کیا۔ اسکا حل بھی بتایا۔ اب یہاں اگر کوئی یہ کہے کہ یہ فتنہ ہے اور فتنے میں گھر میں دبک کر بیٹھ جانا چاہیئے تو کیا یہ صحیح ہوگا؟ نہیں بلکہ علاج بھی وہی کیا جائے گا جو زبانِ نبوت سے بیان ہوا۔ چنانچہ بنوامیہ کے دور میں یہ پیشن گوئی پوری ہوئی۔ خصوصاً حجاج بن یوسف کے وقت میں۔ جن علماء حضرات نے اسکے خلاف خروج کیا اسکی ایک وجہ نمازوں کے وقت کو ضائع کرنا بھی بیان کی تھی۔

2......عن بن عباس رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم خیر الناس فی الفتن رجل آخز بعنان فرسه أو قال برسن فرسه خلف أعداء اللّٰه یخیفهم ویخیفونه أو رجل معتزل فی بادیته یودی حق اللّٰه الذی علیه . (هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه . ووافقه الذهبی رحمة اللّٰه علیه) (المستدرک علی الصحیحین)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فتنوں کے دور میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام یا فرمایا اپنے گھوڑے کی نکیل پکڑے اللہ کے دشمنوں کے پیچھے ہو، وہ اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ کرتا ہو اور وہ اس کو ڈراتے ہوں، یا وہ شخص جو اپنی چراگاہ میں گوشہ نشین ہوجائے، اس پر جو اللہ کا حق (زکوۃ وغیرہ) ہے اس کو ادا کرتا ہو۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

فائدہ......اس حدیث میں فتنوں ہی کے وقت میں جہاد کرنے والے کو سب سے افضل بتایا گیا ہے۔

3......عن ابی سعیدن الخذری رضی اللّٰه عنه أنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یو شک أن یکون خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال ومواقع القطر یفر بدینه مس الفتن. (بخاری شریف، ج:۱ص:۱۵).(مصنف ابن ابی شیبہ، ج:۷،ص:۴۴۸)(مسند ابی یعلی، ج:۲،ص:۱۷۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا وقت قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور (دوردراز کے) بارانی علاقوں میں دین کو بچانے کی خاطر فتنوں سے بھاگ جائے۔

فائدہ......اس حدیث کے الفاظ اگرچہ عام ہیں۔ لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت

نے اس پر اس وقت بھی عمل کیا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں اختلافات شدت اختیار کر گئے۔ چنانچہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ چھوڑ کر دور دیہات میں چلے گئے۔

یہ حدیث ایسے دور کو بھی بیان کر رہی ہے جس میں ہر قسم کا فتنہ ہوگا۔ ان فتنوں سے وہی بچ پائے گا جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ جائے گا۔ کیونکہ گھر میں خود کو بند کر لینے سے بھی ان فتنوں سے نہیں بچا جا سکے گا۔ فتنے گھر میں گھس کر حملہ آور ہونگے۔

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ ''التمهيد لما في المؤطا من المعاني والاسانيد'' میں فرماتے ہیں: ''بل اراد بقوله يفر بدينه من الفتن جميع انواع الفتن ''(یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں لفظِ ''الفتن'' جمع کا لفظ ہے جس سے مراد ہر قسم کے فتنے ہیں)۔

انہی فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ سودی نظام کے دنیا پر مسلط ہو جانے کا ہے، جسکو سود والی حدیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ جس وقت حرام خوری عام ہو جائے۔ لوگوں کا کاروبار بھی عالمی سودی مالیاتی نظام کے تحت چل رہا ہو۔ لوگوں کے ساتھ معاشرت اختیار کرنے کی صورت میں مسلمان حرام کھانے سے نہ بچ سکتا ہو۔ ایسے وقت میں حرام سے بچنے کے لئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ جائے اور وہاں حلال روزی یعنی بکریوں کی آمدنی سے کھائے۔ ایسے وقت میں اگر کوئی گھر ہی میں رہے تو وہاں اسی سودی مالی نظام کے تحت کمائی گئی آمدنی سے کھائے گا۔ سو جو کھائے گا وہ سود یا اسکا غبار کھائے گا۔

شارح بخاری ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ ''فتح الباری'' میں فرماتے ہیں: ''اس فتنے کے وقت میں بہترین مال بکریاں ہونگی۔ کیونکہ انکو لے کر جو لوگوں سے دور چلا جائے گا وہ انہی بکریوں کا گوشت کھائے گا، انکا دودھ پیئے گا، اور اسکے اون کا لباس پہنے گا۔ جبکہ یہ بکریاں پہاڑوں پر گھاس کھائیں گی، اور پانی پئیں گی، یہ فائدے بکریوں کے علاوہ کسی اور میں نہیں پائے جاتے۔ اسی لئے فرمایا: پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلا جائے۔ کیونکہ یہ چوٹیاں دشمن سے پناہ لینے والے کو دفاع فراہم کرتی ہیں''۔ (فتح الباری ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ)

4...... **عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان بین یدی الساعة فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل فیها مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا القاعد فیها خیر من القائم والماشی فیها خیر من الساعی فکسروا اقسیکم وقطعوا اوتارکم واضربوا**

سیوفکم بالحجارةفان دخل - یعنی- علیٰ احد منکم- فلیکن کخیر ابنی آدم"(اخرجه ابو داؤد بسند صحیح،واحمد،وابن ماجه والحاکم والبیهقی)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے فتنے ہونگے جو تاریک رات کے ٹکڑوں کے مانند ہونگے، ان میں آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوجائے گا، اور شام کو مومن ہوگا، صبح کو کافر ہوجائے گا، ان فتنوں کے وقت، بیٹھنے والا، کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، لہذا تم (اس وقت) اپنی کمانوں کو توڑ دینا، اور کمانوں کی تانوں کو کاٹ دینا، اور اپنی تلواروں کو پتھروں پر مارنا (کند کردینا)۔ پھر اگر تمہارے پاس کوئی آئے تو آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے اچھے بیٹے کی طرح ہوجانا۔ (ہابیل کی طرح جو قتل ہوگیا تھا)۔

فائدہ...... اس حدیث میں ایسے وقت کو بیان کیا گیا ہے کہ جب لڑنے والی دونوں جماعتیں اہلِ حق کی ہوں۔ ایسے وقت میں کسی کے خلاف ہتھیار نہیں چلانا چاہیے۔ نیز یہ حکم اس وقت بھی ہوگا جب کسی مسلمان کو اہلِ حق کے خلاف لڑنے کا حکم دیا جائے۔

5 عن بن مسعود قال اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم محمد بن مسلمة سیفافقال: قاتل به المشرکین ما قاتلوکم فاذااقتتل المسلمون فأت بهٰذااحدافاضرب به حتیٰ ینثلم وینقطع ثم ارجع الیٰ بیتک فکن حلسا من أحلاس بیتک حتیٰ یأتیک ید خاطئة او منیة قاضیة(کنز العمال اخرجه ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو تلوار دی۔ اور کہا اس تلوار سے مشرکین سے قتال کرنا۔ جب تک وہ قتال کرتے رہیں۔ پھر جب مسلمان آپس میں لڑنے لگیں تو اس تلوار کو احد پہاڑ کے پاس لانا اور اس پر مار مار کر اسکو کند کردینا اور توڑ دینا، پھر گھر واپس آنا اور گھر سے ہی چپکے رہنا۔ یہاں تک کہ کوئی وار یا موت تمہیں پہنچ جائے۔ جبکہ ابوداؤد ہی کی دوسری روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں "**قالوا فما تامرنا قال کونوا احلاس بیوتکم**"...... صحابہ نے پوچھا، یارسول اللہ! ایسے وقت میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" گھروں سے چپک جانا۔ یعنی گھر سے باہر نہیں نکلنا۔"

اوپر بیان کی گئی احادیث میں سے حدیث نمبر ۳،۴،۵ کا مصداق صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے، مشاجرات صحابہ کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اس فتنے کے

وقت میں ان تمام معاملات میں علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں،سعد بن ابی وقاص،اسامہ بن زید اور عبد اللہ بن عمر بن خطاب،ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ،سعید بن زید رضی اللہ عنہ،صہیب بن سنان رومی،مغیرہ بن شعبہ،عبداللہ بن سعد بن ابی سرح،سعید بن العاص،زید بن ثابت،عبداللہ بن مغفل،عبداللہ بن سلام،رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔(دیکھئے سیر اعلام النبلاء،للذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور الاصابہ،ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ)

جبکہ بعض صحابہ مدینہ منورہ چھوڑ کر دور دراز کے گاؤں میں چلے گئے تھے۔ان میں،یہودی سردار کعب بن اشرف کو قتل کرنے والے،محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔یہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ دونوں حضرات ''ربذۃ''(مدینہ منورہ سے جنوب مشرق میں ۱۰۰ اکلومیٹر ایک گاؤں) چلے گئے تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن یمان نے فرمایا: میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جس کو فتنہ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔وہ محمد بن مسلمہ ہیں۔(اسد الغابہ)

امام طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں''ہم ربذۃ آئے،وہاں ایک خیمہ نصب دیکھا۔اس میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تھے،ہم نے ان سے دریافت کیا،انھوں نے فرمایا''ہم انکے شہروں کی کسی چیز میں شرکت نہیں کریں گے،یہاں تک کہ معاملہ واضح ہو جائے۔''(ایضاً)

حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف کے وقت میں جب واپس آئے تو حجاج نے کہا،آپ تو (ہجرت سے) ایڑیوں کے بل پلٹ گئے اور دیہات میں جا کر بس گئے؟ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے جواب دیا،نہیں میں پلٹا نہیں تھا۔بلکہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی۔(صحیح بخاری)

تلوار توڑ دینے کا حکم کیوں دیا گیا؟

نیز یہ دیکھنا چاہئے کہ تلوار توڑ دینے کا حکم کیوں دیا گیا؟ اسلئے کہ تلوار اعلاء کلمۃ اللہ اور مسلمانوں کے جان و مال کے تحفظ کے لئے اٹھانے میں اللہ کی رضا ہے۔لیکن اگر ایسا دور آ جائے جب ایک سپاہی یا مجاہد کو اس تلوار سے وہ کام کرنا پڑے جس سے اللہ کی ناراضگی آئے تو اس کو چلانے سے بہتر ہے کہ اسکو توڑ دے۔اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے چلنے کے بجائے یہ تلوار اللہ کے دین کے خلاف چلنے لگے،اللہ کے دین کی خاطر لڑنے والوں کے خلاف چلانے کے لئے کہا جائے،یا اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی حفاظت کے لئے چلانے کو کہا

جائے تو ظاہر ہے ایسی تلوار چلانے کے فضائل تو دور کی بات ایمان سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا۔لہٰذا ایسی جنگ میں شریک ہونے سے بہتر ہے کہ اس تلوار کو توڑ دے۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوگا کہ ایک شخص سپاہی ہے، اسکا ذریعہ معاش ہی مالِ غنیمت ہے یا بیت المال سے ملنے والا وظیفہ، سواب وہ کہاں سے کھائے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا جواب بھی دیا۔فرمایا: بکریاں لے کر پہاڑوں میں نکل جائے اور حلال رزق کھائے۔

حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب دو مسلمان تلوار لے کر ایک دوسرے کے مقابلے میں آجائیں تو قاتل و مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔میں نے پوچھا یارسول اللہ قاتل کا جہنمی ہونا تو سمجھ میں آتا ہے مقتول کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بھی اپنے مسلمان بھائی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔(متفق علیہ)

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ ''مرقات'' میں اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

اس حدیث کا مصداق مسلمانوں کے درمیان وہ جنگ ہے جو، کسی عصبیت، حمیت اور جاہلیت کی بنا پر ہو، جیسا کہ دو علاقوں کے مسلمانوں کے مابین، دو قبیلوں کے مابین، اور اس جنگ میں کوئی شرعی پہلو نہ ہو جسکی وجہ سے ان میں سے کوئی بھی فریق شریعت کی بالادستی کے لئے نکلا ہو، اور اس حدیث کو مسلمانوں کے مابین ہر قسم کی لڑائی مثلاً قضیہ صفین وغیرہ پر محمول کرنا درست نہیں ہے۔(مرقات المفاتیح)

اگر ایک طرف امریکہ کے لئے لڑنے والا عراقی فوجی ہو اور دوسری جانب مجاہد فی سبیل اللہ تو کیا نعوذ باللہ قاتل و مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے؟ اسی طرح طالبان اور حامد کرزئی کی فوج آمنے سامنے ہو؟ ہرگز نہیں۔

خلاصۂ بحث...... مذکورہ تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جنگ میں کسی کا ساتھ نہ دینے کا حکم فرمایا اس سے مراد یہ جنگ نہیں جس میں ایک طرف تمام کفریہ طاقتیں ہیں اور دوسری جانب اللہ کے دین کی سربلندی اور مسلمانوں کی جان و مال کے تحفظ کے لئے لڑنے والے طالبان اور مجاہدین ہیں۔

بلکہ اس جنگ سے مراد وہ ہے جسکو ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا: یعنی وطنیت، قومیت، لسانیت اور کسی بھی عصبیت کی بنیاد پر لڑی جانے والی جنگ۔یعنی تلواریں توڑنے کا حکم

امریکہ کی خاطر مجاہدین سے جنگ کرنے والوں کے لئے ہے۔اگر انکو مجاہدین کے خلاف لڑنے کے لئے مجبور کیا جائے تو وہ اسلحہ چھوڑ کر گھروں میں بیٹھ جائیں،اگر گھر میں بھی مجبور کئے جانے کا خطرہ ہے تو پھر ایسے پہاڑوں میں بھاگ جائیں جہاں اس گناہ پر انکو کوئی مجبور نہ کر سکے۔یہی حکم بھارتی فوج میں موجود مسلمانوں کے لئے ہے۔بلکہ ہر مسلمان کے لئے یہ حکم عام ہے۔کہ اسلام کی سربلندی کے لئے لڑنے والوں کے مقابلے جنگ نہیں کی جائے گی۔

ستکون فتنة صماء بکماء عمیاء من اشرف لها استشرفت له واشراف اللسان فیه کوقوع السیف. (اخرجه ابوداؤد رقم ۴۲۶۴.والطبرانی فی الاوسط رقم ۸۷۱۷)

ترجمہ: عنقریب ایسا فتنہ ہوگا،جو بہرہ،گونگا،اندھا ہوگا۔جو اسکے قریب آیا یہ اسکو کھینچ لے گا،اس فتنے میں زبان کا کھولنا ایسا ہوگا جیسے تلوار چلانا۔

فائدہ......ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا،یہ ایسا فتنہ ہوگا کہ اس میں حق و باطل کی تمیز نہیں ہوگی،اور نہ نصیحت و خیر خواہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بات کو سنا جائے گا۔
(بحوالہ عون المعبود)

اس حدیث میں جو فتنہ ہے اس میں زبان کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ شاید اس کا مصداق وہ جنگ ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین ہوئی۔اس میں خاموش رہنے کا حکم فرمایا گیا۔دونوں میں سے کسی کے بارے میں برائی نہ کی جائے۔دوسرا احتمال یہ ہے کہ فتنے کے وقت میں کوئی ایسی بات نہ کہی جائے جس سے فتنہ اور زیادہ بھڑکے۔ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوسرے احتمال کو زیادہ مناسب کہا ہے۔جبکہ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے احتمال کو زیادہ راجح بتایا ہے۔

موجودہ دور میں اسکی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔میڈیا نے لوگوں کو ایسا اندھا،بہرہ اور گونگا (ہپناٹائز) کر دیا ہے کہ جو میڈیا کہہ رہا ہوتا ہے لوگ اسکے علاوہ نہ کچھ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔ سوات کی ایک جعلی ویڈیو دکھا کر میڈیا نے لوگوں کو ایسا اندھا اور بہرہ کیا،کہ اکثریت اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ اسلامی سزاؤں کے خلاف زبان درازی کرتی رہی،اور اپنا ایمان تباہ کرتی رہی،نہ کوئی حق سن رہا تھا نہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اسکی ایک اور بڑی واضح مثال لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا مسئلہ ہے۔حکومت نے اس مسئلے کو اس انداز میں عوام کے سامنے پیش کیا کہ لوگ اندھے،بہرے اور گونگے ہو گئے۔اس فتنے میں اس بری طرح پھنسے کہ حق کے مخالف ہو گئے۔اس وقت جو لوگوں کی زبانیں چلیں الامان

الحفیظ۔حتیٰ کہ بہت سی زبانیں معصوم طالبات کے قتل کا سبب بنیں۔لہٰذا ایسے فتنے میں جب لوگوں نے باطل کو حق سمجھ لیا ہو اور ساری زبانیں حق کے خلاف چل رہی ہوں، اور باطل کی تقویت کا سبب بن رہی ہوں، اس وقت زبان کو کھولنا ایسا ہے جیسے ہتھیار چلانا۔آپ اس وقت کو یاد کیجئے کہ لوگ کس طرح اندھے، بہرے اور گونگے ہوگئے تھے، سب کی زبانوں پر صرف وہی بات تھی جو مشرف کے دربارِ شاہی سے بیان کی جاتی تھی۔آج بھی عوام کے جتنے بھی اعتراض جہاد و مجاہدین کے بارے میں ہیں یہ سب اسی دجالی میڈیا نے ذہنوں میں انڈیلے ہیں، اور واقعی لوگوں کو ہپناٹائز (اندھا، بہرہ، گونگا) کیا ہوا ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)

نیز اس بحث سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ ہر فتنہ دوسرے سے مختلف ہے اسی طرح ہر ایک کا علاج وہی ہوگا جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔(واللہ اعلم)

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض فتنوں کے بارے میں اگر چہ یہ فرمایا کہ تم گھر میں بیٹھے رہنا کسی کا ساتھ نہ دینا۔اپنی تلوار کند کر دینا اور کمان توڑ دینا۔

اس حدیث سے مراد وہی صورتِ حال ہے جس کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

کیا یہ مسلمانوں کے آپس کی لڑائی ہے؟

اگر کوئی ان مذکورہ احادیث کو آڑ بنا کر، موجودہ دور میں ایسا کرنا چاہے تو یہ ہرگز درست نہیں۔ مثلاً عراق والے کہیں کہ عراق میں مسلمان مسلمان سے لڑ رہا ہے، لہٰذا یہ فتنہ ہے اور فتنے میں کسی کا ساتھ نہیں دینا چاہئے، یا افغانستان والے کہیں طالبان بھی مسلمان اور کرزئی اور اسکی فوج بھی مسلمان لہٰذا یہ جہاد نہیں ہے یہ فتنہ ہے۔ایسا سوچنا صریح طور پر قرآن واحادیث کی من مانی تشریح کرنا ہے۔کیونکہ قرآن کریم نے واضح طور پر کافروں کی جانب سے لڑنے والوں کو وہی حکم بیان فرمایا ہے جو کافروں کا ہے۔محدثین اور فقہاء نے ایسے لوگوں کے بارے میں انتہائی سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔

آج جو جنگ جاری ہے یہ جنگ کفر واسلام کے مابین ہے۔ہر ذی شعور جانتا ہے کہ امریکہ اور اسکا اتحاد مسلمانوں سے کیا چاہتا ہے۔

لہٰذا ایسے وقت میں اگر کوئی مسلمان، انفرادی طور پر یا جماعت وحکومت کی شکل میں امریکہ کا ساتھ دے رہا ہے اور انکے ساتھ مل کر مسلمانوں سے جنگ کر رہا ہے تو کیا اس کو مسلمانوں کے

مابین جنگ کہا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ ایسے لوگ اگر اپنے سروں پر قرآن کریم بھی اٹھائے پھریں تو انکو وہی حکم ہے جو قرآنِ کریم نے بیان کیا ہے۔

عراق میں نوری المالکی اور اسکی رافضی پولیس امریکہ کا ہراول دستہ بنی، جس نے امریکیوں کے ساتھ مل کر امریکیوں سے بڑھ کر سنی مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے۔ انکا قتلِ عام کیا، کلمہ گو بہنوں اور بیٹیوں کو درندگی کا نشانہ بنایا، نمازیوں کے اوپر مسجدوں کی چھتوں کو گرادیا گیا، املاک لوٹ لی گئیں۔ عالمِ عرب کے علماءِ حق نے امریکیوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر کیا۔ مجاہدین نے جہاد کا آغاز کیا۔ چونکہ نوری المالکی کی فوج امریکہ کا ہراول دستہ ہے لہٰذا پہلے ٹکراؤ انہی سے ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی اسکو یہ کہے کہ یہ مسلمانوں کی آپس کی جنگ ہے اس میں کسی کا ساتھ نہیں دینا چاہیئے، تو یہ بات کس طرح درست ہوسکتی ہے؟ بلکہ شریعت کی رو سے ان کی سزا امریکی کافروں سے بھی زیادہ سخت ہے۔

یہی معاملہ افغانستان میں حامد کرزئی اور اسکی مرتد ملیشیا کا ہے جنھوں نے اللہ کی سرزمین سے اللہ کا نظام مٹا کر دجال کے لشکر کو وہاں لا بٹھایا۔ اسکے بعد طالبان نے امریکہ کے خلاف جہاد کا آغاز کردیا۔ کیا اسکو مسلمانوں کی آپس کی جنگ کہا جائے گا؟ وہ مسلمان کیسے ہوسکتے ہیں جو اللہ کے دین پر راضی نہ ہوئے اور امریکہ کے دین پر راضی ہیں۔ نیز یہ کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں لہٰذا جو حکم امریکیوں کا ہے وہی انکا بھی ہے خواہ وہ نماز پڑھتے ہوں یا لمبی لمبی داڑھیاں رکھتے ہوں۔ قرآن کریم کی واضح آیات اس بارے میں موجود ہیں۔

اسی طرح اگر بھارت میں کوئی مسلمان جماعت، بھارتی فوج کے ساتھ ملکر مجاہدین سے جنگ کرتی ہے، تو اسکا حکم بھی ہندو کافروں جیسا ہی ہوگا۔ اسکو مسلمانوں کی آپس کی جنگ نہیں کہا جائے گا بلکہ یہ کہا جائے گا کہ ایک طرف اہلِ حق ہیں دوسری جانب اسلام کے دشمن کفار اور انکے بھائی منافق، جو کافروں کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

اس بات کو عقل بھی تسلیم نہیں کرتی کہ مسلمانوں کے مابین ہونے والی ہر قسم کی جنگ کو فتنہ کہہ دیا جائے اور تلواریں کمانیں توڑ کر اس سے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔ اگر ایسا ہوتا، تو یہودی اس کا خوب فائدہ اٹھاتے۔ وہ مسلمانوں جیسے نام رکھتے اور سارے عالمِ اسلام پر حملہ آور ہوکر مسلمانوں کے بچے بچے کو قتل کرتے رہتے، (نعوذ باللہ) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر حملہ کرتے اور یہ حدیثیں بڑے بڑے بینروں پر لکھ کر اپنے ساتھ لے کر چلتے، اگر کوئی مسلمان ان سے مزاحمت کرتا تو اسکو یہ حدیث سناتے کہ جب مسلمان آپس میں لڑیں تو کسی کا ساتھ نہ دو۔ اس

طرح خود تو مسلمانوں کو نیست و نابود کرتے رہتے اور اپنے خلاف اٹھنے والوں کو حدیثیں سنا کر بیٹھا دیا کرتے۔ بلکہ یہ خدمت انکی جانب سے سرکاری علماء و مشائخ انجام دیتے۔

کیا حق و باطل واضح نہیں؟

بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا، کون حق ہے اور کون باطل؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں کے بھید اور کھوٹ کو جاننے والے ہیں۔ ہم جیسے سیاہ کار جو سینے میں ایک ایسا دل لئے پھرتے ہیں، جو نفاق میں لت پت ہے، اسکے باوجود ہمیں بال کے برابر بھی اس جنگ کے بارے میں شک و ابہام نہیں ہے، کہ امریکہ اور اسکے اتحادی مسلمانوں اور عالمِ اسلام سے کیا چاہتے ہیں؟ آئندہ انکے کیا ارادے ہیں؟ پاکستان کے بارے میں انکی کیا سوچ ہے؟ یہاں کون کون سے طبقات اور مکاتبِ فکر انکے ساتھ کھڑے ہونگے؟ کون بلیک واٹر کی صفوں میں کھڑا ہوگا اور کون دیوانے پاکستان اور اسلام کے دفاع کے لئے سروں کی فصلیں کٹوا رہے ہونگے؟ کراچی، لاہور، پشاور، کوئٹہ میں مسلمانوں کے محلوں پر حملہ کرنے امریکیوں کے ساتھ کون آئیں گے؟ اور کون اپنے مسلمان بھائی بہنوں کی خاطر گلیوں میں خون میں نہاتے، نہلاتے، تڑپتے تڑپاتے جامِ شہادت نوش کر رہے ہونگے۔ اس جنگ سے زیادہ واضح جنگ اور کب ہوگی؟ اگر اس جنگ میں بھی ابہام ہے تو پھر امام مہدی کے وقت میں کیا ہوگا جب انکے مقابلے میں سفیانی کا لشکر ہوگا جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہوگا بلکہ کسی وقت میں مساجد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہوگا؟ اسکے ساتھ یقیناً سرکاری علماء و مشائخ بھی ہونگے جو سروں پر قرآن اٹھائے، سیدنا حضرتِ مہدی کو ''دہشت گرد، شر پسند، امیر المؤمنین کا باغی'' اور نہ جانے کیا کیا کہتے ہونگے۔

تمام فتنوں کا بہترین حل

قرآن و احادیث سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ فتنے جس قسم کے بھی ہوں، ان کا بہترین حل اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرنا ہے۔ کیونکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت حق کی خاطر قیامت تک قتال کرتی رہے گی۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

عن عمران بن حصين قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تزال طائفة من امتى يقاتلون على الحق ظاهرين علىٰ من ناوأهم حتىٰ يقاتل آخرهم المسيح الدجال. (رواه ابو داؤد بسند صحيح)

ترجمہ: میری امت کی ایک جماعت حق کے دفاع کے لئے قتال کرتی رہے گی، جس نے

ان سے دشمنی کی یہ اس پر غالب رہیں گے، یہاں تک کہ ان (مجاہدین) کی آخری جماعت دجال سے قتال کرے گی۔

لہٰذا جیسا بھی پرفتن دور ہو، ان سے بچنے کا بہترین حل قتال فی سبیل اللہ ہے۔ اس میں فتنوں سے نجات کے ساتھ ساتھ، درجات کی بلندی بھی ہے۔ جو پہاڑوں میں بھاگ جانے والے سے زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ تاریخِ انسانی کے خطرناک فتنے، فتنہ دجال کے وقت بھی وہی مجاہدین سب سے افضل ہونگے جو میدانِ قتال میں ڈٹے ہونگے۔

حکمِ جہاد

لہٰذا اس دور میں کافروں کے خلاف پرچمِ جہاد بلند کرنا ہر مسلمان پر اسی طرح فرض ہے جیسے نماز۔ ہر ایک کو اس جنگ میں شریک ہونا ہوگا۔ خواہ خود جہاد میں نکلے یا مال سے مجاہدین کی مدد کرے یا لوگوں کو انکی مدد و نصرت پر تیار کرے۔ جو گھر میں بیٹھا رہا وہ عنداللہ سخت مجرم ہوگا۔ ایسے شخص کو پاکستان کی آنے والی نسلیں بھی معاف نہیں کریں گی۔ کیونکہ انھوں نے امریکہ کو پاکستان پر حملہ آور ہوتا ہوا دیکھ کر بھی اپنے دینِ اسلام کے دفاع کے لئے کچھ نہ کیا اور ہاتھ پے ہاتھ دھرے، اسی انتظار میں رہے کہ سرکاری مفتی یا درباری علماء و مشائخ جہاد کا اعلان کریں، پھر جا کر یہ جہاد کریں۔

جہاد چھوڑ کر کسی اور کام میں مشغول ہونا

قال رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أنارسول الرحمة وانا رسول الملحمة ان اللہ بعثنی بالجهاد ولم يبعثنی بالزرع (الحكم الجديرة باالاذاعة ابن رجب حنبلی رحمة اللّٰہ عليه)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں رسولِ رحمت ہوں اور میں گھمسان کی جنگوں والا نبی ہوں۔ بلاشبہ اللہ نے مجھے جہاد دیکر بھیجا ہے اور مجھے کھیتی باڑی دے کر نہیں بھیجا۔

وخرج البغوی فی معجمه '' ان اللہ بعثنی بالهدیٰ ودين الحق ولم يجعلنی زراعا ولا تاجرا ولا سخابا بالاسواق وجعل رزقی تحت ظل رمحی''

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نے مجھے ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے۔ اور مجھے نہ تو کھیتی باڑی کرنے والا بنا کر بھیجا اور نہ تاجر اور نہ بازاروں میں آوازیں لگانے والا۔ اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھ دیا گیا ہے۔

ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی جنھوں نے جہاد چھوڑ دیا اور دولت کمانے میں مصروف ہو گئے۔انکے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ ۔کہ خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو پہلے جہاد میں لگے ہوئے تھے۔پھر کچھ وقت ملا تو کہنے لگے کہ اب اپنی زمینوں کی بھی ذرا دیکھ بھال کر لیں۔اس پر تنبیہ آئی کہ جہاد چھوڑ نا تمہاری ہلاکت ہے۔(الحکم الجدیرۃ بالاذاعۃ ابن رجب حنبلیرحمۃاللّٰہ علیہ)

ابوداؤد کی روایت ہے **اذا تبایعتم بالعینۃ واتبعتم اذناب البقر وترکتم الجھاد سلط اللہ علیکم ذلا لا ینزعہ اللہ من رقابکم حتیٰ تراجعوا دینکم**

ترجمہ: جب تم عینہ (ایک قسم کی بیع) کا کاروبار کرنے لگو گے اور گائیوں کی دموں کے پیچھے ہولو گے،اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دینگے جو اللہ تمہاری گردن سے اس وقت تک نہیں دور کریں گے جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہیں لوٹ آتے۔

فائدہ......اسکا مطلب یہ ہے کہ جب تم حرام کاروبار میں لگ جاؤ گے اور جہاد چھوڑ کر کھیتی باڑی میں مشغول ہو جاؤ گے، جہاد چھوڑنے کے نتیجے میں کافر تم پر غالب آجائیں گے اور تم پر ذلت مسلط ہو جائے گی، یہ ذلت اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک پھر جہاد کی طرف نہ لوٹ آؤ۔

ایسا ہر دور میں دیکھا جا سکتا ہے۔کافر مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں۔پھر جب مسلمان جہاد کا علم بلند کرتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد سے،کافروں پر رعب طاری ہو جاتا ہے۔پھر وہی کافر جو کل تک مسلمانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح مسلتے تھے،خود کو خدا کا درجہ دیتے تھے، جہاد کی برکت سے اللہ تعالیٰ انکے غرور کو خاک میں ملا دیتے ہیں، ذلیل وخوار ہو کر اور اپنی طاقت کا جنازہ اٹھا کر جاتے ہیں۔

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' مسلمان جب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں) شام آئے۔ان سے''الحولۃ'' کی کھیتی کا تذکرہ کسی نے کیا چنانچہ انہوں نے اسکی کاشت کی۔یہ خبر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے قاصد بھیجا۔جب قاصد شام پہنچا تو کھیتی پک کر تیار ہو چکی تھی۔

اس قاصد نے آکر تمام کھیتی کو آگ لگا دی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکو لکھ کر بھیجا: **ان اللہ جعل ارزاق ھٰذہ الامۃ فی أسنۃ رماحھا وتحت أزجتھا**۔ (خرجہ اسد ابن موسیٰ)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے اس امت کا رزق نیزے کی نوک اور اسکے نچلے حصے میں رکھا

ہے۔(الحکم الجدیرۃ بالاذاعۃ ابن رجب حنبلی رحمۃاللّٰہ علیہ)......اور بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھ کر بھیجا کہ جس نے کھیتی باڑی کی اور گائیوں کی دموں کے پیچھے لگا اور اسی پر راضی ہو گیا اور مستقل اسی کو اختیار کر لیا میں اس پر جزیہ عائد کر دونگا۔(الحکم الجدیرۃ بالاذاعۃ ابن رجب حنبلیرحمۃاللّٰہ علیہ)......اور کسی سے کہا گیا کہ آپ اپنے بال بچوں کے لئے زراعت کیوں نہیں اختیار کر لیتے؟ انھوں نے جواب دیا ''اللہ کی قسم ہم کسان بن کر اس دنیا میں نہیں آئے بلکہ ہم اس لئے آئے ہیں کہ (جہاد کے اندر) کافر کسانوں کو قتل کر کے انکی زراعت میں سے کھائیں۔''(الحکم الجدیرۃ بالاذاعۃ ابن رجب حنبلیرحمۃاللّٰہ علیہ)

حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ یہ احادیث و آثار نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ایک مؤمن کی مکمل حالت یہ ہے کہ اسکا مشغلہ ہی اللہ کی اطاعت اور جہاد فی سبیل اللہ ہو۔ جو اللہ کی اطاعت میں مشغول ہو جائے اسکے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ لے لیتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث ہے ''جس نے دنیا کی فکر کو اپنا غم بنا لیا اللہ تعالیٰ اسکے تمام امور خراب کر دینگے اور فقر کو اسکی آنکھوں کے سامنے کر دینگے۔ اور دنیا تو اسکو اتنی ہی ملے گی جتنی لکھی جا چکی۔ اور جسکی نیت آخرت کی ہو گی اور اسکے معاملے کو آسان فرما دینگے۔ اور اسکے دل میں غنا پیدا فرما دینگے اور دنیا خود چل کر اسکے پاس آئے گی۔(مسند احمد، ابن ماجہ)

ان آثار کا یہ مطلب ہے کہ مجاہدین کو جہاد چھوڑ کر کھیتی باڑی یا کاروبار میں نہیں مشغول ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس سے جہاد کمزور ہو گا۔ رہا رزق کا مسئلہ تو اللہ تعالیٰ اسی جہاد کے ذریعے مجاہدین کو پاک و حلال رزق عطا فرمائیں گے۔ نیز عام مسلمان کو بھی کھیتی باڑی یا کاروبار میں پھنس کر جہاد سے دور نہیں رہنا چاہئے۔ کیونکہ جہاد چھوڑنے میں تمام مسلمانوں کا نقصان ہے۔ جیسا کہ آج صورتِ حال ہے۔ مسلمانوں کے تمام وسائل پر یہود و ہنود کا قبضہ ہے۔ تمام مسلم ممالک کی عوام کو انھوں نے اپنے سودی نظام میں جکڑ رکھا ہے۔ مسلمان دنیا کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور دنیا ہاتھ آ کے نہیں دیتی۔ ہر آنے والا دن کاروبار اور کھیتی کے لئے بری خبر لاتا ہے۔ یہ اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک اپنا حق حاصل کرنے کے لئے امریکہ اور عالمی اداروں سے جہاد نہ کریں۔ وہ اپنی بات طاقت کے زور پر منواتے ہیں۔ سو ہمیں بھی جہاد کی قوت کے ذریعے اپنے دین، اپنے وسائل اور اپنے لوگوں کی عزت کا دفاع کرنا ہو گا۔ ہم جہاد کرینگے تو اللہ ان ہندوؤں اور یہودیوں کے سونے اور ہیروں سے بھرے محلات ہمارے قدموں میں ڈال دینگے۔ پھر ہمارے وسائل کو کوئی

اونے پونے لوٹ کر بھاگ نہیں پائے گا۔ نہ کوئی جارج سوریس ہوگا جو اپنا پیسہ نکال کر لیجائے اور دو دن میں کئی مسلم ممالک کی معیشت کی چولیں ہلا جائے۔ اس وقت کا آپ تصور کریں جب عالمی بینکرز راک فیلرز، روتھ شیلڈ، جے پی مارگن جیسے یہودیوں کی تمام دولت مجاہدین کو مالِ غنیمت میں ملے گی تمام دنیا کا سونا جوان سودخوروں نے اپنے قبضے میں کیا ہوا ہے عام مسلمانوں میں تقسیم کردیا جائے گا۔ جبکہ جہاد کے بغیر یہی ہوتا رہے گا کہ یہ خیر امت اپنے بچوں کے منھ سے لقمہ چھین کر ان سودخوروں کو سود ہی ادا کرتی رہے گی اور سود ادا کرتے کرتے ہی اس دنیا سے رخصت ہوجائے گی۔ تاجر اپنی محنت کی کمائی ان کو دیتا ہے، کسان خون پسینہ بہاتا ہے لیکن ...... اپنے بچوں کا پیٹ بھی نہیں بھر پاتا۔

دوسرا باب

تاریخ اسلام اور راہِ وفا کے مسافر

ستیزہ کار رہا ہے ازل تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ، یہودی سازشیں یقیناً بہت خطرناک تھیں ۔ دنیا کا کوئی اور مذہب اسکا ایک حصہ بھی برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ عیسائیت کو ہی لے لیجئے کہ سینٹ پال کے ایک خواب نے ہی ساری عیسائیت کا وجود جڑوں سے اکھاڑ پھینکا تھا۔ جبکہ عالمِ اسلام کے خلاف ہونے والی سازشیں، انتہائی مہلک و تباہ کن تھیں ۔تہہ درتہہ، پراسراریت کے دبیز پردوں میں چھپی، دجل وفریب کے لبادے اوڑھے، معصومیت کا غازہ چہرے پر سجائے، مسلسل دین حنیف کے وجود پر یلغار کرتی آرہی ہیں۔ انکی وسعت و گہرائی کا اندازہ اس موضوع پر لکھی جانے والی ضخیم کتابوں سے لگایا جاسکتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں دشمنانِ اسلام نے نسل درنسل محنت کی ہے......اپنے شیطانی مشن کے لئے دن رات ایک کئے ہیں......لیکن انکی زندگی......غداری، مکاری، عہد شکنی اور دھوکہ دہی سے بھری پڑی ہے......انکی قربانیوں نے یہودی دنیا کو بیشک بہت کامیابیاں دلائی ہوں، لیکن......انکے کردار کی کمزوری......اخلاق کی پستی......اور شیطانی مشن نے انکی تاریخ کو اتنا متعفن کیا ہے کہ ساری دنیا اسکی بدبو سے کراہت محسوس کررہی ہے۔

جبکہ انکے مقابلے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام......عہد و وفا......امانت وصداقت اور وفا شعاری کی ایسی حسین تاریخ رقم کر کے گئے ،جس پر صرف مسلمان ہی نہیں ساری انسانیت فخر کرسکتی ہے۔ انکے کردار کی بلندی......اعلیٰ اخلاق......اور انسانیت کی فلاح وکامیابی کے مشن نے انکی سیرت کو ایسا معطر کیا ہے کہ محسوس کرنے والے آج بھی اسکی خوشبوئیں محسوس کرتے ہیں۔

جہاں تک کامیابی و ناکامی کا تعلق ہے تو اس میں بھی اولیاء اللہ (اللہ کے دوست)اولیاء الشیطان پر غالب ہی رہے ہیں۔ اگر چہ وقتی کامیابی اولیاء الشیطان کو حاصل ہوتی رہی ،لیکن وہ اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہے۔

اس دین کا صحیح حالت میں باقی رہنا، اس کے حق و سچ ہونے کی دلیل ہے۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس دین کو اسکی اصل حالت پر باقی رکھنے کے انتظامات فرمائے۔ اسلام دشمن قوتوں کی جانب سے ہونے والی یلغاروں سے دفاع کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہاد کے فریضے کو قیامت تک باقی رکھنے کا انتظام فرمایا۔ وقت کے ساتھ اس دین پر پڑنے والے غبار کو صاف کرکے، اس کا چہرہ نکھارنے کے لئے، یہ انتظام فرمایا کہ ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد ہو جو اس دین کو شرک و بدعات اور رسومات و خرافات سے پاک کر کے اسی حالت پر لوٹا دے، جس پر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر گئے تھے۔

اس دین کو اسی اصل حالت پر باقی رکھنے کے لئے ہر دور میں ایک ایسی جماعت موجود رہے گی، جو اس حق کے لئے اپنی جانیں دینے سے بھی دریغ نہیں کریگی۔ حق کو بچانے کے لئے انکو جان دینی پڑے تو دیدیں گے اور جان دیکر مسلمانوں کو یہ بتادیں گے کہ حق کیا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے: **عن جابر بن عبد اللہ یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الیٰ یوم القیامة قال فینزل عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فیقول امیرھم تعال صل بنا فیقول لا ان بعضکم علیٰ بعض امراء تکرمة اللہ ھٰذہ الامة** (صحیح مسلم باب نزول عیسی بن مریم حاکما)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت کی ایک جماعت حق کی خاطر قتال کرتی رہے گی، قیامت تک غالب رہے گی۔ فرمایا پھر عیسی بن مریم علیہ السلام تشریف لائیں گے، مسلمانوں کے امیر کہیں گے آیئے! آپ ہمیں نماز پڑھایئے۔ عیسیٰ بن مریم فرمائیں گے۔ نہیں۔ تم ایک دوسرے پر امیر ہو، اس امت پر اللہ کے شرف کے طور پر۔

عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین علیٰ من ناواھم حتیٰ یقاتل آخرھم المسیح الدجال. (ابو داؤد. مسند احمد. مستدرک حاکم وقال صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ. وافقه الذھبی فی تلخیصه)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی ایک جماعت حق کی خاطر قتال کرتی رہے گی، جو اسکی مخالفت کریگا اس پر

غالب آئے گی، یہاں تک کہ اس جماعت کے آخری لوگ دجال سے قتال کرینگے۔

عن بن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:اذا هلك اهل الشام فلا خير في امتي.ولا تزال طائفة من امتي يقاتلون على الحق ظاهرين لا يبالون من خالفهم او خذلان من خذلهم حتى ياتي امر الله.الحديث (كنز العمال ۳۸۲۳۳.ابن عساكر)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہلِ شام ہلاک ہو جائیں تو پھر میرے امت میں خیر نہیں ہے۔اور میری امت کی ایک جماعت حق کی خاطر قتال کرتی رہے گی، غالب رہے گی، وہ مخالفت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرینگے، اور نہ کسی چھوڑنے والے کے چھوڑنے کی پروا کرینگے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے اور وہ اسی حالت میں ہونگے۔

غالب رہنے کا مطلب

ان احادیث میں قیامت تک قتال کرنے والی جماعت کے بارے میں زبانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پیشن گوئی کی گئی ہے وہ اپنے مخالفین پر غالب رہے گی۔

کیا اس غالب رہنے سے مراد ظاہری غالب رہنا ہے۔یعنی قتال کے اندر فاتح ہونا؟ یا کچھ اور؟

اس غالب رہنے سے مراد یہ ہے کہ وہ جس حق کی خاطر قتال کریں گے اس حق کو ہر حال میں بچا جائیں گے۔ممکن ہے اس میں انکو ظاہری فتح بھی مل جائے۔لیکن اگر ظاہری طور پر قتال کے میدان میں فاتح نہ بن سکیں بلکہ سارے کے سارے شہید ہو جائیں اس صورت میں بھی اپنے دشمن پر غالب رہیں گے۔جس حق کے لئے اٹھے تھے اس کو حق ثابت کر جائیں گے۔انکے دشمن انکے ہوتے ہوئے باطل کو حق نہیں بنا سکتے۔جس طرح دیگر ادیان کے ساتھ ہوا۔یہ دیوانے باطل کے طوفانوں کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو جائیں گے۔اور طوفانوں کا رخ موڑ دینگے۔کبھی بچ بھی سکتے ہیں اور ڈوب بھی جائیں تب بھی حق تک اس طوفان کو پہنچنے نہیں دینگے۔ایسے ہی دیوانوں کے بارے میں شاعر نے کہا ہے:

ہم کیسے تیراک رہے ہیں پوچھو ساحل والوں سے
خود تو ڈوب گئے لیکن رخ موڑ دیا طوفانوں کا

چنانچہ آپ دیکھیں گے یہ دیوانے تاریخ اسلام کے افق پر جگہ جگہ جھلملاتے ستاروں کے

مانند چمک رہے ہیں۔ اور اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے کے مصداق آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ ایسے ہی نفوسِ قدسیہ سے تاریخ اسلام کو رونق ملی ہے جو اپنے خونِ جگر سے اس مبارک درخت کی آبیاری کرتے رہے ہیں۔ مسلم معاشرے میں خرابیوں کے باوجود، اسلام کا اصل چہرہ، صاف و شفاف ہے۔ پے در پے حملوں، اندرونی و بیرونی یلغاروں اور اسلام کا لبادہ اوڑھے منافقوں کی منافقت کے باوجود، چودہ صدیاں گذر جانے کے بعد بھی، چودھویں کے چاند کے مانند دمک رہا ہے۔

اسلاف کی یادیں

اس وقت جب کہ کڑاکے کی سردی ہڈیوں تک میں گھس رہی ہے..... مصلحت کی چادر ہی نہیں کمبل اوڑھنے کے باوجود، جسم پر کپکپی طاری ہے...... آنے والا ہوا کا ہر جھونکا، رگوں میں رینگتے لہو کی رفتار کو اور ہلکا کر دیتا ہے...... ارد گرد کا مانوس ماحول کتنا اجنبی لگنے لگا ہے کہ کوئی مانوس آواز سنائی ہی نہیں دیتی...... کبھی اپنوں کی آوازیں آتی بھی ہیں تو تہہ در تہہ مصلحتوں کے غلاف میں لپٹی کہ مفہوم بھی سمجھنا مشکل ہوتا ہے......

ایسے وقت میں جی چاہتا ہے کہ دلوں کو اسلاف کی یادوں سے ہی گرمایا جائے...... کچھ تذکرے ماضی کے ہی سہی، مبادا سست پڑتا دورانِ خون کہیں منجمد ہی نہ ہو جائے......

آج ان نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ ہو جائے جو اندھیری راتوں میں، اپنی خواہشات، آرزوئیں، تمنائیں اور ارمانوں کے چراغ جلا کر قافلۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کرتے رہے...... آندھیاں چلیں اور چراغ ٹمٹمانے لگے تو...... انھوں نے اپنا لہو اس میں جلانا شروع کر دیا...... اس کی لو کو مدھم نہیں ہونے دیا...... قطرہ قطرہ لہو، اس میں نچوڑتے رہے...... یہاں تک کہ خونِ جگر بھی ان چراغوں کی نظر کر گئے......

ان پاک ہستیوں کا ذکر، جنکے تذکرے اہلِ دل کی دنیا میں ولولے پیدا کرتے ہیں...... شاید آج پھر انکی روشن تاریخ پڑھ کر ان عزیمت کے راستوں پر قدم رکھ لیں...... اور وہ جو سہمے سہمے...... دُبکے دُبکے...... گھٹی گھٹی سانسیں لے کر جی رہے ہیں...... انھیں یاد آجائے کہ انکے اسلاف کی زندگی کیسے گذری ہے۔ باطل کے ساتھ انکا کیا معاملہ رہا ہے۔ یہ تذکرے انکے لئے بھی ہیں جو عزیمت کے راستوں پر قدم رکھ چکے...... لیکن مڑ کر دیکھتے ہیں تو سوادِ امت کہیں اور ہی کھڑے نظر آتے ہیں...... انکے حوصلوں کو تقویت ملے...... راہِ حق کے مسافروں کو معلوم ہو کہ

عزیمت کے راستوں پر چلنے والوں کی تاریخ کیسی تابندہ ہے......کہ انہی سے اندھیر وتاریکی، روشنی کی کرنیں ادھار مانگتی رہی ہے......غلاموں کو حریت کا سبق انہی مکتبوں سے ملتا ہے......اور حریت پسندوں کو نہ جھکنے کے حوصلے انہی نفوسِ قدسیہ سے ملے ہیں......

یہ بزرگ ہستیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہیں جنھوں نے یک وتنہا....دنیا کی تمام شیطانی قوتوں کا بیک وقت مقابلہ کیا اور دینِ حنیف کو اسی حال پر قائم رکھا جس پر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو چھوڑ کر گئے تھے......نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے باطل کے سامنے نہ جھکنے کی کچھ ایسی ریت ڈالی کہ عاشقانِ رسول نے پھر کبھی اس مسئلے میں عقل وخرد کی سن کر ہی نہ دی......چنانچہ کوئی صرف ایک فقہی مسئلے کی خاطر کوڑوں کی ضربوں پر رکھا گیا......تو کسی نے حکمرانِ وقت کے خلاف خروج کرنے والوں کی مدد کر کے قید وزندان کی صعوبتوں کو اپنے لئے پسند کیا......اور اسی قید سے جنت کی وسعتوں کی جانب محوِ پرواز ہوئے۔کسی نے امت کے عقیدے کی حفاظت کے لئے چمڑی ادھڑوائی......تو کوئی نوک خنجر پے رقص کرتا بلندیوں کی جانب پرواز کر گیا......کسی کو انگارہ ہوتی، سلگتی سلاخوں میں پرویا گیا تو کسی کو تانبے اور لوہے کے خول میں زندہ پیوست کر دیا گیا......کوئی شہروں سے اٹھا اور پہاڑوں، ندی نالوں اور وادیوں کو اپنے خون سے رنگا رنگ کر گیا......ایک شیخ اپنے تمام مریدوں......کل سرمایہ حیات......کو لیکر دنیا کی اس طاقت کی سامنے جا کھڑا ہوا جسکی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا......مرید بھی کیسے......کہ انکے بغیر برِ صغیر علمی یتیم ہی رہ جاتا......خانقاہوں اور مدارس سے اٹھے اور میدانِ جہاد میں نکلے تو رن کانپ اٹھا......فضاؤں کی سانسیں رک گئیں......عالم سکتے میں آ گیا......کہ اگر یہ جماعت ہی شہید ہوگئی تو برِ صغیر میں دین کون پڑھائے گا......تفسیر وحدیث..فتاوی وفقہ......کون سکھائے گا......کسی نے ایک مہمان کی خاطر تخت وتاج......امارت وسلطنت کو لات مار کر، سنگلاخ پہاڑوں میں آبلہ پائی کو ترجیح دی......تو کسی نے شہزادگی کی زندگی کو چھوڑ کر......''غربت'' کو اختیار کیا......

ان نفوسِ قدسیہ کے شعبے اور میدانِ کار بلاشبہ الگ الگ رہے لیکن ایک بات ان سب میں مشترک پائیں گے......وہ ہے......حق کو بیان کرنے یا حق پر عمل کرنے میں کسی ڈر وخوف کی پروا نہ کرنا، باطل کو باطل کہنے میں کسی مصلحت کو قریب نہیں پھٹکنے دینا......اپنی خواہشات خواہ دینی ہوں یا دنیاوی......ان پر اللہ کی رضا کو ترجیح دینا......اللہ کی رضا اگر ساری ساری رات حدیث پڑھانے میں تھی تو آنکھ جھپکائے بغیر قال اللہ قال الرسول سے ابلیس وشیاطین کے دلوں پر چرکے لگاتے رہے......اور اگر اللہ کی رضا مسندِ درس چھوڑ کر قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنے،

زہر پینے، یا تختۂ دار کو چوم لینے میں ہوئی تو بڑھ بڑھ کر اس رضا کے حصول میں کوشاں ہو گئے......
فقہ پڑھاتے رہے.....قرآن وسنت سے مسائل کا استنباط کرتے رہے.....لیکن اس فقہ کو کتابوں تک محدود نہیں رکھا بلکہ جسم کی کھال اتروا کر.....ان مسائل پر عمل کرنے کا طریقہ اپنے مقلدین کو سمجھا گئے......

اہل اللہ تھے کہ خلقِ خدا امڈ امڈ آتی تھی.....ویران دلوں کو ذکر اللہ سے آباد کرتے.....دل کے نہاخانوں میں چھپی دنیا کی محبت کو ایسا کھرچ کر پھینکتے کہ بندہ فکرِ آخرت میں ہی ڈوبا رہتا.....سینوں کو بتوں (غیر اللہ) کی محبت سے پاک کر کے ان میں توحید کی امانت بھرتے، جس سے بندہ صرف اپنے رب ہی کا ہو رہتا۔ محبت کے سمندر میں محبوبِ حقیقی سے ملاقات کا شوق کچھ اس طرح موجیں مارتا کہ وصال کی طلب میں محبوب کے دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہی چلے جاتے۔

ان خانقاہوں میں بیٹھنے والوں کی جرأت و بہادری اس درجے کی ہوتی کہ حکمرانِ وقت ہل کر رہ جاتے.....حکمرانوں کو خیر کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے میں، کبھی مصلحت کو حکمتِ عملی کی چادر نہیں اوڑھائی۔ بلکہ شانِ بے نیازی کیساتھ حق کو بیان کرتے رہے۔

طوفان یہاں تھم جاتے ہیں کہسار یہاں دب جاتے ہیں
اس کاخِ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں

اہلِ عزیمت کا تذکرہ اس لئے بھی برمحل ہے کہ حضرتِ مہدی کے دوست وہی جواں ہمت بن پائیں گے جو عزیمت کے پرخار اور برف سے اٹے راستوں کے راہی ہونگے۔ دینِ حق کے لئے انھوں نے اپنے اپنے میدانوں میں انگاروں پر چل کر دین کا حق ادا کیا ہوگا.....حضرتِ مہدی کو پالینے اور قافلۂ حق میں شامل ہو جانے کی تڑپ میں نہ جانے کتنے خون کے دریا اور آنسوؤں کے سمندر عبور کئے ہونگے......

اسلاف کی تاریخ پڑھیئے اور اپنے اس موجودہ دور کو دیکھیئے۔ فتنوں، سازشوں اور دشمن کی یلغاروں کی شدت دیکھیئے.....کہ بڑے بڑے مضبوط ستون جڑوں سے اکھڑے چلے جاتے ہیں.....عام چراغوں کی کیا بساط.....اس بلا کا طوفان ہے کہ روشنی کے مینارے بھی کسی بڑھیا کے ٹمٹماتے چراغ لگنے لگے ہیں.....نو آزمودا اور اناڑی ملاحوں کا کیا ذکر..... جہاندیدہ اور دنیا بھر کا تجربہ رکھنے والے ملاح بھی چپو چھوڑ کر طوفان کے تھم جانے کا انتظار کر رہے ہیں......

ایسے وقت میں کچھ دیوانے ہیں جنھوں نے عزم کیا ہے کہ اس طوفان کے سینے پر سوار ہو کر منزل پر پہنچا جائے گا.....جنھوں نے اس بات سے انکار کر دیا ہے کہ شمعِ نبوت تک کسی سرکش

طوفان کو پہنچنے دیا جائے......انکے سینوں میں ابھرتا طوفان باطل کے ہر طوفان سے ٹکرا کر ان کا رخ موڑنے کا ارادہ کر چکا ہے، خواہ انکو ڈوبنا پڑے......

اہلِ حق کے قافلے کے یہ اللہ والے......شمع اسلام کی حفاظت کے لئے، رات بھر اس کی لو میں اپنی آہیں اور سسکیاں جلا رہے ہیں......اندھیرے جب بڑھنے لگتے ہیں......تاریکیاں گہری ہو جاتی ہیں تو یہ اپنی خواہشات و تمنائیں اس کی نظر کر کے اسکی لو کو بڑھاتے ہیں۔ آج اس امت کی لغت میں، غیرت و حمیت، صدق و وفا اور ایثار و قربانی جیسے الفاظ، انہی کے دم سے باقی ہیں۔

یہ سب کچھ کمسنی کی عمر میں......یا عہدِ شباب میں......یا ڈھلتی جوانی میں......کس کے لئے؟ کوئی کہاں سے آیا کوئی کہاں سے......نہ علاقہ ایک نہ زبان......صرف اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے......اس امت کی عظمتِ رفتہ واپس دلانے کے لئے......اسلام کے دشمنوں سے مسلمانوں کا دفاع کرنے کے لئے......لہٰذا ہمیں سوچنا ہوگا کہ انکے ساتھ ہمارا رویہ کیسا ہے؟ ہمیں سوچنا ہوگا کہ اب تک ہم انکے ساتھ رہے یا انکے دشمنوں کے ساتھ......انکو خوشی پہنچائی یا زخم ہی دیتے رہے۔

ہمیں چاہئے کہ ماضی کے نفوسِ قدسیہ کی طرح دلوں میں انکی عظمت پیدا کریں......تاریکی کے سمندروں میں ڈوبے رہنے کے بجائے، ان سے اجالے قرض مانگیں......ہمت جواب دے گئی ہے تو، حوصلے ادھار لے لیں۔ وسوسوں، شکوک و شبہات اور بے یقینی کی گھٹاؤں نے آگھیرا ہے تو، یقینِ محکم اور ایمانی بصیرت ان سے حاصل کر لیں......اگر قویٰ مضمحل ہو گئے اور عزم معدوم تو ان سینوں سے سینے ملا لیجئے، جن میں عزمِ مصمم، عملِ پیہم اور کوندتی چمکتی، بجلیاں بھری ہیں۔

◆◆◆

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ.........حق گوئی و بے باکی

آئینِ جوان مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو بھاتی نہیں روباہی

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپکی والدہ، امّ المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں۔ چنانچہ جب کبھی کسی کام سے آپ کی والدہ گھر سے باہر جاتیں تو امّ المؤمنین آپ کو اپنی گود میں لے کر بہلاتی رہتیں۔ اور اپنا دودھ بھی دیتیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرتِ ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کو باہر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس بھیج دیتیں۔ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم آپ کو گود میں اٹھاتے اور آپ کے لئے دعا کرتے۔

ایک مرتبہ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو گود میں لیا اور آپ کے لئے دعا کی: **اللّٰھم فقھہ فی الدین وحببہ الی الناس** (اے اللہ! اس (بچے) کو دین کی سمجھ عطا فرمایئے اور انھیں لوگوں کا محبوب بنا دیجئے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج:۴، ص:۵۶۵)

یہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کی دعائیں اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پرورش کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو علم کے خزانے، فصاحت و بلاغت، حق گوئی و بیباکی اور دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائی۔ آپ نے معاشرے میں پیدا ہونے والی خرابیوں کو محسوس کیا۔ نفاق، جو مسلم سوسائٹی کو گھن کی طرح چاٹ جاتا ہے، اسکو کھول کر بیان کیا۔ اپنے مواعظ میں منافقین پر تابڑ توڑ حملے کرتے، حق کہنے میں کسی خوف کو خاطر میں نہ لاتے۔ حجاج بن یوسف جیسے سفاک کے سامنے بغیر کسی لگی لپٹی کے حق بات کہتے۔ ایک موقع پر فرمایا'' خدا کی شان اس امت پر کیسے کیسے منافق غالب آ گئے ہیں، جو پرلے درجے کے خود غرض ہیں۔

اہلِ زمانہ پر تبصرہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''ہائے افسوس! لوگوں کو امیدوں اور خیالی منصوبوں نے غارت کیا۔ زبانی باتیں ہیں عمل کا نام و نشان نہیں۔ علم ہے مگر (اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے) صبر نہیں ایمان ہے مگر یقین

سے خالی، آدمی بہت نظر آتے ہیں مگر دماغ نایاب، آنے جانے والوں کا شور ہے مگر ایک بندۂ خدا ایسا نظر نہیں آتا جس سے دل لگے، لوگ داخل ہوئے اور نکل گئے، انھوں نے سب کچھ جان لیا پھر مکر گئے، انھوں نے پہلے حرام کیا پھر اسی کو حلال کرلیا، تمہارا دین کیا ہے؟ زبان کا ایک چٹخارہ۔ اگر پوچھا جاتا ہے کہ کیا تم روزِ حساب پر ایمان رکھتے ہو؟ تو جواب ملتا ہے کہ ہاں ہاں۔

زمانہ آج پھر کسی حسن بصری کا منتظر ہے۔ جو منافقین اور ان میں چھپے نفاق کی نشاندہی کر سکے۔ حرم میں طواف کرتے، بیت اللہ کے اندر گھستے، اور پکا سچا مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے نفاق سے بھرے دلوں کو کوئی کہہ سکے کہ اے منافقو! تمہارا نفاق تمہارے تمام اعمال پر غالب ہے خواہ تم ساری عمر بیت اللہ کے غلاف سے چمٹے رہو۔ تم نے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر انکے دشمنوں کی مدد کی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸۰ھ - ۱۵۰ھ بمطابق ۶۹۹ء-۷۶۷ء)

تھے تو آباء وہ تمہارے مگر تم کیا ہو
ہاتھ پہ ہاتھ رکھے منتظرِ فردا ہو

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ یہیں تعلیم حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ملاقات کا شرف بخشا۔ ان صحابہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن أبی اوفی، سہل بن سعد الساعدی، ابوالطفیل رضی اللہ عنہ عامر بن وائلہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔ **اعد ذکر نعمان لنا أن ذکرہ**
ھو المسک ماکر رتہ یتضوع

ترجمہ: ہمارے سامنے نعمان ابن ثابت (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کا ذکر بار بار کیجئے۔ کیونکہ انکا تذکرہ مشک ہے کہ جتنا ہلاؤ اتنی ہی مہک دیتا ہے۔

علمی مرتبہ..... حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے **کان ابو حنیفة افقه اهل الارض فی زمانه** (ابوحنیفہ اپنے زمانے میں روئے زمین پر سب سے بڑے فقیہ تھے۔)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں لکھتے ہیں ''**واما الفقه والتدقیق فی الرأی وغوامضه فإلیه المنتهی والناس علیه عیال فی ذلک**'' (سیر اعلام النبلاء) ...... ترجمہ: جہاں تک تعلق فقہ، دقتِ رائے اور اسکی باریکیوں کا ہے تو بس ان پر انتہا ہے۔ اور لوگ اس سلسلے میں انکے عیال ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھا ہے ''**قال حفص بن غیاث ''کلام ابی حنیفة ادق من الشعر لا یعیبه الا جاهل**. (سیر اعلام النبلاء)

ترجمہ: حفص بن غیاث نے فرمایا ''ابوحنیفہ کا کلام بال سے زیادہ باریک ہے کوئی جاہل ہی

اس میں عیب جوئی کر سکتا ہے۔" (ایضاً)

جریر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے مغیرہ نے کہا کہ ابو حنیفہ کی مجلس میں بیٹھا کرو فقیہ بن جاؤ گے۔ اگر ابراہیم نخعی زندہ ہوتے تو وہ بھی انکی مجلس میں بیٹھتے۔ (ایضاً)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے سات ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا۔ ہر رات ایک رکعت میں ختم قرآن کیا کرتے تھے۔

چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے رہے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے یہ روایت کیا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ رات کو نوافل پڑھتے تھے اور ہر رات ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ اتنا روتے تھے کہ انکے پڑوسیوں کو ان پر ترس آتا تھا۔ آپ کی وفات اس جگہ ہوئی جہاں ستر ہزار مرتبہ آپ نے قرآن ختم کیا تھا۔ جنازہ میں اتنا ہجوم تھا کہ چھ مرتبہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ (البدایہ والنہایہ)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ گواہی دیتے ہیں **وكان معدودا فى الأجواد الأسخياء، والأولياء الأذكياء، والتهجد وكثرة التلاوة وقيام الليل** (تاريخ الإسلام للذهبى رحمۃاللہ علیہج: ٩ ص: ٣٠٦)

آخر میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "**أخبار أبى حنيفة رضى الله عنه ومناقبه لا يتحملها هذا التاريخ**"۔ (یہ تاریخ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حالات و مناقب کی متحمل نہیں ہو سکتی)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام، آپکا زہد و تقویٰ، مشتبہات سے احتیاط اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کی احتیاط کا اندازہ اس واقعے سے لگایا جا سکتا ہے۔

ایک مرتبہ کوفہ میں کسی عورت کی بکری گم ہوگئی۔ اسکا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ لہٰذا امام صاحب نے اس وقت تک بکری کا گوشت نہیں کھایا جب تک اس بکری کا علم نہیں ہوگیا کہ وہ بکری مر چکی ہے۔ اس اندیشے سے کہ پتہ نہیں وہ بکری کسی نے کاٹ کر بازار میں نہ بیچ دی ہو۔

اندازہ لگائیے! کوئی انسان صرف شبہ کی بنیاد پر کتنے دن گوشت کھانے سے رکا رہ سکتا ہے۔ ہفتہ یا مہینہ یا پھر بہت ہوا تو چند مہینے؟

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سات سال تک بکری کا گوشت نہیں کھایا۔ سات سال بعد جب علم ہوگیا کہ وہ بکری مر چکی ہے تب گوشت کھانا شروع کیا۔ ایک طرف آپ کے علمی

کارنامے اور دوسری جانب حق گوئی، استغناء، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، جہاد فی سبیل اللہ اور حکمرانوں کے ساتھ کیسا رویہ رہا۔ خلیفہ ابوجعفر منصور آپ کو قاضی القضاۃ بنانے کی بار بار پیش کش کرتا رہا۔ لیکن آپ نے اس کو کبھی قبول نہیں کیا۔ اسکے ہدیے آپ قبول نہیں کرتے تھے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ......جیل میں تشدد

ایک دن منصور نے قسم کھائی کہ آپکو عہدہ قبول کرنا پڑے گا۔ اسکے جواب میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قسم کھائی کہ میں عہدہ قبول نہیں کرونگا۔ منصور کے دربان نے کہا۔ ذرا دیکھو تو امیر المؤمنین قسم کھا رہے ہیں اور آپ بھی قسم کھاتے ہیں۔ جواب دیا ''امیر المؤمنین اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنے میں مجھ سے زیادہ قادر ہیں''۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی)

چنانچہ منصور نے جیل میں ڈالنے کا حکم دیدیا۔ اور جیل سے جنازہ نکلا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ منصور نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پولیس افسر حمید طوسی کے حوالے کر دیا تھا۔ حمید طوسی نے کہا ''امیر المؤمنین جس شخص کو بھی میرے حوالے کرتے ہیں تو مجھے حکم دیتے ہیں کہ میں اسکو قتل کر دوں، یا ہاتھ پیر کاٹ دوں یا تشدد کروں۔''

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی متانت سے جواب دیا ''جو تمہیں حکم ہوا ہے اسکو جلدی کر ڈالو'' (ایضاً)

فقیہ ابوعبداللہ الصیمری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جیل میں سخت تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور جیل ہی میں انتقال کر گئے''۔ (ایضاً)

ہشام بن عبدالملک کے دور میں خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ، سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے، زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے ہشام کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت و بہادری دیکھئے۔ کھلے عام حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ کی حمایت کرتے تھے۔ آپ نے انکی خدمت میں دس ہزار درہم بھیجے اور حاضر نہ ہو سکنے پر معذرت کی۔ انکے بعد بنی حسن میں سے حضرت محمد ذوالنفس الذکیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں اور انکے بھائی ابراہیم بن عبداللہ نے کوفہ میں منصور کے خلاف جہاد کا علم بلند کیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں محمد ذوالنفس الذکیہ کی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ میں ابراہیم بن عبداللہ کی حمایت کی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ رقم بھی انکی خدمت میں بھیجی۔ منصور کے فوجی افسر حسن بن قحطبہ کو ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا مقابلہ کرنے سے روک دیا۔ چنانچہ اس نے خلیفہ

سے معذرت کردی۔ منصور نے امام صاحب کے خلاف جو انتقامی کاروائی کی اسکا اصل سبب یہی تھا۔اس نے بہانہ عہدے سے انکار کو بنایا۔آپ پر جیل میں سخت تشدد کیا گیا۔ پھر زہر دیا گیا اور جنازہ جیل سے نکلا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے نکلا

کہنا بہت آسان ہے لیکن ذرا سوچئے امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے نکلا۔حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''توفی شهيدا ''یعنی شہادت کی موت پائی...جنکے بارے میں علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''**لو وزن علم الامام ابی حنیفة بعلم اهل زمانه لرجح عليهم**'' کہ اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علم ایک پلڑے میں اور انکے دور کے تمام لوگوں کا علم دوسرے پلڑے میں رکھدیا جائے ،تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا پلڑا بھاری ہوگا۔(سیر اعلام النبلاء، ج:۶،ص:۴۰۳)

وہی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جنکے ہم نام لیوا ہیں...... ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم انکی تقلید کرتے ہیں......انکے مناقب......انکے فضائل اور انکے مسائل پڑھتے پڑھاتے ساری زندگی گذر جاتی ہے۔ پر کاش کبھی سوچا تو ہوتا آخر کیا چیز تھی......کیا درد تھا......کیسی کڑھن تھی کہ بڑھاپے میں حلقۂ مریداں کے بجائے قیدِ تنہائی کو اختیار کیا......آپ نے کیسا فقہ پڑھا تھا جس نے کسی تاویل یا فقہی جزیے کا سہارا نہیں لیا اور آخری عمر شاگردوں کے جلو میں گذارنے کے بجائے ، زندان کی بھٹی میں جھونک گئے......مسندِ درس کی اہمیت بھی مصلحت وحکمت کا لبادہ اوڑھ کر سامنے آئی ہوگی اور سمجھانے کی کوشش کی ہوگی کہ خلیفہِ وقت کے خلاف خروج کو کس طرح جائز قرار دیتے ہیں، یا یہ مسلمانوں کی آپس کی لڑائی ہے آپ فقہ پڑھاتے رہئیے اور خاموش ہوجایئے ،عہدہ قبول کرنے میں کیا حرج ہے......وہ بھی اسلامی خلافت کا عہدہِ قضاء......لیکن ثابت (نعمان ابن ثابت) کے فرزند کے قدم ثابت ہی رہے۔ایک بار جو''نہ'' نکلی ......سو نکلی......جان سے گذر گئے لیکن ''نہ'' کو''ہاں''میں تبدیل نہ کیا جاسکا۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ آپ کا یہ رویہ ایسے دور میں تھا جو خیر القرون میں شمار ہوتا ہے۔ خلافت قائم ہے۔ ہر طرف اسلام کا بول بالا ہے۔اسلامی حدود، جاری وساری ہیں۔ مسلمانوں کی جان ومال ،عزت آبرو کو کافروں سے خطرہ نہیں ہے......اور خلیفہ بھی آج کے حکمرانوں سے کروڑوں درجہ اچھا،جس نے نہ اقامتِ صلوۃ کو معطل کیا ہے نہ اقامتِ جہاد کو......تصور کیجئے اگر

امام صاحب کو علم ہو جائے کہ انکے نام لیوا کافروں کی غلامی میں رہتے ہیں......انکے فقہ سے یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کی اطاعت کے جواز نکالتے ہیں....پھر اس پر فخر بھی کرتے ہیں کہ وہ بڑی دین کی خدمت کر رہے ہیں، قیامت کے دن اگر ہمارا گریبان پکڑ لیا تو کیا ہوگا؟ جس امام کو قرونِ اولیٰ کے حکمران باطل نظر آئے اور انکے خلاف جہاد کرنے والوں کا عملی ساتھ دیا، اگر انکو پتہ چلے کہ انکی تقلید کرنے والے، ہندوستان میں ہندوؤں کی غلامی پر راضی ہیں، انکی تقلید کرنے والے (دارالحرب) امریکہ و برطانیہ میں رہائش اختیار کرتے ہیں اور جہاد نہیں کرتے، اور وہ بھی ہیں جنھوں نے طواغیت کو اپنا امیر تسلیم کیا ہے اور انکے خلاف خروج کو ناجائز کہتے ہیں۔ اللہ کے دشمنوں کی مدد کرنے والوں کے حق میں امام صاحب کے فقہ سے دلائل لاتے ہیں۔

اے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرنے والو! کبھی سوچا ہے کہ قیامت میں ان نفوسِ قدسیہ کا کس طرح سامنا کرو گے۔ امریکہ کی اطاعت پر راضی ہونا......اسلام کے خلاف چھیڑی گئی جنگ میں اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی صف میں کھڑا ہونا......کیا تاویلات کا سہارا لے کر ایسے شخص سے بحث کی جا سکے گی جنکے فقہی اسرار و رموز کی دنیا معترف ہے۔

پھر ایک بار پڑھیئے ......اور دل کی آنکھیں کھول کر پڑھیئے ......امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے نکلا......کوڑے کھائے اور سخت اذیتیں سہہ سہہ کر اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے۔

زمین و آسمان کی وسعتوں کے برابر اللہ کی رحمتیں ہوں نعمان ابن ثابت، ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جنھوں نے اپنی زندگی قربان کر کے شریعت کی آبرو کی حفاظت کی۔ آمین۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

تمہارے عزم سے ملتے ہیں حوصلے ہم کو

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۴ھ مطابق ۷۸۰ء میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ولادت سے پہلے آپ کے والد کا انتقال ہوگیا۔چنانچہ والدہ نے انتہائی ہمت اور حوصلہ مندی سے پرورش کی۔بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کیا۔علومِ دینیہ میں انھوں نے حدیث کی طرف خصوصی توجہ کی۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی قوتِ حافظہ عطا فرمایا تھا۔آپ کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔فقہ میں اللہ تعالیٰ نے اتنا بلند مقام عطا کیا کہ آج تک عالمِ اسلام میں آپ کا فقہ زندہ ہے۔حدیث میں آپکی ''مسند احمد بن حنبل'' ایک عظیم کاوش ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۵۰ھ-۲۰۴ھ مطابق 767ء-820ء) نے فرمایا ''خرجت من بغداد وما خلفت بها اتقیٰ وافقه من بن حنبل (میں نے اس حالت میں بغداد چھوڑا ہے کہ وہاں احمد بن حنبل سے بڑا نہ کوئی متقی ہے اور نہ فقیہ۔

مسندِ درس پے بیٹھے تو طالبانِ حدیث پروانوں کی طرح آپ کے اردگرد جمع ہونے لگے۔آپکے درس میں سامعین کی تعداد پانچ پانچ ہزار ہوتی تھی۔

خودداری میں اپنی مثال آپ تھے۔کبھی خلفاء اور حکمرانِ وقت کا کوئی عطیہ قبول نہیں کیا۔تواضع وانکساری اتنی کہ یحییٰ ابن معین (۱۵۸ھ-۲۳۳ھ مطابق 775-848) جیسے امام گواہی دیتے ہیں:

''ما رأیت مثل احمد بن حنبل صحبته خمسین سنة ما افتخر علینابشی مما کان فیه من الصلاح والخیر (میں نے احمد ابن حنبل جیسا شخص نہیں دیکھا میں انکے ساتھ پچاس سال رہا، انھوں نے ہمارے سامنے کبھی اپنی صلاحیتوں اور محاسن پر فخر نہیں کیا)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور فتنۂ خلق قرآن

خلیفہ مامون الرشید (دورِ خلافت ۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ مطابق ۸۱۳ء-۸۳۳ء) یونانی فلسفے اور عقلیت سے مرعوب تھا۔اسکے دور میں معتزلی طبقہ فکر نے بڑی تقویت پائی۔معتزلہ کو اس وقت کا

روشن خیال طبقہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ لوگ ہر چیز کو عقل پر پرکھنے کے عادی تھے۔ (یاد رہے کہ موجودہ دور کے ماڈرن اسلام کے علمبردار مبلغین، کالم نگار اور جدید جامعات کے پروفیسر حضرات آج کے معتزلی ہیں جو دینِ محکم کو عقل پر پرکھنے کے بعد تسلیم کرتے ہیں اور اگر کوئی حدیث یا حکم انکی چھوٹی سی عقل میں نہ آئے تو یہ اسکو رد کر دیتے ہیں)۔

معتزلہ نے نئے نئے اختلافات کے ذریعے امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا۔ اسلام دشمن طاقتیں عام سے مسئلے کو عوام کے سامنے اس طرح پیش کرتیں جیسے اسلام میں سب سے اہم مسئلہ یہی ہے۔ یہ علمی اور فلسفیانہ بحثوں کو کفر و ایمان کا مسئلہ بنا دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے بارے میں ایسے ایسے اعتراضات لوگوں کے ذہنوں میں ڈالتے، کہ لوگ پریشان ہو جاتے۔

اسی طرح ایک مسئلہ انھوں نے یہ اٹھایا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ معتزلہ قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل تھے۔ انکو حکومتِ وقت کی سرپرستی حاصل تھی۔ جبکہ انکے مقابلے میں محدثین وفقہاء کا گروہ تھا جو اہلِ سنت والجماعت کی نمائندگی کر رہا تھا۔ اہلِ سنت قرآن کے غیر مخلوق یعنی اسکے کلامِ الٰہی ہونے کے قائل ہیں۔ سازشی عناصر کا اصل مقصد یہ تھا کے مسلمانوں کے دلوں سے قرآن کی عظمت واہمیت اور اسکا مرتبہ ومقام نکال دیں تاکہ یہ امت ہدایت کے سرچشمے سے ہی کٹ کر رہ جائے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت اس فتنے کے دوررس اثرات دیکھ رہی تھی۔ چنانچہ حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرنے کے لئے، صحابہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سب کچھ قربان کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

مامون نے خلقِ قرآن کے مسئلے کو بہت اہمیت دی اور ۲۱۸ھ میں والی بغداد اسحاق بن ابراہیم کے نام ایک تفصیلی فرمان بھیجا۔ اس میں محدثین کی شدید مذمت اور تحقیر کی گئی تھی۔ انکو خلقِ قرآن کے عقیدے سے اختلاف کرنے کی وجہ سے، توحید میں ناقص، مردود الشہادۃ اور شر پسند قرار دیا گیا تھا (آج کے معتزلہ باطل کے سامنے نہ جھکنے والوں کو شر پسند اور دہشت گرد کہتے ہیں)۔ حاکم کو حکم کیا گیا کہ جو لوگ اس مسئلے کے قائل نہ ہوں انکو انکے عہدوں سے معزول کر دیا جائے۔ اسکے بعد مامون نے اور سختی کی اور سرکاری اہلکاروں اور اہلِ علم کے لئے بھی اس مسئلے میں معتزلیوں کی حمایت کو لازمی قرار دیدیا گیا۔ اسحاق نے بڑے بڑے علماء کو جمع کیا اور ان سے اس مسئلے پر گفتگو کی۔ اس نے یہ گفتگو لکھوا کر مامون کو بھیج دی۔ مامون یہ سب پڑھ کر سخت طیش میں آیا اور ان علماء میں سے، بشر بن الولید اور ابراہیم ابن المہدی کے قتل کا حکم دیدیا۔ جبکہ باقی کے بارے میں لکھا کہ جو اپنی رائے سے رجوع نہ کرے اسکو پابجولاں، اس کے پاس بھیج دیا

جائے۔ان کل علماء کی تعداد تیس تھی۔لیکن ان میں سے صرف چار اپنی رائے پر قائم رہے۔یہ چار حضرات ،امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ،سجادہ،قواریری اور محمد رحمۃ اللہ علیہ بن نوح تھے۔ان چار میں سے بھی،سجادہ دوسرے دن اور قواریری تیسرے دن اپنے موقف سے دستبردار ہو گئے۔ جبکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن نوح رحمۃ اللہ علیہ آخر تک اپنی رائے پر قائم رہے۔چنانچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ بن نوح کو ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر مامون کے پاس طرسوس (موجودہ ترکی کا شہر) روانہ کردیا گیا۔شاید ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ایسی ہی مبارک کلائیاں چومنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ انیس دوسرے مقامات کے علماء بھی تھے۔ابھی یہ حضرات راستے میں ہی تھے کہ مامون کی موت کی خبر ملی۔چنانچہ ان تمام حضرات کو حاکمِ بغداد کے پاس بغداد واپس روانہ کردیا گیا۔راستے میں محمد بن نوح رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔

مامون کے بعد معتصم خلیفہ بنا۔مامون نے اپنے جانشین کو خلق قرآن کے مسئلے میں خاص وصیت کی تھی کہ وہ اس کی تعلیمات پر عمل کرے۔چنانچہ معتصم کے سامنے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو مناظرے کے لئے لایا گیا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مناظرے کے لئے لایا گیا تو چار چار بیڑیاں انکے پاؤں میں پڑی ہوئی تھیں۔تین دن تک مناظرہ ہوا لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقیدے سے پیچھے نہیں ہٹے۔حاکمِ بغداد نے دھمکیاں دیں کہ اگر تم نے بات نہیں مانی تو سخت اذیت دی جائے گی اور ایسی جگہ ڈالدیا جائے گا جہاں کبھی سورج بھی نہیں آئے گا۔

جنکے دلوں میں آخرت کے سودے سمائے ہوں، جنکے سینے نورِ نبوت سے روشن ہوں، انکے لئے دنیا چھین لینے کی دھمکی یا سورج کو ترس جانے کا خوف کوئی معنی نہیں رکھتا۔ لہٰذا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کسی دھمکی سے مرعوب نہ ہوئے۔بھرے دربار میں سرکاری علماء ومشائخ کے ساتھ مناظرہ کرتے رہے۔حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہی جواب ہوتا کہ جو تم کہہ رہے ہو اس پر قرآن وسنت سے کوئی دلیل لاؤ تو میں قائل ہو جاؤنگا۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت وبیباکی نے خلیفہ معتصم کو بھی ہلاکر رکھ دیا اور وہ آپ کے معاملے میں نرم پڑنے لگا۔اس نے امام صاحب سے کہا کہ اگر آپ میرے پیش رو کے ہاتھ نہ لگتے تو میں آپ کو بالکل نہیں چھیڑتا۔لیکن درباری علماء ومشائخ اسکو غیرت دلاتے رہے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ معتصم اپنے بھائی مامون کے مسلک سے ہٹ گیا ہے۔

سرکاری علماء مشائخ کی بھی مجبوری تھی کہ انکے پیٹ کا ایندھن وہی سرمایہ بنتا تھا، جو اس مسئلے میں حکومت کی حمایت کرنے کے بدلے انکے حصے میں آتا۔ انھیں قرآن وسنت سے بھلا کیا غرض تھی، انکے سامنے صرف ایک مقصد تھا۔ خواہشات کو پروان چڑھانا، دنیا کی لذتوں سے لطف اندوز ہونا، حکومتی عہدوں کے مزے لوٹنا اور سرکاری دربار سے ملنے والے درہم و دینار سے اپنے گھر کی تجوریوں کے منہ بھرتے رہنا۔ انھیں اس بات سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ تاریخ انکے بارے میں کیا کہے گی، آنے والی نسلیں انکو کس طرح یاد کریں گی، اور آخرت میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ کس حال میں کھڑے ہونگے، آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں کے ساتھ یا دشمنوں کے ساتھ؟

آخر تیسرے روز معتصم نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا ''اللہ تم پر رحم کرے میری بات مان لو میں تمہیں آزاد کردونگا''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہی جواب دیا کہ قرآن وسنت سے کوئی دلیل لاؤ۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ اکھاڑ دو

اس پر معتصم سخت غصے میں آگیا اور جلاد کو حکم دیا کہ انکے ہاتھ اکھیڑ دو۔ جلاد نے دو کوڑے لگائے اور پھر اسکی جگہ تازہ دم جلاد نے لے لی۔ اس طرح ہر جلاد پوری قوت سے دو کوڑے لگاتا اور پیچھے ہٹ جاتا۔ انیس کوڑوں کے بعد معتصم پھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا ''کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو، بخدا مجھے تمہارا بہت خیال ہے''۔

جو اللہ کو اپنا رب مان لیتے ہیں اور پھر اس پر جم جاتے ہیں، ایسے اہلِ عزیمت کے لئے آسمانوں سے رحمت کے فرشتے اترتے ہیں، جو انکے دل کو تسلی دیتے رہتے ہیں اور حق پر ثابت قدم رکھتے ہیں۔ آج بھی اللہ تعالیٰ کی یہ سنت قائم ہے۔ آج بھی دنیا بھر کی جیلیں ایسے ہی اللہ والوں سے بھر دی گئی ہیں جنھوں نے باطل کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا ہے۔ اگر ظالم کے سامنے کوئی نہ کھڑا ہوا کرتا تو ہر ظالم، فاتح بنا کرتا۔ ہر جابر کامیاب و کامران ہو جایا کرتا۔ اور ہر کمزور شکست سے دوچار ہوتا اور اپنا عقیدہ، نظریہ اور نصب العین چھوڑ کر جابر و ظالم کے دین میں داخل ہو جایا کرتا۔

انیس کوڑے کھانے کے باوجود، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عزم و حوصلے میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہی جواب دیا جو پہلے دیتے رہے تھے۔ معتصم نے پھر

کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ اسکے بعد امام صاحب کے ہوش جاتے رہے۔

ان کوڑوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایسے کوڑے تھے کہ اگر صرف ایک کوڑا ہاتھی کو پڑتا تو وہ چیخ مار کر بھاگتا۔

امام صاحب روزے سے تھے کسی نے کہا کہ آپکو جان بچانے کے لئے اس عقیدے کا اقرار کر لینے کی گنجائش ہے۔ لیکن انھوں نے اسکی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ لوگوں نے انکو سمجھانا چاہا اور اپنے بچاؤ کی حدیثیں سنائیں انھوں نے جواب دیا کہ پھر حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا کیا جواب ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ پہلے بعض لوگ ایسے تھے جنکے سر پر آرا رکھ کر چلا دیا جاتا تھا، پھر بھی وہ اپنے دین سے نہیں ہٹتے تھے۔

ایک مرتبہ اسی دور آزمائش میں کسی نے پوچھا: حضرت آپکو یہ سب کرتے ہوئے ڈر نہیں لگتا۔ فرمایا ڈرے تو وہ جسکے دل میں مرض ہو۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دو سال چار مہینے جیل میں رکھا گیا۔ اور ۳۳ یا ۳۴ کوڑے لگائے گئے۔ علامہ سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ دعوت وعزیمت میں لکھتے ہیں:

''امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی بے نظیر ثابت قدمی اور استقامت سے یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا، اور مسلمان ایک بڑے دینی خطرے سے محفوظ ہو گئے۔ جن لوگوں نے اس دینی ابتلاء میں حکومتِ وقت کا ساتھ دیا اور موقع پرستی اور مصلحت شناسی سے کام لیا تھا، وہ لوگوں کی نگاہوں سے گر گئے، اور انکا دینی وعلمی اعتبار جاتا رہا، اسکے بالمقابل امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی شان دوبالا ہو گئی، انکی محبت اہلِ سنت اور صحیح العقیدہ مسلمانون کا شعار اور علامت بن گئی، انکے ایک معاصر قتیبہ کا مقولہ ہے:'' اذا رأیت الرجل یحب احمد بن حنبل فاعلم انه صاحب سنة (جب تم کسی کو دیکھو کہ اسکو احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے محبت ہے تو سمجھ لو کہ وہ سنت کا متبع ہے۔)

ایک دوسرے عالم احمد بن ابراہیم الدورقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:''جس کو تم احمد بن حنبل کا ذکر برائی سے کرتے سنو اسکے اسلام کو مشکوک نظر سے دیکھو''۔ (تاریخ دعوت وعزیمت حصہ اول ص:۱۰۰)

امام صاحب ۷۷ سال کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول بروز جمعہ ۲۴۱ھ مطابق ۸۵۵ء کو اپنے معبودِ حقیقی سے جا ملے۔ انتقال کی خبر ملتے ہی سارا شہر اُمڈ آیا۔ کسی کے جنازے پر لوگوں کا ایسا ہجوم اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ نمازِ جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتیں بتائی جاتی ہے۔

عزیمت کی اس تاریخ کو وہ سوداگر کبھی نہیں سمجھ سکتے جنکے رگ و ریشے میں ''فائدہ'' سرایت

کر گیا ہے۔ جو دین کی ہر چیز کو بھی دنیاوی نفع ونقصان کی کسوٹی پر پرکھ کر اسکے حق و باطل ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ انھیں یہ سب ''جذباتیت، عجلت پسندی، حکمت و مصلحت کے خلاف اور کوتاہ اندیشی نظر آئے گی۔''

ماضی ہمارا آئینہ ہے

فتنۂ خلقِ قرآن کے مسئلے میں حکومت کا ساتھ دینے والوں کو سرکاری حلقوں میں خوب سراہا گیا ہوگا، انکی ذہانت، صداقت و دیانت اعتدال پسندی اور روشن خیالی کے خوب قصیدے پڑھے گئے ہونگے۔ دربارِ شاہی سے انکے بارے میں، محبِ وطن، ملک وملت کے ہمدرد، امن کے پیامبر اور مصلح ہونے کے فرمان جاری کئے گئے ہونگے ......لیکن کیا یہ تمام القاب واعزازات دنیا کی کسی تاریخ میں موجود ہیں۔ خدا جانے وہ ردی کی ٹوکری بھی کس کوڑے دان کا مقدر بنی ہوگی جس میں ان سرکاری فرامین کو پھینکا گیا ہوگا۔ حکومتِ وقت کی سرپستی کے باوجود امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سرکاری علماء ومشائخ کو کس طور پر یاد رکھا۔ حکومت کی جانب سے عطا کی گئی عزت کے باوجود، مسلمانوں نے انکو کیا مقام دیا۔ کتنے ہیں جو آج انکے نام سے بھی واقف ہیں۔ جبکہ انکے مقابلے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، جنکو حکومتِ وقت نے، شر پسند، فتنہ پرور اور فسادی کہا تھا، اللہ تعالیٰ نے انکو کیسی عزت بخشی۔ امت نے صدیاں گذرنے کے باوجود بھی انکو اپنے دل کے دریچوں میں عزت سے جگہ دی ہوئی ہے۔ جو بھی نام لیتا ہے ساتھ میں رحمتیں بھیجتا ہے۔

یہی تاریخ کا سبق ہے۔ لیکن تاریخ سے عبرت حاصل کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ ماضی کی تاریخ کو وہ ماضی کی طرح ذہن سے گذار دیتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ انکے حال (Present) میں بھی ویسی ہی تاریخ لکھی جارہی ہے۔ اسکی وجہ شاید یہ ہیکہ لوگ اپنے دور میں ہونے والے واقعات و حادثات کو اس نظر سے نہیں دیکھتے جس نظر سے تاریخ دیکھتی ہے۔ وہ اسکو بہت محدود دائرے میں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ کوئی جماعت کے دائرے میں رہ کر، کوئی مسلک کے دائرے میں رہ کر، کوئی وطن کے دائرے میں قید ہو کر۔

اسی طرح اپنے دور میں وہ حکومت کے کہنے پر جس کی مخالفت کر رہے ہوتے ہیں، اسکو بھی حکومت کی نظر سے ہی دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کرنے والوں نے انکو بھی، حکومت کے باغی، امیر المؤمنین کی اطاعت نہ کرنے والے، امت میں انتشار پھیلانے والے اور حکمت و مصلحت کو نہ سمجھنے والے کے طور پر دیکھا ہوگا۔

معرکہ خیر وشر میں حالات وواقعات ایک جیسے ہی ہوتے ہیں، چیلنجز اور تحدیات کے نام الگ اور جدا ہو سکتے ہیں، انکے مقابلے میں کھڑی ہونے والی شخصیات اور انکا میدانِ کار جدا جدا ہوسکتا ہے لیکن بنیادی مسئلہ ایک ہی ہوتا ہے۔ البتہ لوگ صرف ماضی کے ابطال وشہسواروں کی قدر کرتے ہیں اور حال کو بھول جاتے ہیں۔

اللہ کی رحمتیں ہوں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر اور انکے نقشِ قدم پر چلنے والوں پر، جو انہی عزیمت کی راہوں پر آبلہ پائی کرتے ہوئے منزل کی جانب رواں دواں ہیں۔ جب تک اس روئے زمین پر حق و باطل کا معرکہ جاری ہے اس وقت تک یہ تاریخ دہرائی جاتی رہے گی۔ باطل جس شکل میں بھی آئے گا حق کی جانب سے کوئی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کھڑا ہو جائے گا۔

فرعونِ پاکستان پرویز مشرف نے ہر گمراہی کی سرپرستی کی۔ ایسا کیسے ہوسکتا تھا کہ باطل کھل کر گمراہی پھیلائے اور حق کی صف سے کوئی اسکے خلاف کھڑا نہ ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو معرکۂ حق و باطل کی تاریخ ادھوری رہ جاتی۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس تاریخ کو مکمل کرنے کے لئے پرویز مشرف کے مقابلے حق کے امام، شہید ماں باپ کے غازی بیٹے، غازی عبدالرشید شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بھیج دیا تا کہ اہلِ حق کو کوئی طعنہ نہ دے سکے کہ ماضی کی تاریخ پر فخر کرنے والو تمہارا حال کیا ہے؟

غازی عبدالرشید شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اور جامعہ حفصہ کی طالبات کی قربانی دے کر در حقیقت اس طبقے کی تاریخ کو شرمندہ ہونے سے بچالیا، جنکے مزاج میں ہر باطل کے سامنے کھڑا ہو جانا ہے۔ یا اللہ! بے شمار رحمتیں نازل فرمایئے غازی شہید رحمۃ اللہ علیہ پر اور ان غیرت مند طالبات پر جنھوں نے مردوں کی جانب سے قربانی دیکر دینی غیرت کے معنیٰ کی لاج رکھ لی۔

◆◆◆

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

دارا وسکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جسکی فقیری میں بوئے اسد اللہی

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۴۷۰ھ میں گیلان میں ہوئی۔اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد تشریف لائے۔یہیں دینی علوم حاصل کئے،وقت کے نامور علماء کی صحبت میں رہے۔ظاہری و باطنی علوم سے فارغ ہونے کے بعد خلق خدا کے روحانی امراض کا علاج شروع کیا۔کیا عوام کیا حکام حتیٰ کہ بڑے بڑے علماء،آپ کی مجالس میں شریک ہوکر دل کی دنیا کو آباد کرتے۔

حضرت شیخ جیلان رحمۃ اللہ علیہ،تواضع وانکساری کے پیکر تھے۔غریبوں اور فقراء کے پاس بیٹھتے۔انکے کپڑوں کو صاف کرتے،جوں نکالتے،اسکے برخلاف کسی مالدار یا ارکانِ سلطنت میں سے کسی کی تعظیم کے لئے کبھی کھڑے نہ ہوتے۔خلیفہ کی آمد ہوتی تو قصداً گھر میں تشریف لیجاتے۔جب خلیفہ آکر بیٹھ جاتا تب باہر تشریف لاتے تاکہ اسکے لئے تعظیماً کھڑا نہ ہونا پڑے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کی کثرت پر مؤرخین کا اتفاق ہے۔اللہ سے خصوصی تعلق،خلقِ خدا پر شفقت،سخاوت اور مہمان نوازی آپ کی عادات میں گھل گئی تھی۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حق گوئی

جنکے دل اللہ کے لئے خالص ہوگئے ہوں اور آخرت کے وعدوں پر یقینِ محکم ہو،وہ حاکمانِ وقت وسلاطین کی ناراضگی کی پروا نہیں کیا کرتے۔جس دل میں قبر کی تاریکیوں اور تنہائیوں کا خوف ڈیرے ڈالے ہو،انکو زندان کی تاریکیاں اور تنہائیاں کبھی نہیں ڈرا سکتیں۔شیخ عبد القار جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی حق کو بیان کرنے میں کسی خوف کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔چنانچہ درباری علماء ومشائخ اور حکمرانوں کی خوشنودی کے لئے فتوے جاری کرنے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

”اے علم و عمل میں خیانت کرنے والو!تم کو ان سے کیا نسبت؟ اے اللہ اور اسکے رسول

کے دشمنو! اے بندگانِ خدا کے ڈاکوؤ! تم کھلے ظلم اور کھلے نفاق میں مبتلاء ہو، یہ نفاق کب تک رہے گا۔ اے عالمو! اور اے زاہدو! بادشاہ و سلاطین کے لئے کب تک منافق بنے رہو گے؟ کہ ان سے دنیا کا زرومال اور اسکی شہوت ولذت لیتے رہو، تم اور اکثر بادشاہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے مال اور اسکے بندوں کے متعلق ظالم اور خائن بنے ہوئے ہو۔ بارِ الٰہی! منافقوں کی شوکت توڑ دے اور انکو ذلیل فرما انکو توبہ کی توفیق دے اور ظالموں کا قلع قمع فرما، اور زمین کو ان سے پاک کردے، یا انکی اصلاح فرما'' (بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت حصہ اول)

ایک دوسرے موقع پر اسی طبقے کے ایک فرد کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'' تجھے شرم نہیں آتی کہ تیری حرص نے تجھے ظالموں کی خدمت گاری اور حرام خوری پر آمادہ کردیا۔ تو کب تک حرام کھاتا اور دنیا کے ان ظالم بادشاہوں کا خدمت گار بنا رہے گا؟ جنکی خدمت میں لگا ہوا ہے انکی بادشاہت عنقریب مٹ جائے گی اور تجھے حق تعالیٰ کی خدمت میں آنا پڑے گا جس کی ذات کو کبھی زوال نہیں۔ (ایضاً)

لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر انسانوں سے ہی امیدیں باندھ لی ہیں اور کافروں سے ایسے ڈرتے ہیں جیسے اللہ سے ڈرنا چاہئے بلکہ اس بھی زیادہ۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں فرمایا یہ سب معبودانِ باطلہ ہیں۔

'' آج تو اعتماد کررہا ہے اپنے نفس پر، مخلوق پر، اپنے دیناروں پر، اپنے درہموں پر، اپنی خرید وفروخت پر اور اپنے شہر کے حاکم پر، ہر چیز جس پر کہ تو اعتماد کرے وہ تیرا معبود ہے، اور وہ شخص جس سے تو خوف کرے یا توقع رکھے وہ تیرا معبود ہے اور ہر وہ شخص جس پر نفع ونقصان کے متعلق تیری نظر پڑے اور تو یوں سمجھے کہ حق تعالیٰ ہی اسکے ہاتھوں اس کا جاری کرنے والا ہے، تو وہ تیرا معبود ہے۔'' (حوالہ مذکورہ)

اے بندگانِ خدا! پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں غور کیجئے اور پھر اپنا جائزہ لیجئے کہ ہم نے کتنے معبود بنا رکھے ہیں؟ اللہ کو چھوڑ کر امریکہ اور یہودی عالمی اداروں کو رازق مانتے ہیں، کافروں کے کہنے پر شریعت کے محکم احکامات کو ممنوع قرار دیدیتے ہیں، بستیوں پر بم برس جانے کے خوف سے اپنے مسلمان بھائی بہنوں کو کافروں کو بیچ ڈالتے ہیں... قرآن کی آیات کو چھپا دیتے ہیں کہ اس سے امریکہ ناراض ہوکر ہمارا رزق بند کردیگا یا ہمیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائیگا، اپنے گھر بچانے کے لئے دوسرے کلمہ گو مسلمانوں کے بچوں، عورتوں اور بوڑھوں پر بمباری کراتے ہیں..... ظلم پر ظلم کہ ان قاتلوں کی مدد کرتے ہیں اور

قاتلوں کے دشمنوں (مجاہدین) کے خلاف اپنی زبانیں اور قلم استعمال کرتے ہیں؟

سوچیے یہ کیسا اسلام ہے؟ یہ کیسا ایمان ہے؟ غور کیجئے! ہم ایمان کی کونسی حد پر کھڑے ہیں؟ کبھی بتوں کی پوجا سے فرصت ملے تو گن کر تو دیکھئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے ساتھ جنکو شریک بنایا ہے، انکی تعداد کہاں تک پہنچی؟ ہر چیز کا معبود الگ بنا رکھا ہے، موت وحیات کا امریکہ، نقد زر و مال کا آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک، رزق کا اقوامِ متحدہ اور اب پانی کا بھارت......وطنیت......قومیت......لسانیت......خواہشات کا بت؟

ہزار بت ہیں جماعت کی آستینوں میں

صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۱۳۸ء - ۱۱۹۳ء)

حکمرانوں کے لئے عیش و سرمستی کی زندگی گذارنا، اپنی سلطنت کی بقاء کے لئے ہر جائز وناجائز حربہ استعمال کرنا کونسا مشکل کام رہا ہے۔قوم کے پیٹ کاٹ کر اپنے خزانوں کے منھ بھرنا دنیا کے طلبگاروں کی عادت رہی ہے۔عوام کی زندگی کو خزاں رسیدہ کر کے اپنی زندگی میں بہار کے رنگ بھرنا انکا شوق ہوتا ہے۔اپنی نفسانی خواہشات کو شریعت کا غلاف اوڑھا دینا اور خود غرضی وانا ءپرستی کو مقدس آئین کا درجہ دینا انکے لئے آسان کام رہا ہے۔

لیکن اس دین کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کو چنتے ہیں انکی شان اوروں سے نرالی ہی ہوتی ہے، انکی عادات اطوار دوسروں سے ممتاز ہوا کرتی ہیں۔تاریخ اسلام کے افق پر یہی درخشاں ستارے ہیں، جو اندھیری رات کے مسافروں کو منزل کی جانب رہنمائی فراہم کر رہے ہیں۔جنھوں نے اپنی جد وجہد، ایثار و قربانی اور خوفِ آخرت کی بدولت ہر دور میں مسلمانوں کی لاج رکھی ہے۔خود لٹ پٹ کر، جسم و جاں لہولہو کرا کے، دلِ ناتواں کرچی کرچی کروا کر، امت کی تسکین کا سامان کرتے رہے، مسلمانوں کو خوشیاں دلانے کے لئے تمام دنیا جہاں کا غم اپنے دل میں اتار لیا، کہ اگر یہ غم پہاڑوں پر ڈال دیا جائے تو وہ بھی شدتِ کرب سے کوئلہ بن جائیں۔

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ اسلام کا وہ ہیرا ہیں جنکا نام سنتے ہی ایمان والوں کا ایمان جوش مارنے لگتا ہے۔بیت المقدس کی آزادی عالمِ اسلام کے بچے بچے کا خواب رہی ہے۔آپ ہی وہ اللہ کے ولی ہیں جنھوں نے قبلۂ اول کو کافروں کے قبضے سے آزاد کرایا۔ پہلی بار اسکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتح کیا گیا۔اسکے بعد حکمرانوں کی بے حمیتی، اور امت کی جہاد سے دوری کی وجہ سے ۴۹۲ھ مطابق ۱۰۹۹ء میں کافروں نے دوبارہ اس پر قبضہ کر لیا۔بیت المقدس کا مسلمانوں کے ہاتھ سے چھن جانا عالمِ اسلام کے لئے بہت بڑا دھچکا تھا۔ اس سے مسلمانوں میں کم ہمتی اور مایوسی پھیل گئی۔

دوسری جانب صلیبی جنگجوؤں کے حوصلے اتنے بلند تھے کہ انھوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ

پر چڑھائی کا ارادہ کرلیا۔ روضۂ اطہر سے متعلق گستاخانہ اور توہین آمیز کلمات اور ارادوں کا اظہار کیا۔ ایسے وقت میں عالمِ اسلام کو کسی مجاہد کی ضرورت تھی جو میدانِ جہاد میں نکل کر صلیبی سیلاب کے راستے میں بند باندھ سکے۔ ایک ایسا قائد جو عوام الناس کے جذبات کی ترجمانی کرتا ہوا، ارض مقدس اور مکہ و مدینہ کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردینے کا جذبہ رکھتا ہو۔ ایک ایسا مجاہد، جو جہاد کو عبادت سمجھ کر کرے اور اسی کو اپنی زندگی کا حاصل بنالے۔

صلیبیوں کے خلاف جہاد کا آغاز عماد الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ اور اپنے مقبوضات صلیبیوں سے واپس لینا شروع کئے۔ اللہ تعالیٰ نے انکو ۵۴۱ھ میں شہادت کا جام عطا فرمایا۔

انکے بعد انکے بیٹے نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جہاد کو آگے بڑھایا۔ نور الدین زنگی عالم، زاہد و عابد تھے۔ انکے اندر جذبہ جہاد کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ بیت المقدس کی آزادی انکا مشن تھی اور اسکو وہ اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

۵۵۸ھ میں بقیعہ کے معرکے میں عیسائیوں کے اچانک حملہ کردینے کی وجہ سے شکست ہوگئی تو قسم کھائی کہ جب تک اسلام کا بدلہ نہ لے لونگا تب تک چھت کے نیچے نہیں آؤنگا۔ چنانچہ بڑے جوش و جذبے کے ساتھ جوابی حملے کی تیاریاں شروع کردیں۔ علماء و صلحاء کو بھی حالات لکھ بھیجے جس میں کافروں کے مظالم بیان کئے گئے تھے۔ علماء حق نے رو رو کر یہ واقعات مسلمانوں کو سنائے جس سے لوگوں میں جہاد کی لہر دوڑ گئی۔

تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں علماءِ حق نے مجاہدین کا ساتھ دیا ہے، خود جہاد کے میدانوں میں اللہ کے سپاہی کے طور پر لڑتے رہے ہیں، اور اگر کبھی نہ جاسکے تب بھی انکے دل میدانِ جہاد ہی میں اٹکے رہتے اور عام مسلمانوں کو مجاہدین کی حمایت و نصرت پر ابھارتے رہتے تھے۔

علماء حق کی ترغیب سے لوگ دیوانہ وار نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کی مدد کو پہنچنے لگے۔ سلطان نے اپنی قسم پوری کی اور عیسائیوں کے متحدہ لشکر کو شکست دی۔ اللہ تعالیٰ نے انکو بڑی فتوحات سے نوازا۔ پچاس سے زیادہ شہر کافروں کے قبضے سے چھڑائے۔ لیکن فتح بیت المقدس کسی اور کے نصیب میں لکھی جاچکی تھی۔ چنانچہ فلسطین کے تمام علاقے صلیبیوں سے پاک کرنے کے بعد ۵۶۹ھ مطابق ۱۱۷۴ء میں منزلِ حقیقی کی جانب محوِ سفر ہوئے۔

انکے بعد یہ ذمہ داری انکے سپہ سالار سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے کاندھوں پر آپڑی۔ سلطان کو دیکھنے والے کہتے کہ شاید انکو پیدا ہی اس کام کے لئے کیا گیا ہے کہ اللہ انکے ذریعے دین اسلام کو مضبوط و مستحکم کرے اور بیت المقدس آزاد کرائے۔ سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے بیت المقدس

کی آزادی کو دل کا روگ بنالیا تھا جو انکو کسی پل چین سے نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔عیش و آرام، دنیا کی لذتیں، ذاتی خواہشات، سلطان ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے یہ سب بے معنیٰ ہو کر رہ گئی تھیں۔ جہاد ہی انکا عیش، جہاد ہی انکا آرام تھا۔ یہی خواہش یہی تمنا اور اسی سے مستقبل کی امیدیں قائم تھیں۔

قاضی ابن شداد، جو کہ سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے معتمد خاص رہے، لکھتے ہیں:

''جہاد کی محبت اور جہاد کا شوق انکے رگ و ریشے میں سما گیا تھا، اور انکے قلب و دماغ پر چھا گیا تھا، یہی انکا موضوعِ گفتگو تھا، اسی کا ساز و سامان تیار کرتے رہتے تھے، اور اسکے اسباب و وسائل پر غور کرتے، اس مطلب کے آدمیوں کی انکو تلاش رہتی، اسی کا ذکر کرنے والے اور اسی کی ترغیب دینے والے کی جانب وہ توجہ کرتے، اسی جہاد فی سبیل اللہ کی خاطر انھوں نے اپنی اولاد، اہلِ خاندان اور وطن کو خیر باد کہا اور سب کی مفارقت گوارا کی۔ اور ایک خیمے کی زندگی پر قناعت کی، جس کو ہوائیں ہلا سکتی تھیں۔ قسم کھائی جا سکتی ہے کہ جہاد کا سلسلہ شروع کرنے کے بعد انھوں نے ایک پیسہ بھی جہاد و مجاہدین کی امداد و اعانت کے علاوہ کسی مصرف میں خرچ کیا ہو'' (بحوالہ تاریخ دعوت و عزیمت حصہ اول)

دوسری جگہ قاضی شداد لکھتے ہیں: ''میدانِ جنگ میں انکی کیفیت ایک ایسی غمزدہ ماں کی سی ہوتی تھی جس نے اپنے اکلوتے بچے کا داغ اٹھایا ہے اور ایک صف سے دوسری صف تک گھوڑے پر دوڑتے پھرتے اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے، خود ساری فوج میں گشت کرتے اور پکارتے پھرتے ''یاللا سلام اسلام کی مدد کرو! آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے۔ (ایضاً)

جنگِ حطین...... فیصلہ کن جنگ

ٹل نہ سکتے تھے جو جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

یہ جنگِ حطین تھی جو ۵۸۳ھ مطابق ۱۱۸۷ء کو ہوئی۔ بیت المقدس کی فتح و شکست کا انحصار اسی جنگ پر تھا۔ چنانچہ صلیبی لشکر اپنا سب کچھ اس جنگ میں جھونک چکا تھا۔ سلطان نے جہاد کی ترغیب دے دے کر مجاہدین میں جوش و ولولہ کا آتش فشاں بھڑکا دیا تھا۔ اللہ کے دوستوں کے بازوؤں میں بجلیاں کوندر ہی تھیں، جو کسی بھی لمحے اللہ کے دشمنوں پر گرنے کے لئے بے تاب ہو رہی تھیں۔ ہر مجاہد فتح یا شہادت کے جذبات سے سرشار، اپنے قبلۂ اول کو صلیبیوں کے پنجے سے چھڑانے کا آرزومند تھا۔ مجاہدین نے یہ جنگ اس طرح لڑی گویا اسکے بعد انکے لئے زندگی بے معنیٰ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ مجاہدین کامیاب ہوئے۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ذلیل و خوار ہوئے۔ ایمان والوں کے دل ٹھنڈے ہوئے اور منافقین کے کلیجے پھٹ گئے۔

میدانِ جنگ کا عجیب سماں تھا۔ ایک ایک مجاہد تیس تیس صلیبی فوجیوں کو گرفتار کر کے لیجاتا تھا، جنکو اس نے خود میدانِ جنگ میں گرفتار کیا تھا۔ بڑے بڑے صلیبی کمانڈر گرفتار ہوئے۔ بادشاہِ یروشلم "گائی" بھی گرفتار ہوا۔

مکہ و مدینہ پر بری نظر رکھنے والے کا انجام

مکہ و مدینہ پر حملے کا ارادہ کرنے والا، والی کرک ریجی نالڈ، آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے سامنے قیدی بن کر کھڑا تھا۔ اسکا غرور و تکبر خاک میں مل چکا تھا۔

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہِ یروشلم کو اپنے پاس بٹھایا۔ اسے پیاسا دیکھ کر، ٹھنڈے پانی کا پیالہ پینے کو دیا۔ بادشاہ نے پانی پی کر ریجی نالڈ کو دیدیا۔ اس پر سلطان رحمۃ اللہ علیہ ناراض ہو گئے اور بادشاہ گائی کو کہا "اسکو پانی میں نے نہیں دیا ہے۔ روٹی اور نمک

جسے دیا جاتا ہے وہ محفوظ سمجھا جاتا ہے لیکن یہ شخص میرے انتقام سے نہیں بچ سکتا''۔

یہ کہہ کر سلطان دشمنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ریجی نالڈ کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے اور کہا ''سن میں نے تجھے قتل کرنے کی قسم دو مرتبہ کھائی تھی۔ ایک مرتبہ تب، جب تو نے مکہ اور مدینہ کے مقدس شہروں پر حملہ کرنا چاہا تھا، دوسری مرتبہ اس وقت جب تو نے دھوکہ و دغابازی سے حاجیوں کے قافلے پر حملہ کیا تھا، دیکھ میں اب تیری بے ادبی اور توہین کا انتقام لیتا ہوں''۔ یہ کہہ کر سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے تلوار نکالی اور ریجی نالڈ کو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اپنی قسم پوری کی۔

فتح بیت المقدس

حطین کی فتح کے چند مہینے بعد اللہ تعالیٰ نے وہ دن بھی مسلمانوں کو دکھایا جب بیت المقدس دوبارہ مسلمانوں کے قبضے میں آگیا۔ پہلی مرتبہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق کے دور میں بھی بیت المقدس جہاد ہی کے ذریعے فتح ہوا تھا۔ پھر جب امت جہاد سے غافل ہوئی تو کافروں نے دوبارہ اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ اسکے بعد بیت المقدس نوّے (۹۰) سال کافروں کے قبضے میں رہا۔ یہ نوّے سال وہ ہیں جب انفرادی طور پر امتِ مسلمہ میں وقت کے بڑے بڑے محدث، مشہور فقیہ، اولیاء اللہ موجود رہے۔ علمی اور تحقیقی اعتبار سے، تاریخ اسلام کا یہ سنہری دور تھا۔ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ، ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ بن عربی، ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ، اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم الشان شخصیات اس دور میں رہی تھیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ کفر و فتنے کا زور توڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قتال کا حکم فرمایا ہے۔ اسی راستے کو اختیار کر کے کفر کا زور ٹوٹ سکتا ہے۔ جس راستے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پسند کیا، اور نبی آخر الزماں اسی راستے کو اپنی امت کے لئے چھوڑ کر گئے، اور فرما گئے کہ اگر تم نے اس راستے کو چھوڑ دیا تو تم پر ذلت مسلط ہو جائے گی، یہ ذلت اس وقت تک مسلط رہے گی جب تک کہ تم پھر اس جہاد کی طرف لوٹ نہیں آتے۔

اب اگر امت جہاد کے راستے کو چھوڑ کر، کسی اور طریقے سے اس ذلت کو ہٹانا چاہے تو کبھی بھی نہیں ہٹا سکتی۔ کیونکہ مسلمانوں کے لئے کامیابی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے احکامات بجالانے میں ہے۔ جس وقت جو حکم ہو وہی کرنا ہے۔ اللہ کی رضا پر سر کو جھکا دینا ہی دین ہے۔ اسکے علاوہ سب شیطان کے دھوکے ہیں خواہ الفاظ کے ہیر پھیر، عقلی دلائل، اور قادیانی طرز کے اعتراضات لوگوں کو کتنے ہی اچھے کیوں نہ لگیں۔ دین وہ ہے جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے

لئے چھوڑ کر گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی عملی زندگی اس پر شاہد ہے۔اور علماء حق نے اس پر چل کر ہمیں راستہ دکھایا ہے۔ چنانچہ سلطان صلاح الدین ایوبی، رحمۃ اللہ علیہ دین کی اس اٹل حقیقت کو سمجھتے تھے کہ کفر کا زور توڑنے کے لئے ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے میدانِ بدر میں نکلے پھر وہاں جاکر اللہ سے فتح کی دعائیں کیں۔سو سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے بیت المقدس کی آزادی کے لئے قتال کو ضروری سمجھا پھر اسکے بعد علماء حق سے دعاؤں کی درخواست کی۔

۲۷ رجب ۵۸۳ھ کو سلطان بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ بیت المقدس میں نوّے (۹۰) برس بعد جمعہ کی نماز ہوئی۔ دور دراز کے علاقوں سے علماء اور عوام تکبیر کی صدائیں بلند کرتے ہوئے بیت المقدس کا رخ کررہے تھے۔

ان لوگوں کی خوشی کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جنکے دلوں میں اسلام کی سر بلندی کی تمنائیں انگڑائیاں لیتی ہیں، جنکی آنکھیں اسلام اور مسلمانوں کو کافروں کی حاکمیت سے آزاد دیکھنے کے لئے ترس رہی ہیں۔ ورنہ وہ لوگ جنھیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ اسلام غالب ہے یا مغلوب، مسلمان حاکم ہیں یا محکوم، انکے لئے یہ سب باتیں بے معنیٰ ہیں۔انکے لئے صرف دو وقت پیٹ کا بھر لینا ہی زندگی ہے۔خواہ انکے اوپر ہندو حکمرانی کریں یا یہودی۔

اتحادی افواج اور شیرِ اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ

دوسری جانب بیت المقدس کی فتح کی خبر عالم کفر پر بجلی بن کر گری، اس خبر نے انکے اندر انتقام کی آگ بھڑکا دی، تمام یورپ مرنے مارنے پر تیار ہوگیا۔ یورپ کے تمام مشہور بادشاہ، شہزادے، سپہ سالار اور جنگجو میدان میں نکل آئے تھے۔ قیصر (Caeser)، فریڈرک (Frederick)، رچرڈ شیر دل (Richard the Lion-Hearted1157-1199,) شاہانِ انگلستان، فرانس، صقلیہ، آسٹریا، ڈیوک اور نائٹ سب اتحادی تھے اور انکے مقابلے میں تنِ تنہا سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ اپنے چند حلیفوں کے ساتھ عالمِ اسلام کی جنگ لڑ رہے تھے۔

پانچ سال مسلسل خونریز جنگیں چلتی رہیں۔ اتحادی افواج بیت المقدس پر قبضہ کرنے کی سر توڑ کوشش کرتی رہیں۔لیکن اللہ کی مدد کے سہارے سلطان رحمۃ اللہ علیہ انکا مقابلہ کرتے رہے۔تھک کر چور ہوجانے کے باوجود آرام کا خیال دل میں نہیں آیا۔ اپنی جان بچانے ...... اقتدار کے مزے لوٹنے ...... اہلِ خانہ کے ساتھ زندگی کا لطف اٹھانے کی خاطر ایمانی غیرت و حمیت کا سودا نہیں کیا۔ نہ یہ خوف کھایا کہ اگر ان اتحادی افواج کے سامنے نہیں جھکے تو یہ

مسلمانوں کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گی۔ بلکہ بے خوف ہوکر تمام عالمِ اسلام کی جانب سے قبلۂ اول کے دفاع کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

آج لوگ کسی صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی تمنا کرتے ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ کسی سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین کو بھیج دیں تو اسکی قدر نہیں کرتے۔ بلکہ انھیں وقت کے صلاح الدین ایوبی نظر ہی نہیں آتے......القدس کی آزادی کے لئے، جو راستہ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا، آج انکے روحانی جانشین اسی راستے پر چل کر القدس تک پہنچنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔

یاد رکھنا چاہئے کہ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ صرف القدس فتح کرنے والے کا نام نہیں۔ یہ ایک جذبہ ہے......ایک عزم ہے......ایک تڑپ ہے......عشق و سرمستی کی وہ انتہا ہے جہاں عقل کو داخلے کی اجازت نہیں......فتح وشکست کا اس سے کوئی تعلق نہیں......جو لوگ مجاہدین کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ فتح وشکست کو دیکھ کر کرتے ہیں، وہ تعقلیت پسند (Rationalists) ہیں، عشق کی انکو ہوا بھی نہیں لگی اور نہ ہی وہ شریعت کے اسرار و رموز سے واقف ہیں۔

یاد کیجئے! سیدنا حضرت نوح علیہ السلام نو سو سال دعوت دیتے رہے لیکن نتیجہ کیا رہا؟ نعوذ باللہ کیا آپکا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ناکام ہو گئے؟ کیا وہ حق پر نہیں تھے؟

درحقیقت عشق و محبت نفع ونقصان کو دیکھ کر نہیں کی جاتی، انجام سے بے پرواہو کر صرف حکم بجالایا جاتا ہے۔ حکم اگر اکلوتے بیٹے کی گردن پر چھری پھیر دینے کا ہے تو فوری تعمیل کی جاتی ہے، عقل نہیں دوڑائی جاتی کہ چھری چلے گی یا نہیں؟ گردن کٹے گی یا نہیں؟ لمبی تاریخ ہے......اسکو اہلِ دل ہی سمجھ سکتے ہیں جنکے دلوں میں ایمان گھر کر گیا ہے۔

چنانچہ یہ امت ہر دور میں صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے راستے پر چلنے والے پیدا کرتی رہی۔ کبھی سلطان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ (فاتح قسطنطنیہ 1481-1432) کی شکل میں، کبھی اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ (1707-1618) کی شکل میں، کبھی سراج الدولہ رحمۃ اللہ علیہ (1799-1749) کی شکل میں تو کبھی سلطان ٹیپو شہید رحمۃ اللہ علیہ (شہادت ۱۷۹۹ء) کی صورت میں، کبھی سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ (1831-1786) کی شکل میں، کبھی میدانِ شاملی کے شہسواروں کی صورت میں۔ صرف غور وفکر کی کمی ہے۔ ورنہ آج بھی یہ امت بانجھ نہیں ہوئی۔ جہادِ افغانستان کی ابتداء سے اب تک مختلف خطوں میں امت کی ماؤں نے کیسے کیسے ہیرے اس دین کے لئے جہاد کے میدانوں میں قربان کر دیئے۔ تاریخ لکھی جائے گی، تب تسلیم

کیا جائے گا۔ کیونکہ لوگ، اپنے دور کی شخصیات کے ناقدرے واقع ہوئے ہیں۔ وہ صرف ماضی کے صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جانتے ہیں جبکہ انکا حال ان کی نظروں سے اوجھل رہتا ہے۔

ایک سوال یہ بھی ہے کہ اگر اس دور میں سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ آجائیں تو ہم میں سے کتنے انکا ساتھ دیں گے؟ اتحادی افواج کے مقابلے انکا اتحادی کتنے مسلمان بن پائیں گے؟ حکومتِ وقت کی ناراضگی، سازشیں فتنے اور ذاتی الجھنوں کے ہوتے ہوئے ایسے کتنے دیوانے ہونگے جو سب کچھ چھوڑ کر بیت المقدس فتح کرنے کے لئے کسی ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چلے جائیں گے؟

تیسرا باب

امام مہدی

حضرتِ امام مہدی کا نسب، حلیہ اور بیعت سے متعلق تفصیلی گفتگو ''تیسری جنگِ عظیم اور دجال'' میں گذر چکی ہے۔ کچھ تفصیل ''برمودا تکون اور دجال'' میں بیان کی گئی ہے۔ یہاں اس بحث سے متعلق مختصراً چند باتیں عرض کریں گے۔ معتزلی فکر کے حامل لوگ امام مہدی کی آمد کے منکر ہیں۔ تواتر معنوی کی حد تک پہنچی احادیث کو رد کر کے یہ لوگ صرف اس ہٹ دھرمی پر قائم ہیں کہ مہدی کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ پوری امت کے چودہ سو سالہ مفسرین، محدثین، فقہاء اور علماء ایک طرف، جن سب کا عقیدہ امام مہدی کی آمد کا ہے، اور یہ حضرات ایک طرف کہ ماننے کا نام ہی نہیں لیتے۔ جبکہ اہلِ سنت والجماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ مہدی آخرالزمان آخری دور میں تشریف لائیں گے۔ کفار اور منافقین سے قتال کر کے روئے زمین پر خلافتِ اسلامیہ قائم کریں گے جو نبوت کے طریقے پر قائم ہوگی۔ ان دشمنانِ اسلام میں وہ نام نہاد مسلمان حکمران طبقہ بھی شامل ہوگا جو اپنے اپنے ملکوں میں اسلامی نظام کے دشمن ہیں۔ اسلامی نظام نافذ ہونے سے انھیں اپنے ہاتھ کٹ جانے، انکی عورتوں کو سنگسار کئے جانے اور انکی اولادوں کو ناحق قتلِ مسلم کے جرم میں پھانسی پے چڑھ جانے کا خطرہ ہے۔

اہلِ سنت والجماعت میں، حضرتِ مہدی اور دجال کی آمد کو تسلیم کرنے کے باوجود انکے متعلق لوگوں کی اپنی اپنی آراء ہیں۔ کچھ لوگ اس موضوع کو اہمیت دیتے ہیں اور کچھ اہمیت دینے کے بالکل مخالف ہیں۔ یعنی اگر فتنوں، حضرت مہدی اور دجال کو بالکل بیان نہ کیا جائے تو بعض لوگوں کے نزدیک اچھا ہے۔ لیکن اگر اس موضوع کو بیان کرنا یا لکھنا شروع کریں تو وہ اسکو کچھ اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ ان میں سے کچھ لوگ امام مہدی کے بیان کی اس لئے مخالفت کرتے ہیں کہ اس سے امت میں سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے۔ عملیت پسندی کم ہوتی ہے۔ لوگ خود کچھ کرنے کے بجائے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر، امام مہدی کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اب جو کچھ کریں گے مہدی ہی آ کر کریں گے۔

حضرتِ مہدی کے تذکرے سے اگر ایسا تاثر ملتا ہے کہ لوگ عمل سے دور ہو جائیں تو یقیناً

ایسے تذکرے سے تذکرہ نہ ہونا بہتر ہے۔لیکن اگراس موضوع پر لکھنے والے کا مقصد ،امت کو بیدار کرنا،ان میں جذبہ جہاد اور کفار سے ٹکرانے کے حوصلے پیدا کرنا، مایوسی و ناامیدی سے نکال کر امید و یقین کی شمعیں روشن کرنا ہوتو اس کی اس وقت اشد ضرورت ہے۔اسکی مخالفت کرنا سمجھ سے بالاتر ہے۔ نیز اس دور میں اگر کوئی اس موضوع کو بیان کررہا ہےتو کوئی نیا کام نہیں کررہا بلکہ ہر دور میں سلف صالحین اس موضوع پر لکھتے رہے ہیں۔اوراپنے اپنے وقت کے حساب سے تطبیق بھی دیتے رہے ہیں۔

کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیوں

ایک خطرناک طوفان جس قوم کے دروازے پر دستک دے رہا ہو،بپھری ہوئی لہریں اپنے ساتھ سب کچھ بہالے جانے کے لئے موجیں ماررہی ہوں،ایسی قوم اگر احتیاطی تدابیر کرنے کے بجائے ،طوفان کے امکان کو ہی رد کرنے لگے،تو انکے انجام کے بارے میں کس کو شک ہوسکتا ہے۔ایسے وقت میں جب عالمِ اسلام اور خصوصاً مسلمانانِ پاکستان انتہائی نازک موڑ پر کھڑے ہوئے ہیں،اگر لوگوں کوان حالات کی نزاکت سے آگاہ کرنا ،جذباتیت اور مبالغہ آرائی ہےتو پھر امت کو جگانے کا مناسب وقت اور طریقہ کیا ہوگا؟ کیا طوفان کے آثار دیکھ کر اسکی آمد کا انکار کردینے سے طوفان ٹل جائے گا......یا گھروں کی دہلیز پر پہنچی سونامی کی لہریں،صرف اسلئے واپس پلٹ جائیں گی کہ ہم نے کوئی تیاری نہیں کی تھی......یا ہم سورہے تھے؟ ہمیں یہ حقیقت تسلیم کرلینی چاہئے کہ ہم خطرات کا ادراک کرکے ان سے اجتماعی مقابلے کے بجائے ،فرداًفرداً مٹ جانے کے عادی ہوتے جارہے ہیں۔ ہرایک جانتا ہے کہ اہلِ حق کے ساتھ کیا ہونے والا ہےلیکن ہم اپنی سستی،کم ہمتی اور کاہلی کو تاویلات کا لباس اوڑھا کر،خواب وخیال کی دنیا میں مگن رہنا چاہتے ہیں۔

کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیوں
ناخدا تو بحر تو کشتی بھی تو ساحل بھی تو

جہاں تک اس بات کاتعلق ہے کہ فتن، دجال اور حضرتِ مہدی کے بیان کو اہمیت دی جائے یا نہیں تو اس میں اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موضوع کو بہت اہمیت دی ہے۔اپنے پیارے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بار بار یاددہانی کراتے رہے۔صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد، تابعین تبع تابعین، مفسرین، محدثین فقہاء اور ہر دور کے علماء اس موضوع پر تصنیفات لکھتے رہے ہیں۔ یہ ایک طویل فہرست ہے،جسکو کتاب کے آخر میں درج کیا گیا ہے۔

امام مہدی کے خروج کی چند نشانیاں

عن بن سیرین قال لا یخرج المهدی حتیٰ یقتل من کل تسعة سبعة(رواه نعیم بن حماد فی الفتن) قال احمد بن شعبان:لیس فیه باس.

ترجمہ: حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مہدی اس وقت تک نہیں نکلیں گے جب تک ہر نو میں سے سات قتل نہ کردیئے جائیں۔

عن عبد الله بن عمروبن العاص رضی الله عنهما أنه رأی بنیاناعلی أبی قبیس فقال یا مجاهد اذا رأیت بیوت مکة قد ظهرت علیٰ اخاشبها وجریٰ الماء فی طرقها فخذ حذرک(ابن حجر فی الفتح وعزاه الفاکهی فی کتاب مکة)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انھوں نے جبل ابی قبیس پر عمارت دیکھی تو فرمایا اے مجاہد جب تم دیکھو کہ مکہ کے دونوں پہاڑوں (جبل ابی قبیس اور جبل قعیقعان) پر گھر ظاہر ہوگئے ہیں اور پانی اسکے راستوں میں جاری ہوگیا ہے تو ہوشیار ہوجانا۔

فائدہ......جبل ابی قبیس صفاء کے اوپر والا پہاڑ ہے۔ جہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کیئے تھے۔اس پہاڑی پر شاہانِ آل سعود کا محل بنا ہوا ہے۔جبکہ جبلِ قعیقعان اسکے سامنے والا پہاڑ ہے۔ایک قول کے مطابق الاخشبان سے مراد جبل ابی قبیس اور جبل احمر ہیں۔(معجم البلدان)

عن یعلی بن عطاء عن ابیه قال کنت آخذا بلجام دابةعبد اللهبن عمرو فقال:اذا رأیت مکة قد بعجت کظائم ورأیت البناء یعلو رؤوس الجبال فاعلم أن الامر قد اظلک(مصنف ابن أبی شیبه)

ترجمہ: حضرت یعلی بن عطاء نے اپنے والد سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا، میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی سواری کی لگام تھامے ہوا تھا،انھوں نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ مکہ میں پانی کی نہریں (پائپ لائن) کھود دی گئی ہیں اور عمارتیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر بلند ہورہی ہیں تو جان لینا کہ قیامت کا معاملہ قریب آپہنچا۔

فائدہ......مکہ مکرمہ میں پائپ لائن کے ذریعے ہر جگہ پانی بھی پہنچادیا گیا ہے۔اور عمارتیں بھی مکہ مکرمہ کے تمام پہاڑوں پر تعمیر کردی گئی ہیں۔

امام مہدی کا خروج کہاں سے ہوگا

جیسا کہ صحیح روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مہدی کا ظہور بیت اللہ میں ہوگا۔یعنی بحیثیتِ مہدی آخرالزماں، آپ سے بیعت حرم شریف میں کی جائے گی۔لیکن خروج سے متعلق صحیح احادیث میں صراحت نہیں ہے۔البتہ سلف صالحین نے بعض احادیث سے یہ مطلب نکالا ہے کہ حضرتِ مہدی کا خروج (بیت اللہ میں بیعت لئے جانے سے پہلے) بلادِ مشرق میں ہوگا۔ یہ حدیث **يقتتل عند كنزكم ثلثة كلهم ابن خليفة** (تمہارے خزانے کے پاس تین گروہ جنگ کریں گے یہ تینوں خلیفہ کے بیٹے ہونگے) والی حدیث ہے۔

چنانچہ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات کی بنیاد پر فرمایا: **ويكون ظهوره من بلاد المشرق لا من سرداب سامرا كما يزعمه جهلة الرافضة**......یعنی حضرتِ مہدی کا ظہور بلادِ مشرق سے ہوگا نہ کہ سامرا کی غار سے جیسا جاہل روافض گمان کئے بیٹھے ہیں کہ وہ اس غار میں موجود ہیں۔یہ آخری زمانے میں انکے نکلنے کا انتظار کررہے ہیں۔یہ انکی ہذیانی کیفیت اور انتہائی مایوسی ہے۔

اسی صفحہ پر آگے فرماتے ہیں''**ويؤيده بناس من اهل المشرق ينصرونه ويقيمون سلطانه ويشدون اركانه وتكون رأياتهم سوداء ايضا ......لان راية رسول الله ﷺ كانت سوداء يقال له العقاب ......والمقصود أنّ المهدى الممدوح الموعود بوجوده فى آخر الزمان يكون اصله خروجه وظهوره من ناحية المشرق ويبايع له عند البيت كما دل على ذٰلك نص الاحاديث** (النہایۃ فی الفتن والملاحم، ج:١، ص:٥٦.٥٥)

ترجمہ:''اہلِ مشرق انکی تائید وحمایت کرینگے۔انکی سلطنت قائم کرینگے اور اسکو مستحکم کرینگے۔ ان (اہلِ مشرق) کے جھنڈے بھی کالے ہونگے ......کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بھی کالا تھا جسکو''العقاب'' کہا جاتا تھا۔خلاصہ یہ ہے کہ مہدی ممدوح آخرالزمان کا اصلی خروج وظہور بلادِ مشرق سے ہوگا اور بیعت بیت اللہ میں لیجائے گی۔نص احادیث اس پر شاہد ہیں''۔(النہایہ فی الفتن والملاحم)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ نعیم ابن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کئی آثار اپنی ''الفتن'' میں روایت کئے ہیں جن میں امام مہدی کے خراسان اور کوفہ میں موجود ہونے کا ذکر ملتا ہے، لیکن سند کے اعتبار سے یہ کمزور ہیں۔

امام مہدی کی مدت

امام مہدی کتنا عرصہ حکومت کرینگے۔ اسکے بارے میں صحیح احادیث میں سات سال یا نو سال کی مدت بیان کی گئی ہے۔

1 ...... **لا تقوم الساعة حتیٰ یملک رجل من اهل بیتی أجلی أقنی یملأ الارض عدلا کما ملئت قبله ظلما یکون سبع سنین** (مسند احمد. اسناده صحیح علی شرط مسلم دون قوله یکون سبع سنین)

ترجمہ: قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص حکومت نہ کرلے۔ (وہ) چوڑی پیشانی والا، کھڑی ناک والا ہوگا۔ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیگا۔ جیسے وہ پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ وہ سات سال رہے گا۔

2 ...... مستدرک حاکم کی روایت کے الفاظ ہیں ''**ویعطی المال صحاحا وتکثر الماشیة وتعظم الامة یعیش سبعا او ثمانیا یعنی حججا** (حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی توثیق کی ہے)

اس حدیث میں سات یا نو سال امام مہدی کے رہنے کی مدت بیان کی گئی ہے۔

3 ...... **یکون فی امتی المهدی ان قصر فسبع والا فثمان والا فتسع** (رواه الطبرانی فی الاوسط ورجاله ثقات. مجمع الزوائد)

میری امت میں مہدی ہوگا۔ اگر کم (مدت رہے تو) سات سال ورنہ آٹھ، ورنہ نو سال۔

4 ...... **ان فی امتی المهدی یخرج. یعیش خمسا او سبعا او تسعا** (رواه الترمذی قال البانی حسن)

بیشک میری امت میں مہدی ہوں گے۔ وہ پانچ سال جئیں گے۔ یا سات یا نو۔

5 ...... **یکون فی امتی المهدی ان قصر فسبع والا فتسع** (ابن ماجه والحاکم. قال البانی حسن)

میری امت میں مہدی ہونگے۔ اگر کم تو سات سال ورنہ نو سال۔

6 ...... **یکون اختلاف عند موت خلیفة...... ویلقی الاسلام بجرانه الی الارض**

فیعیشون بذٰلک سبع سنین او قال تسع سنین (رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح.مجمع الزوائد)مسند ابی یعلی ٦٩٤٠

خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا......اوراسلام روئے زمین پر مضبوط و مستحکم ہو جائے گا۔ چنانچہ لوگ اسی حالت پر سات سال رہیں گے یا نو سال فرمایا۔

حضرتِ مہدی کے دوست

محمد ابن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ایک آدمی نے ان سے مہدی کے بارے میں سوال کیا۔تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ہیہات پھر اپنے ہاتھ سے ساتھ کا ہندسہ بنایا پھر فرمایا'' وہ آخری زمانے میں نکلیں گے جب آدمی اللہ اللہ کہے گا تو قتل کر دیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ انکے ساتھ ایسے لوگوں کو جمع کر دیں گے جو بادل کے ٹکڑوں کے مانند علیحدہ علیحدہ ہونگے۔ اللہ تعالیٰ انکے دلوں میں الفت پیدا فرمادینگے۔ وہ کسی کو اجنبی نہیں سمجھیں گے اور نہ کسی پر اترائیں گے۔ ان میں اصحابِ بدر کی تعداد کے برابر لوگ شامل ہونگے۔ نہ ان سے پہلے والے ان پر سبقت لے جائیں گے اور نہ انکے بعد والے انکو پہنچ سکیں گے،اور وہ حضرت طالوت کے ان ساتھیوں کی تعداد میں ہونگے جنھوں نے انکے ساتھ نہر عبور کی تھی۔'' ابوالطفیل نے کہا ابن حنفیہ نے کہا کیا آپ انکو چاہتے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ (اس کو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے اتفاق کیا ہے۔)

امام مہدی سے متعلق چند سوالات

امام مہدی اور دجال سے متعلق احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرنے کے بعد قاری کے ذہن میں کچھ سوالات پیدا ہوئے ہیں۔ مثلاً

1 ......صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضرتِ مہدی کے دور میں مسلمان بہت خوشحال ہونگے۔ وہ لوگوں کو لپ بھر بھر کے مال تقسیم کرینگے۔ جبکہ صحیح حدیث میں یہ بھی موجود ہے ہے کہ دجال کے وقت تمام دنیا کے وسائل دجال کے قبضے میں ہونگے۔ جو اسکی بات مان لے گا اسکو اپنی جنت عطا کرے گا اور جو اسکی بات نہیں مانے گا اسکو جہنم میں ڈالدیگا۔ اپنے دشمنوں کی کھیتیوں،مویشیوں اور اموال کو تباہ کر دیگا۔ بارشیں روک دیگا۔ زمینیں بنجر ہو جائیں گی۔ بظاہران دونوں باتوں میں تضاد نظر آتا ہے۔

2 ...... جو لوگ امام مہدی کو پہلی بار دیکھ کر پہچان لینگے۔ظاہری حلیہ دیکھ کر پہچانیں گے۔کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ یہ لوگ حضرتِ مہدی سے انکا نام ونسب دریافت کرینگے۔یہاں اگر ظاہری حلیے سے مراد حضرت مہدی کا وہ حلیہ ہے جسکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تو ایسا ظاہری حلیہ بہت سے لوگوں کا ہوتا ہے۔مثلاً ستواں ناک، چوڑی پیشانی وغیرہ۔جہاں لاکھوں کا مجمع ہو وہاں اس حلیے کے لوگ کافی سارے ہونگے۔بعض علماء جنکا تعلق جہاد کے میدانوں سے ہے انکی یہ رائے ہے کہ حضرتِ مہدی ان (بیعت پر اصرار کرنیوالوں) کے ساتھ جہاد کے میدانوں میں رہے ہونگے اور یہ حضرات انکو پرانے مجاہد کے طور پر پہچانتے ہونگے۔البتہ پہلے انکے مہدی ہونے کا علم کسی کو نہیں ہوگا؟ جب مجاہدین کو سخت حالات پیش آئیں گے اور انکی قیادت پے در پے شہید ہوجائے گی یہاں تک کہ النفس الذکیہ بھی شہادت کا جام نوش فرمالیں گے۔ایسے وقت میں وہ علماء حق جو جہاد کے میدانوں سے وابستہ ہونگے ،اللہ تعالیٰ انکی توجہ انکے ایک پرانے ساتھی کی جانب مبذول کرادیں گے کہ اب انکو امیر بناؤ۔پہلے پہل حضرتِ مہدی اپنے ہاشمی ہونے کا انکار کریں گے لیکن بعد میں ان علماء یا مجاہدین کو یقین ہوجائے گا کہ یہی مہدی آخرالزماں ہیں۔چنانچہ انکو بیعت کے لئے تیار کرلیں؟

جواب 1 ...... امام مہدی کے دور میں فراخی اور دجال کے وقت میں تنگی والی احادیث پڑھ کر بظاہر تضاد (Contradiction) لگتا ہے۔حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

صحیح احادیث میں حضرتِ مہدی کے وقت خوشحالی کا دور سات سال یا آٹھ سال یا نو سال آیا ہے۔اوراسکے بعد پریشانی کا دور شروع ہوجائے گا۔

مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے جسکا ایک حصہ یہ ہے ''فیکون کذلک سبع سنین او ثمان سنین اوتسع سنین ثم لاخیر فی العیش بعدہ (مسند احمد)

طبرانی کی روایت ہے ویقسم الاموال ویلقی الاسلام بجرانہ الی الارض فیعیشون بذلک سبع سنین امام مہدی اموال تقسیم کریں گے اوراسلام مضبوط و مستحکم ہوجائیگا۔مسلمان اس حالت میں سات سال رہیں گے۔(علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رجالہ رجال الصحیح)

اس خوشحالی کے دور کی ابتداء کب سے ہوگی؟ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی جیش الخسف عنہا والی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ سفیانی کو شکست دینے کے بعد اسلام اور مسلمانوں کی خوشحالی کا دور شروع ہوجائے گا۔

عن أم سلمة رضی اللہ عنه قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول

یکون اختلاف عند موت خلیفة فیخرج رجل من بنی هاشم فیأتی مکة فیستخرجه الناس من بیته وهو کاره فیبا یعونه بین الرکن والمقام فیجهز الیه جیش من الشام حتی اذا کانو بالبیداء خسف بهم فیأتیه عصائب العراق وأبدال الشام و ینشأ رجل بالشام وأخواله کلب فیجهز الیه جیشا فیهز مهم الله فتکون الدائرة علیهم فذالک یوم کلب الخائب من خاب من غنیمة کلب فیستفتح الکنوزویقسم الأموال ویلقی الاسلام بجرانه الی الأرض فیعیش بذلک سبع سنین أو قال تسع سنین (المعجم الأوسط، ج:۲،ص:۳۵،مسند أبي یعلی:۶۹۴۰،ابن حبان ۶۷۵۷،المعجم الکبیر:۹۳۱،ابن حبان:۶۷۵۷)

ترجمہ: امّ المومنین امّ سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہوگا خاندان بنی ہاشم کا ایک شخص (اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھے خلیفہ نہ بنا دیں) مدینہ سے مکہ چلا جائیگا لوگ (اسے پہچان کر کہ یہی مہدی آخرالزماں ہیں) گھر سے باہر نکال لائیں گے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان انکے نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کرینگے ۔(اس کی بیعت خلافت کی خبر سن کر) شام سے ایک لشکر ان سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوگا چنانچہ یہ لشکر جب بیداء میں پہنچے گا تو دھنسا دیا جائیگا۔اسکے بعد ان کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال حاضر ہونگے ۔پھر ایک شخص شام سے نکلے گا جسکی ننیہال قبیلہ کلُب میں ہوگی وہ اپنا لشکر ان (بنی ہاشم کے اس شخص) کے خلاف مقابلے کے لئے روانہ کریگا اللہ تعالیٰ اس لشکر کو شکست دیگا جسکے نتیجے میں ان پر آفت آئیگی ۔یہی ''کلب'' کی جنگ ہے۔ وہ شخص خسارہ میں رہے گا جو ''کلُب'' کی غنیمت سے محروم رہا۔ پھر وہ (مہدی) خزانوں کو کھول دینگے اور مال تقسیم کریں گے اور اسلام دنیا میں مستحکم ہوجائے گا وہ اس طرح سات یا نو سال رہینگے ۔اس روایت کو طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے اور اسکے تمام راوی صحیح ہیں ۔(مجمع الزوائد،ج:۷،ص:۳۱۵)

جبکہ دجال کے دنیا میں رہنے کی مدت چالیس دن ہوگی جو کہ ایک سال دو مہینے اور تقریبا چودہ دن کے برابر ہونگے ۔دجال کا یہی عرصہ مسلمانوں پر انتہائی آزمائش کا ہوگا۔ نیز دجال کے خروج سے تین سال پہلے سے آزمائشوں کا آغاز ہوجائے گا۔ان احادیث کی روشنی میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ امام مہدی اپنے ابتدائی دنوں میں ہی بڑی بڑی فتوحات کرلیں گے ۔جسکے بعد مسلمانوں کے لئے خوشحالی کا دور شروع ہوجائے گا۔ یہ دور پانچ سے نو سال تک ہوسکتا ہے۔ پھر اسکے بعد مشکلات کی ابتداء ہوگی ۔مسلمان اور منافق الگ الگ ہونے شروع ہوجائیں گے۔صحیح حدیث

میں یہی آیا ہے کہ دجال کے آنے سے پہلے مسلمان اور منافقین الگ الگ ہو جائیں گے۔ **یصبر الناس فی فسطاطین فسطاط ایمان لانفاق فیه فسطاط نفاق لا ایمان فیه.**

یہاں ایک اور سوال ذہن میں آسکتا ہے۔ وہ یہ کہ امام مہدی کے دور میں گھمسان کی جنگیں ہونگی یہاں تک کہ وہ جنگ بھی ہوگی جسکو حدیث میں **الملحمة الکبری** کہا گیا ہے جس میں ۹۹ فیصد مسلمان شہید ہو جائیں گے۔ جنگوں کے ہوتے ہوئے مسلمان کس طرح خوشحال اور پر امن زندگی گذار سکتے ہیں؟

اسکا جواب یہ ہے کہ صحیح حدیث کے مطابق سفیانی کے لشکر کو شکست دینے کے بعد مسلمانوں کی خوشحالی کا دور شروع ہو جائے گا۔ جبکہ ملحمۃ الکبری دجال کے آنے سے ایک سال پہلے ہوگی۔ اس ملحمۃ الکبریٰ کے علاوہ اس عرصے میں اگر جنگیں ہوں تو وہ امن وامان یا خوشحالی کے منافی نہیں ہیں۔ فاتح قومیں جنگیں لڑنے کے ساتھ ساتھ اپنے علاقوں میں امن وامان اور خوشحالی کو بآسانی برقرار رکھ لیتی ہیں۔ تاریخ میں اسکی بڑی واضح مثال امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں موجود ہے۔ آپکے دور میں جنگوں پہ جنگیں لڑی جاتی رہیں اسکے ساتھ ساتھ اسلام اور مسلمان مضبوط بھی رہے اور خوشحال بھی۔

ایک سوال یہ ذہن میں آتا ہے کہ یہ جنگ تو سرزمینِ حجاز و شام میں ہوگی۔ چنانچہ اسکے نتیجے میں زیادہ سے زیادہ ارضِ حجاز یا عرب ممالک میں حضرتِ مہدی اسلامی خلافت قائم کر پائیں گے۔ جبکہ ایران، افغانستان، پاکستان، ہندوستان وغیرہ کی کیا صورتِ حال ہوگی۔ کیا ان جگہوں کے مسلمان بھی اسلامی خلافت کے سائے میں خوشحالی کی زندگی گذاریں گے؟

اسکا جواب ان احادیث میں ملتا ہے جو ان خطوں کی فتوحات سے متعلق آئی ہیں۔ مثلاً مشرق (خراسان) سے امام مہدی کی حمایت میں اٹھنے والے کالے جھنڈوں والی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ علاقے مجاہدین کے قبضے میں ہونگے۔ رہا ہندوستان تو ہندوستان کی فتح کی بشارت بھی حدیث نبوی میں موجود ہے۔ مجاہدین کا لشکر ہندوستان کو بھی امام مہدی کی خلافت میں لائے گا اور وہاں بھی مسلمان ایسی ہی خوشحال زندگی گذاریں گے۔

امام مہدی کے بارے میں اگر چہ حدیث میں عرب کے علاقے کی وضاحت آئی ہے۔ لیکن محدثین نے عجم کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ امام مہدی سے متعلق ایک حدیث ہے ''**لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من اهل بيتي يواطي اسمه اسمي**'' کی تشریح میں ''تحفۃ بالذال'' میں ہے:

"علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں عجم کو بیان نہیں کیا لیکن اس سے وہ بھی مراد ہیں۔ کیونکہ جب وہ (حضرتِ مہدی) عرب ممالک پر حکومت کریں گے اور تمام مسلمانوں کا مقصد ونصب العین ایک ہوگا نیز وہ سب متحد بھی ہونگے تو تمام قوموں پر غالب آجائیں گے۔ اس بات کی تائید ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی کر رہی ہے جس میں یہ ہے کہ وہ (مہدی) مسلمانوں میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نافذ کریں گے اور اسلام روئے زمین پر مستحکم ومضبوط ہوجائے گا۔ وہ سات سال رہیں گے۔"

"ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف عرب کا ذکر اسلئے کیا ہو کہ اس وقت وہ غلبے میں ہوں یا انکے مسلمانوں میں محترم ومعزز ہونے کی وجہ سے اسکا ذکر کیا ہو۔ یا اختصار کی وجہ سے صرف عرب کو ذکر کیا جبکہ مراد اس سے عرب وعجم دونوں ہیں۔ لیکن زیادہ واضح بات یہ ہے کہ عرب کا ذکر اسلئے کیا ہے کہ عجم انکی اطاعت کرتے ہیں"۔ (تحفۃ الاحوذی ج:٦ص:٤٠٢)

جواب 2 ...... دوسرا سوال جو حضرت مہدی کے خراسان یا جہاد کے میدانوں میں ہونے سے متعلق ہے، اسکے بارے میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول اوپر نقل کیا گیا ہے نیز نعیم ابن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے الفتن میں بھی چند آثار نقل کئے ہیں جن سے حضرتِ مہدی کے جہاد کے میدان میں ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ جہاں تک معاصر مجاہدین علماء کی اس رائے کا تعلق ہے کہ بیعت لینے والے حضرات حضرت مہدی کو بحیثیت پرانے مجاہد کے پہچانتے ہونگے، یہ ان علماء کی رائے ہے۔ اگرچہ اس رائے کی تائید حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی کر رہا ہے۔

اتنی بات ضرور سمجھ میں آتی ہے کہ امام مہدی کو وہی علماء حق تلاش کریں گے جو قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے دین کو دنیا میں غالب کرنے کے نظریے پر ایمان رکھتے ہونگے، یہ علماء حق قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے اللہ کے دشمنوں کو شکست دینے کے خواہشمند ہونگے۔

امام مہدی کی حمایت میں مشرق سے آنے والے کالے جھنڈے

اس بارے میں متعدد روایات احادیث کی کتابوں میں آئی ہیں۔ جبکہ آثار کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں ضعیف بھی ہیں اور صحیح احادیث بھی موجود ہیں۔ اسکے باوجود بعض لوگ اسکا انکار کرتے ہیں۔ انکا انکار محض لاعلمی، ضد یا کسی تعصب کی بنیاد پر ہے۔ یہی وہ طبقہ جو امام مہدی کا بھی انکار کرتا ہے۔ انکے پاس نہ کوئی علمی دلیل ہے۔ بلکہ اصولِ احادیث کو ایک طرف رکھ کر یہ بس اس پر بضد ہیں کہ مہدی کے بارے میں تمام احادیث ضعیف ہیں۔

جو لوگ ضد پر آجائیں اور ''میں نہ مانوں'' کی رٹ لگائے رکھیں تو آپ انکو کیسے سمجھا سکتے ہیں؟ انکار کرنے والے حضرتِ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی آمد کا بھی انکار کرتے ہیں۔ نیز دجال کی آمد کے منکر بھی اس دور میں موجود ہیں۔

ان کالے جھنڈوں کے بارے میں علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''یہ کالے جھنڈے وہ ہونگے جو حضرت مہدی کے ساتھ ہونگے...... حضرتِ مہدی کے اپنے جھنڈے بھی کالے ہونگے.... کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بھی کالا تھا۔ جسکو عقاب کہا جاتا تھا۔ اسکو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بن ولید نے مشرقی دمشق میں ''ثنیہ'' نامی مقام پر نصب کیا ہوا تھا۔ اس جگہ کو ابھی تک ثنیۃ العقاب کہا جاتا ہے۔ یہ جھنڈا روم و عرب کے کافروں پر عذاب تھا۔'' (النہایۃ فی الفتن والملاحم ج:ا ص:۱۷)

مشرق سے اٹھنے والے کالے جھنڈوں کے بارے میں مستند روایات

1......عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:یقتتل عند کنزکم ثلاثۃ کلھم ابن خلیفۃ ثم لایصیر الیٰ واحد منھم.ثم تطلع رأیات سود قبل المشرق فیقاتلونکم قتالا لم یقاتلہ قوم ثم ذکر شئیا فقال اذا رأیتموہ فبایعوہ ولو حبواً علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المھدی ھٰذا حدیث صحیح علی

شرط الشیخین وقال الذهبی رحمۃاللّٰہ علیہ:علی شرط البخاری ومسلم
(المستدرک علی الصحیحین للحاکم مع تعلیقات الذهبی فی التلخیص ج:۴، ص؛ ۵۱۰)

ترجمہ:حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:تمہارے خزانے پر تین آدمی جنگ کریں گے۔تینوں خلیفہ کے بیٹے ہونگے۔پھر یہ(خزانہ)ان میں سے کسی کے ہاتھ نہیں لگے گا۔پھر کالے جھنڈے مشرق سے ظاہر ہونگے۔وہ تم سے ایسے جنگ کریں گے کہ کسی قوم نے ایسی جنگ نہیں کی ہوگی۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بیان فرمایا۔پھر فرمایا:جب تم انکو دیکھو تو انکے ہاتھ پر بیعت کر لینا خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔کیونکہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہونگے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی توثیق کی ہے۔اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ،امام احمد رحمۃ اللہ علیہ،ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو اپنی سند سے روایت کیا ہے اور کہا ہے ''ہٰذا اسناد قوی صحیح''(النہایہ فی الفتن)

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ہٰذا اسناد صحیح رجالہ ثقات''

علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ''حدیث صحیح المعنی دون قولہ:''فانہ خلیفة اللہ المهدی'' .واسنادہ حسن۔(سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ)

2 ......عن بن مسعود رضی اللّٰہ عنه قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذ قال یجئ قوم من ههنا واشار بیده نحو المشرق اصحاب رأیات سود یسألون الحق فلا یعطونه مرتین او ثلاثا فیقاتلون فینصرون فیعطون ما سألوا فلا یقبلونه حتیٰ یدفعوها الی رجل من اهل بیتی فیملأها عدلا کما ملئوها ظلما فمن ادرک ذٰلک منکم لیأتهم ولو حبوا علی الثلج (رواہ ابو عمرو الدانی)
قال ابو عبد الله محمد حسن محمد حسن الشافعی صحیح .ورواہ ابن ماجه،رحمۃاللّٰہ علیه

ترجمہ:حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قوم یہاں سے آئے گی اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا۔کالے جھنڈوں والے ہونگے۔حق(امارت)کا سوال کرینگے۔چنانچہ وہ(عرب کے حکمران)نہیں دینگے۔دو مرتبہ یا تین مرتبہ۔سو وہ قتال کرینگے۔

پس انکی مدد کی جائے گی۔ اسکے بعد وہ (عرب) ان کو امارت دینگے۔ کالے جھنڈوں والے اب اسکو قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے اک شخص کو امارت دیدیں گے۔ پس وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیگا جیسا کہ وہ پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ سو تم میں سے جو انکو پالے ضرور انکے ساتھ آجائے خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔ (اسکو ابو عمرو الدانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور محقق ابو عبداللہ محمد حسن محمد حسن الشافعی نے اسکو صحیح کہا ہے۔)

3 ......عن بن مسعود رضی اللّٰہ عنه قال بینما نحن عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم إذ اقبل فتیة من بنی هاشم فلما رآهم النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اغرورقت عیناه وتغیر لونه قال فقلت ما نزال نری فی وجهک شیا نکرهه فقال ان أهل بیت اختار الله لنا الآخرة علی الدنیا وان اهل بیتی سیلقون بعدی بلاء وتشریدا وتطریداحتی یأتی قوم من قبل المشرق معهم رأیات سود فیسالون الحق فلا یعطونه فیقاتلون فینصرون فیعطون ما سألوا فلا یقبلونه حتیٰ یدفعوها الی رجل من أهل بیتی فیملؤها قسطا کما ملؤوها جورا فمن ادرک ذٰلک منکم فلیأتهم ولو حبوا علی الثلج(اخرجه ابن ابی شیبة(۳۷۷۲۷)،نعیم بن حماد فی الفتن،ابن ماجة(۴۰۸۲)،ابو نعیم(۲۷).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، کہ بنو ہاشم کے کچھ نوجوان آئے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دیکھا تو آپکی چشمِ مبارک سرخ ہوگئیں اور چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہوگیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے دریافت کیا، ہم آپکے چہرے پر ناپسندیدگی کی آثار دیکھ رہے ہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک ہم اہلِ بیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مقابلے آخرت کو پسند فرمایا ہے، اور میرے اہلِ بیت کو میرے بعد تکالیف اور جلاوطنی کا سامنا ہوگا، یہاں تک کہ مشرق کی جانب سے کچھ لوگ آئیں گے، جنکے ساتھ کالے جھنڈے ہونگے، تو وہ حق کا سوال کریں گے۔ وہ (بنو ہاشم) ان (کالے جھنڈے والوں) کو نہیں دیں گے، چنانچہ وہ قتال کریں گے اور انکی مدد کی جائے گی، پھر یہ انکو وہ کچھ دیں گے جسکا انھوں نے سوال کیا تھا لیکن اب وہ اسکو قبول نہیں کریں گے، یہاں تک کہ اس کو وہ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص کو دیدیں گے۔ پس وہ زمین کو عدل سے ایسے بھردے گا جیسے ظلم سے بھری ہوئی تھی، سو تم میں سے جو ان (کالے جھندوں) کو پالے انکے ساتھ ہوجائے خواہ اسکو برف پر گھٹنوں

کے بل چل کر آنا پڑے۔

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ''زوائد ۱۴۴۱'' میں فرماتے کہ اس سند میں یزید ابن ابی زیاد کوفی مختلف فیہ ہیں۔ لیکن اس میں زیاد ابن ابی زیاد منفرد نہیں ہیں بلکہ اس حدیث کو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں عمرو بن القیس عن الحکم عن ابراہیم کے طریق سے روایت کیا ہے۔ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک حاکم کی جس روایت کی جانب اشارہ کیا ہے اسکو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے موضوع کہا ہے۔ لیکن شیخ احمد الغماری نے ''ابراز الوھم المکنون'' میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اور انکے بھائی عبداللہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے جواب میں کہتے ہیں: ''یہ حدیث موضوع نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی ایسے راوی نہیں ہیں جو کذاب یا وضاع ہوں۔ نیز جبکہ اسکے اور طرق بھی موجود ہیں۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اسی طریق سے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے جسکو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے۔ (بحوالہ العرف الوردی فی اخبار المہدی مع تحقیق شیخ ابویعلی البیضاوی)

4 ......عن الزھری قال تقبل الرایات السود من المشرق یقو دھم رجال کالبخت المجللة أصحاب شعور أنسابھم القریٰ وأسمائھم الکنیٰ یفتحون مدینة دمشق ترفع عنھم الرحمة ثلاث ساعات. (رواہ نعیم بن حماد فی الفتن عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ، ج:۱،ص:۲۰۶)

ترجمہ: امام زہری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کالے جھنڈے مشرق سے آئیں گے جنکی قیادت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی جو جھول پہنی خراسانی اونٹنیوں کے مانند ہونگے بالوں والے ہونگے، انکے نسب دیہاتی ہونگے اور انکے نام کنیت (سے مشہور) ہونگے، وہ دمشق شہر کو فتح کریں گے تین گھنٹے رحمت ان سے دور رہے گی۔

نوٹ: اسکو نعیم ابن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

افغانستان کی موجودہ صورتِ حال

اللہ تعالیٰ نے امریکہ کے مقابلے طالبان کو بڑی کامیابیوں سے نوازا ہے۔ طاقت کے نشے میں چور امریکی بے سروسامان طالبان ملاؤں کے سامنے اب بے بس نظر آ رہے ہیں۔ نورستان سے سرحدی چوکیاں خالی کردی گئی ہیں۔

دوسری جانب پاکستان کے ساتھ مل کر امریکہ اس ہاری ہوئی جنگ کو جیتنا چاہتا ہے۔ پاکستان میں موجود امریکی لابی، امریکیوں کو یہ یقین دلانے میں کامیاب ہوچکی ہے کہ پاکستانی فوج نے جس طرح سوات وقبائل میں کامیابی حاصل کی ہے اسی طرح افغانستان میں بھی امریکہ کو یہ جنگ جیت کر دے سکتی ہے۔ چنانچہ ایک طرف پاکستان میں بعض طالبان ذمہ داران کی گرفتاری اور دوسری جانب پاکستانی فوج کے سربراہ کو امریکہ بلاکر انتہائی اعزاز واکرام سے نوازنا، مستقبل کی صورتِ حال کو واضح کررہا ہے۔

امریکہ اپنے مسلمان نما دوستوں کے ساتھ مل کر امیر المؤمنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ کے مقابلے میں کچھ ایسے طالبان کو اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے جو اسلامی امارت کے مشن سے دستبردار ہوکر جمہوری سیٹ اپ میں شامل ہوسکیں۔ اسکے لئے یقیناً بہت محنت ہورہی ہے۔ لیکن اللہ کی رضا کی خاطر جہاد کرنے والوں کو ایسی باتوں سے ہوشیار تو ضرور رہنا چاہیے البتہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر طالبان قیادت کے اہم کمانڈر جہاد چھوڑ کر امریکی منصوبے پر راضی ہو جاتے ہیں تو کیا جہاد بند ہوجائے گا؟ کیا حق مخصوص ذمہ داران کے ساتھ خاص ہے کہ اگر یہ جہاد کریں گے تو جہاد حق ہے اور جہاد چھوڑ کر جمہوری نظام میں شامل ہوجائیں گے تو جمہوریت حق بن جائے گی؟

ایسا ہرگز نہیں ہے۔ افغانستان میں جو لوگ اسلامی نظام کی واپسی کے لئے لڑ رہے ہیں، وہ اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک فتح نہ مل جائے یا وہ شہادت کا جام پی کر اپنے رب کے پاس پہنچ جائیں۔ اور جو حق کا راستہ چھوڑ کر باطل کے ساتھ جاملیں گے وہ اللہ کے دین کو نقصان نہیں پہنچاسکتے، بلکہ وہ خود کو ہی نقصان پہنچائیں گے۔ جہاں تک فتح وشکست کا تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے کہ کب اہلِ حق کو فتح ملے گی۔ لیکن جو بات ہمارے لئے اہم ہے وہ یہ ہے کہ ہم ہر حال میں حق والوں کا ساتھ دیتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ فتح قریب ہے۔

اہلِ عدن (یمن)......اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے والے

عن بن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :یخرج من عدن ابین اثنا عشر الفاینصرون اللہ ورسولہ ھم خیر من بینی وبینھم (مسند احمد بن حنبل)وقال الھیثمی رواہ ابو یعلی والطبرانی ورجالھما رجال

الصحیح غیر منذر الافطس وھو ثقة(مجمع الزوائد)وقال البانی رحمة اللّٰہ علیه فی "السلسلة الصحیحة" صحیح.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عدن ابین سے بارہ ہزار افراد نکلیں گے جو اللہ اور اسکے رسول کی مدد کرینگے۔ وہ میرے اور انکے مابین سب میں بہتر ہونگے۔

نوٹ: علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسکے تمام راوی صحیح ہے البتہ منذر الافطس ثقہ ہیں۔ اور علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے "السلسلۃ الصحیحۃ" میں اس کو صحیح کہا ہے۔

فائدہ...... عدن اَبین جنوبی یمن کا ساحلی شہر ہے۔ آج کل عدن (Aden) کے نام سے مشہور ہے۔ اہلِ یمن کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا بھی کی ہے۔

افغانستان وعراق کے بعد امریکہ یمن میں بھی آپریشن کا آغاز کرنا چاہتا ہے۔ آپ دیکھئے کہ ان جگہوں پر یہودی امریکی فوج کو بھیج رہے ہیں جن کے بارے میں احادیث میں یہ ذکر ہے کہ ان جگہوں سے حضرتِ مہدی کی حمایت میں مجاہدین آئیں گے۔

عراق جنگ

عن ابی الزاعراء قال ذکر الدجال عند عبدالله بن مسعود فقال یفترق الناس عند خروجه ثلاث فرق فرقة تتبعه (وفرقة تلحق باهلها منابت الشیح)وفرقة تأخذ شرط هذا الفرات یقاتلهم ویقاتلونه حتی یقتلون بغربی الشام فیبعثون طلیعة فیهم فرس أشقر أو أبلق فیقتتلون فلا یرجع منهم أحد هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه. (مستدرک علی الصحیحین، ج:۴،ص:۶۴۱)

ترجمہ: حضرت ابوزاعراء فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے دجال کا ذکر ہوا تو فرمانے لگے کہ دجال کے وقت لوگ تین جماعتوں میں تقسیم ہوجائیں گے۔ایک جماعت اس کے ساتھ ہوجائے گی،(اور ایک جماعت گھاس اگنے کی جگہ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ شامل ہوجائے گی) اور ایک جماعت اس فرات کے کنارے ڈٹ جائے گی۔ دجال ان سے جنگ کرے گا اور یہ دجال سے جنگ کرینگے۔ (لڑتے لڑتے آگے بڑھتے جائینگے) یہاں تک کہ مغربی شام میں جنگ کرینگے۔پھر (ریکی کے لئے) ایک دستہ بھیجیں گے جس میں چتکبرے یا بھورے رنگ کے گھوڑے ہونگے، یہ (وہاں) جنگ کرینگے۔چنانچہ ان میں سے کوئی بھی واپس نہیں آئے گا۔

نوٹ: یہ حدیث راقم نے ''تیسری جنگِ عظیم اور دجال'' میں نقل کی تھی۔وہاں متن میں غلطی تھی جسکی وجہ سے ترجمہ بھی غلط کیا گیا تھا۔اسکو یہاں متن وترجمے میں قوسین میں درست کیا گیا ہے۔تمام حضرات اسکو درست فرمالیں۔

امریکی طریقۂ کار اور چند عبرتیں

امریکہ جہاں بھی اپنی عسکری مہم کا آغاز کرتا ہے اس سے پہلے اس ملک میں ایسے طبقات کو تلاش کرتا ہے جو اسکے لئے کام کرسکیں۔عام طور پر وہاں کی اقلیت انکے لئے زیادہ کارآمد اور بعض وجوہات کی بناء پر آسانی سے استعمال کے قابل ہوتی ہے۔چنانچہ ان طبقات کو بڑے بڑے فنڈ جاری کئے جاتے ہیں اور ان قوتوں کو مضبوط کیا جاتا ہے۔عراق میں صدام حسین کا تختہ الٹنے کے

لئے عراق کی اقلیت (روافض) کو مضبوط کیا گیا۔امریکہ نے شیعہ سنی اختلاف کا خوب فائدہ اٹھایا اور اہلِ تشیع سے کچھ معاہدے کرنے کے بعد انکو مکمل طور پر اپنے لئے استعمال کیا۔

اہلِ تشیع عراق پر اپنے سیاسی اقتدار کی جنگ میں یہ بالکل بھول گئے کہ وہ امریکہ کا ساتھ دیکر کتنی بڑی غلطی کر رہے ہیں۔لیکن تاریخی تعصب اور اقتدار کا نشہ انسان کو ایسا اندھا کر دیتا ہے کہ اسے کرسی کے سوا کچھ نظر نہیں آرہا ہوتا۔

مجلسِ اعلیٰ برائے اسلامی انقلاب فی عراق المعروف تنظیم بدر

اسکو آیت اللہ محمد باقر حکیم نے ایران میں قائم کیا تھا۔محمد باقر حکیم صدام حسین کی فوج میں تھا لیکن ۱۹۸۰ء کی عراق ایران جنگ میں عراق سے بھاگ کر ایران چلا گیا تھا۔ایران میں محمد باقر حکیم ایرانی انٹیلی جینس ایجنسی کے تعاون سے ٹریننگ کیمپ چلا رہا تھا تاکہ عراق میں روافض کو منظّم کیا جا سکے۔عراق پر امریکی قبضے کے بعد امریکی فوج نے انکو ایک معاہدے کے تحت عراق میں داخل ہونے کی اجازت دیدی تھی۔امریکہ نے انکو عراقی امن فوج میں ضم کر دیا۔جہاں یہ حکومت کے اعلیٰ عہدوں تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔یہاں تک کہ انکو وزارتِ داخلہ بھی مل گئی۔

وزارتِ داخلہ حاصل کرنے کے بعد انھوں نے ایک تنظیم بنائی جسکا کام سنی علماء کو قتل کرنا، ائمۂ مساجد، ڈاکٹر اور تاجر حضرات وغیرہ کو اغوا کرنا،عقوبت خانوں میں تشدد کرکے مارنا، پھر کسی دور دراز کے علاقے میں لاش پھینک کر چلے جانا۔پولیس اور دیگر حکومتی شعبوں میں سنیوں کو مجاہدین کا حامی کہہ کر گرفتار کرلیا جاتا۔ان سابق عراقی فوجی افسروں کو ٹارگٹ کلنگ میں قتل کرا دیا جاتا جو عراق ایران جنگ میں پیش پیش رہے تھے۔

عراق سے سنیوں کا خاتمہ

یہ ایسا کڑوا سچ ہے جو اب ہمیں تسلیم کر ہی لینا چاہئے کہ یہودی اور دیگر اسلام دشمن قوتیں اہلِ سنت اور اہلِ تشیع کو الگ الگ حیثیت میں دیکھتی ہیں۔یوں تو تمام تاریخ اسلام اس پر شاہد ہے لیکن عراق کے اندر جو کچھ امریکیوں نے کرایا اس نے ہر ایک کی آنکھیں کھول دی ہیں۔یہ مکمل منصوبہ تھا جسکے تحت عراق کی سنی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کیا جانا تھا۔امریکہ کو اس میں ایران کی مکمل حمایت حاصل تھی چنانچہ ایران سے آیت اللہ محمد باقر حکیم کو اسکے مسلح رضا کاروں کے ساتھ عراق بھیجا گیا۔

اس منصوبے کے تحت سنی آبادی پر جہازوں، ہیلی کاپٹروں سے بمباری کر کے بستیوں کو اجاڑ دیا گیا اور بچ جانے والوں کو نقلِ مکانی پر مجبور کیا گیا۔بلیک واٹر کے ساتھ محمد باقر حکیم کے مسلح

غنڈوں کے ذریعے سنیوں کے محلوں پر حملے کئے جاتے اور آبادی کی آبادیوں کو اس طرح ملیامیٹ کردیا جاتا کہ پیچھے رونے والے بھی باقی نہ بچتے۔ بغداد، فلوجہ، تلعفر، موصل، سمارا، رمادی، اور بصرہ میں صحافیوں نے ایسا قتلِ عام دیکھا کہ غیر مسلم بھی اسکو برداشت نہ کرسکے۔ چنانچہ امریکی صحافی اسٹیفن نے روافض کے جرائم سے پردہ اٹھایا۔ اسکا یہ کالم نیویارک ٹائمز میں شائع ہوا۔ اس نے اپنے کالم میں عراق میں تعینات برطانوی اعلیٰ حکام پر الزام عائد کیا کہ انھوں نے شیعہ گروہوں کو عراقی پولیس میں داخل کیا ہے۔ اسکے کالم کے چار دن بعد اسکی لاش کہیں سڑک پر پڑی پائی گئی۔

سنیوں کا یہ قتلِ عام اس قدر بڑے پیمانے پر تھا کہ وہ لوگ بھی چیخ پڑے جو شیعہ سنی اختلاف پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ ھیئۃ علماء اسلام کے ترجمان نے اسکو سنیوں کا قتلِ عام قرار دیا۔ حتیٰ کہ عراقی صدر جلال طالبانی اور کردستان صوبے کے صدر مسعود بارزانی نے اس وقت کے وزیرِ اعظم ابراہیم جعفری سے مطالبہ کیا کہ عرب سنیوں کے خلاف جرائم کو روکا جائے۔ ابوغریب جیل کے ظلم کی کچھ داستانیں آپ نے سن رکھی ہیں لیکن عراق سنی اگر محمد باقر حکیم کے لوگوں کے ہاتھ گرفتار ہوجاتا تو وہ تمنا کرتا کاش اسے امریکی لیجاتے۔

بلیک واٹر نے مختلف رافضی گروہوں کو کرائے پر لیا اور انکے ذریعے یہ سب کچھ کیا گیا۔ چونکہ انکو سنیوں کے ایک ایک گھر کی معلومات تھیں لہٰذا انھوں نے منظّم انداز میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا۔ ان دشمنانِ اسلام کی اخلاقی پستی دیکھئے، صرف فلوجہ شہر کے اندر ۱۴۹ سنی خواتین کی عزتیں مسجد میں لاکر تارتار کی گئیں۔ اس کے علاوہ مساجد، مدارس، سنیوں کے بڑے بڑے تجارتی مراکز اور فیکٹریاں سب کچھ تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ جمعے کے دن نمازیوں سے بھری مسجدوں کی چھتیں بارود لگا کر نمازیوں کے اوپر گرادی گئیں۔ عقوبت خانوں میں بند کر کے انکو ٹوٹے ہوئے شیشوں پر چلایا جاتا، ڈرل مشینوں سے جسموں میں سوراخ کئے جاتے۔

کیا یہ فرقہ وارانہ فسادات تھے

عام طور پر لوگ ایسی لڑائیوں کو فرقہ وارانہ فساد کہہ کر نظر انداز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ عراق میں جو کچھ ہوا یہ فرقہ وارانہ فساد نہیں تھا بلکہ باقاعدہ جنگ تھی جو امریکی پیسے اور اسلحے کے ذریعے عراق کے سنیوں پر مسلط کردی گئی تھی۔ منظّم انداز میں انکا وجود مٹانے کے لئے لشکر کے لشکر سنی آبادیوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔ ایک گروہ جو آپ کو دشمن سمجھتا ہے، مسلح ہوکر آپکا وجود ہی مٹادینا چاہتا ہے لیکن آپ ہیں کہ بس یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ فرقہ وارانہ فساد کی سازش ہے۔

بلیک واٹر ان ایکشن

بلیک واٹر کے بارے میں بندہ اپنی کتاب ''برمودا تکون اور دجال'' میں بیان کر چکا ہے۔ یہاں اسکے طریقہ کار اور اہداف کے بارے میں بات کرینگے۔ جیسا کہ آپکو علم ہے کہ بلیک واٹر ایک نجی فوج ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امریکہ کی مضبوط فوج کے ہوتے ہوئے ایک نجی فوج کی کیوں ضرورت پڑی؟ پھر ریاست کے اندر ریاست قائم کرنے کی اجازت دینی والی قوت کونسی ہے؟ امریکی حکومت نے انکو امریکی فوج سے زیادہ اختیارات کس کے دباؤ میں آکر دیئے؟ کیا ایرک پرنس ہی اصل مالک ہے یا پسِ پردہ کوئی خفیہ، لیکن انتہائی طاقتور شخص موجود ہے؟ آپ شاید سوچ رہے ہوں ڈک چینی؟ ہرگز نہیں۔ ڈک چینی صرف فرنٹ مین تھا۔ ڈوریں کہیں اور سے ہلائی جارہی ہیں۔

وہ جو بھی ہو لیکن اتنا واضح ہے کہ اسکے سامنے امریکی قانون، آئین اور پینٹاگون یہ سب کوڑا کرکٹ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ بلیک واٹر کا قیام پہلا تجربہ ہو ایک ایسی فوج کا جو حکومتوں سے آزاد ''ایک فرد'' کی زیرِ کمان ہو، جو دنیا کے تمام قانون و قاعدوں سے بالاتر ہو کر صرف اپنے گرینڈ ماسٹر کے احکامات کی پابند ہو۔

دوسری جانب پاکستان میں بلیک واٹر کو آنے کی اجازت دینا نئے عالمی منظر نامے کو اور واضح کر رہا ہے۔ سیاسی تجزیہ نگار جس تناظر میں عالمی سیاسی صورتِ حال کو دیکھ رہے ہیں اور تجزیہ کر رہے ہیں وہ شاید سطحی ہے۔ اگر ہم تمام معاملات کا گہرائی سے مطالعہ کریں، تو ہر بڑے مسئلے کے پیچھے انتہائی خفیہ ہاتھ نظر آئیں گے۔ مثال کے طور پر عراق پر امریکی حملے کو سطحی نظر سے دیکھیں تو ہماری نظر سابق صدر جارج ڈبلیو بش پر جا کر رک جائے گی۔ اس کو مزید گہرائی سے دیکھیں گے تو ہمیں بش کے پیچھے ڈِک چینی جیسی بااثر شخصیات کھڑی نظر آئیں گی جنھوں نے اس منصوبے کو تکمیل تک پہنچانے میں بش سے زیادہ کردار ادا کیا۔ بلکہ یوں کہا جائے تو بہتر ہوگا کہ بش کو ایک مہرے کے طور پر استعمال کیا۔ لیکن اس سے زیادہ مزید گہرائی میں جائیں تو ڈک چینی

کے پیچھے راک فیلر ز نظر آئیں گے عراق کے خلاف اصل فتنہ گری انہی کی ہے۔لیکن جب آپ راک فیلرز ،روتھ شیلڈ یا مختصراً یوں کہہ لیجئے تمام سرکردہ یہودی قوتوں کا مطالعہ کریں تو آپ محسوس کریں گے کہ ان سب کے پیچھے ''ایک فرد'' ہے جوان سب سے طاقتور ہے،اور یہ تمام یہودی قوتیں اسکواپنا بڑا مان کر چل رہی ہیں، ایسا ایک بار نہیں ہوا بلکہ تاریخِ یہود میں ایسا کئی بار ہو چکا ہے۔ خصوصاً یہودیوں کی اپنی صفوں میں،تجارت اور سیاست میں پیدا ہونے والے بحرانوں میں۔

چنانچہ بعض محققین یقین کی حد تک اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ وہ ''خفیہ فرد'' کانا دجال ہے جو پردے کے پیچھے رہ کران سب کو چلا رہا ہے۔

یہ خفیہ ہاتھ پاکستان میں کئی مرتبہ حرکت میں آیا ہے۔خصوصاً پرویز مشرف کے اقتدار پر قبضہ کرنے سے لے کر اب تک۔آپ دیکھیں گے کہ جب پاکستان کے اندر امریکہ مخالف قوتیں (جو پاکستان کوامریکی جنگ سے باہر نکالنا چاہتی ہیں) کچھ متحرک ہوتی ہیں اور معاملات امریکی اور بھارتی لابی کی پکڑ سے باہر جانے لگتے ہیں تو فوراً کچھ نادیدہ قوتیں درمیان میں آکر سب پہلے جیسا کردیتی ہیں،اور پھر سب کچھ امریکی مرضی کے مطابق ہونے لگتا ہے۔ظاہراً مہرے سامنے نظر آتے ہیں،لیکن وہ صرف مہرے ہی ہیں۔

بلیک واٹر کا طریقۂ کار

کسی بھی ملک میں اپنا ہدف متعین کرنے کے بعد بلیک واٹر اس ملک میں اپنے دشمن کے دشمن سے رابطہ کرتی ہے۔انکو ہر طرح کی امداد دیکر اپنے دشمن کے خلاف انکو منظّم کرتی ہے۔ دشمن کے تمام طبقات کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔انکی آبادیاں کہاں کہاں زیادہ ہیں،تجارتی مراکز کہاں واقع ہیں،حکومتی اداروں میں انکے دشمن کن کن جگہوں پر ہیں،یہاں تک کہ گھروں کی معلومات کہ کس گھر میں کتنے افراد ہیں،حفاظت کے کیا انتظامات ہیں،اسلحہ ہے یا نہیں؟

پاکستان میں یہ تمام معلومات بلیک واٹر جمع کرچکے ہیں،جسکا سب سے بڑا ذریعہ مشرف کا قائم کردہ ''نادرا'' ہے۔اسکے علاوہ بینکوں سے اکاؤنٹ کی تفصیل حاصل کی جاچکی ہیں۔مثال کے طور پر لاہور کے ایک بڑے بینک میں دن دہاڑے بلیک واٹر آئے اور مع منیجر کے تمام عملے کو ایک طرف کھڑے ہوجانے کا حکم دیا،انکے افراد بینک کے کمپیوٹر پر بیٹھے اور تمام ریکارڈ اپنے ساتھ کاپی کرکے لے گئے۔

یہ صرف ایک واقعہ نہیں بلکہ پاکستان بھر میں ایسے واقعات تسلسل سے ہو رہے ہیں۔ اسلام آباد جیسے شہر میں پولیس والوں کو سڑک پر لٹا کر سب کے سامنے مارنا، ناکوں پر کھڑے فوجیوں کو گالیاں دینا، کسی گاڑی کے آگے نکل جانے کی صورت میں اسکوروک کر پٹائی کرنا، جام میں پھنس جانے پر گاڑی سے نکل کر اسلحہ سے عوام کو دہشت زدہ کرنا، بڑے بڑے کنٹینرز کراچی سے لاہور اور لاہور سے بذریعہ موٹر وے اسلام آباد بغیر چیک کئے پہنچنا، جدید امریکی اسلحہ پنجاب، کراچی، گلگت اور سرحد کے مختلف شہروں میں اپنے دشمن کے دشمن طبقے کو تقسیم کرنا، وطن عزیز میں روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ لیکن ''کہیں اوپر'' سے حکم یہ آیا ہے کہ اب میڈیا پر کوئی خبر نہیں لگنی چاہیئے۔ وزیرِ داخلہ کا بیان اخبارات کی زینت بنا کہ پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کرانے کے لئے پیسہ اور اسلحہ تقسیم کیا جاچکا ہے۔ یہ تقسیم کرنے والے کون ہیں اور تقسیم کس کو کیا گیا، یہ بتانے کی اجازت نہیں ہے۔

پاکستان میں بلیک واٹر کے اہداف

انکو ہم درجات میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1 ...... وہ علماء جو امریکہ کے خلاف جہاد کی کھلے عام دعوت دیتے ہیں۔

2 ...... پاکستان میں موجود وہ طالبان اور مجاہدین جو براہِ راست القاعدہ کے ساتھ منسلک ہیں۔ یاد رہے کہ بلیک واٹر صرف پشاور شہر میں اب تک ایسے دس سے زیادہ مجاہدین کو گھر پے چھاپہ مار کر شہید کر چکے ہیں۔

3 ...... وہ مجاہدین جو طالبان سے تعلق رکھتے ہیں اور انکے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔

4 ...... وہ علماءِ حق جنکا تعلق اس مکتبِ فکر سے ہے جنھوں نے ہر دور میں غیر ملکی حملہ آوروں کے سامنے جھکنے کے بجائے انکے خلاف جہاد کا اعلان کیا۔ جنکا شجرہ نسب شمالی کے مجاہدین سے جا کر ملتا ہے۔ اندیشہ ہے (اللہ کرے اندیشہ غلط ہو) کے اس طبقے کا قتلِ عام کیا جائیگا۔ خصوصاً کراچی میں۔

5 ...... فوج اور خفیہ اداروں میں وہ افراد جو طالبان کو ابھی بھی تزویراتی گہرائی (Stretagic Depth) کے طور پر دیکھتے ہیں۔

6 ...... وہ تاجر جو دینی جذبہ رکھتے ہیں۔

انکے اہداف پڑھ کر پریشان نہ ہوئیے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دفاع آپ پر فرض کیا ہے، ان اسلام دشمنوں سے لڑنے کی تیاری کیجئے۔ اور پاکستان کے ہر شہر کو انکا فلوجہ بنا دیجئے۔

حفاظتی تدابیر

موجودہ حالات اور آئے دن کی ٹارگٹ کلنگ خود آنے والے حالات کی داستان بیان کررہی ہے۔خصوصاً کراچی میں رستہ چلتے بچے سے بھی آپ پوچھیں کہ کراچی میں کیا ہونے والا ہےتو وہ بھی آپکو صاف صاف بتا دیگا۔

جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

اگر آپ اپنی عزت، دولت، گھر بار بیوی بچوں، ملک اور سب سے بڑھ کر اپنا دین بچانا چاہتے ہیں تو حملہ آور دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو تیار کر لیجئے۔اگر آپ اپنے گلی محلوں کو فلوجہ،تلعفر، بغداد ورمادی بنتا نہیں دیکھنا چاہتے تو ابھی سے بیدار ہو جایئے۔ورنہ یاد رکھیئے لکھنے والے کا قلم ان مناظر کو لکھنے سے عاجز آجائے گا۔پاکستانی مسلمانوں کے خلاف کفار کی نفرت عراقی مسلمانوں سے زیادہ ہے۔جی ہاں اہلِ بوسنیا سے بھی زیادہ۔

باتیں بہت ہیں لیکن یہ وقت عمل کا ہے....اگر آپ کو اپنے ملک سے پیار ہے.....اپنے دین سے پیار ہے...اپنا کاروبار جو آپ نے دن رات کی محنت کر کے کھڑا کیا ہے.....بیوی بچے جو آپ کا کل سرمایہ حیات ہیں.....ان سب کے دفاع کے لئے آپ کو خود ہی اٹھنا ہوگا۔ذیل میں چند آسان تجاویز ہیں جو انکے لئے ہیں جو جینا چاہتے ہیں،اور جو خودکشی کا فیصلہ کر چکے انکو کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔آپکے تیاری کرنے سے اللہ تعالیٰ اسلام کے دشمنوں پر رعب بھی ڈالیں گے اور آپکی مدد بھی فرمائیں گے۔لیکن اگر آپ تیاری نہیں کریں اور خاموشی سے گھروں میں دبکے بیٹھے رہیں گے تو آنے والے حالات ٹل نہیں جائیں گے۔

1 ......سب سے پہلے گھر کے تمام مرد حضرات جہادی تربیت حاصل کریں۔وہ وقت قریب ہے کہ جب لوگ تمنا کریں گے کہ کاش!انکے گھر میں کوئی تربیت یافتہ مجاہد ہوتا۔

2 ......جس طرح کا اسلحہ اکٹھا کر سکتے ہیں کرلیں،اور گھر کے تمام افراد مع خواتین کے اسکو چلانا اور کھولنا جوڑنا سیکھ لیں۔

3 ......گلی محلّہ کی سطح پر لوگوں کو تیار کریں اور کسی بھی حملے کی صورت میں اجتماعی لائحہ عمل بنائیں۔ابتداء میں مشکلات ہونگی لیکن محنت ولگن ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے۔مشکل حالات میں افراتفری کے بجائے صبر وسکون کے ساتھ حالات سے نمٹا جائے۔

4 ......گھر کے تمام افراد کو بھوک پیاس برداشت کرنے کی عادت ڈلوائیں۔

5 ......ایسے علاقے میں رہائش نہ رکھیں جہاں دیندار طبقے کے دشمن رہتے ہوں۔نیز ان علاقوں

میں بھی نہ رہیں جہاں دشمن آپکے بارے میں معلومات رکھتا ہو۔

6 ......گھریلو اخراجات کم کریں اور پیسہ جمع کر کے اسلحہ خریدیں۔

7 ......اپنے اوپر کسی بھی حملے کی صورت میں مزاحمت کا عزم کرلیں۔اس سے اللہ تعالیٰ آپکے دشمنوں پر رعب طاری کردیں گےاور آپ کے لئے بچ نکلنے کے راستے آسان فرمادیں گے۔

8 ......گھریلو ساز وسامان کم رکھیں، جتنے ہلکے ہونگےنقل وحرکت اتنی ہی آسان ہوگی۔اسلحہ ضرور اپنے ساتھ رکھیں۔دباؤ میں آنے کی صورت میں رہائش تبدیل کردیں۔

9 ......گھر میں غذائی مواد زیادہ تعداد میں جمع کر کے رکھیں۔خصوصاً بھنے ہوئے چنے، کھجوریں وغیرہ۔

10 ......دنیا کی کسی بھی چیز کو اپنی مجبوری نہ بنائیں۔مثلاً لذیذ کھانے،ائیر کنڈیشنڈ، آرام پسندی وغیرہ۔صرف اور صرف اپنا دین بچانے کی فکر کریں۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے دل کو خالص کر لیں۔اور انہی کی ذات سے گڑگڑا کر عافیت واستقامت مانگتے رہیں۔

کیا واقعی ایسا وقت آنے والا ہے

اگر ہم اپنی روز مرہ کی زندگی میں مگن ہوں اور اپنے اردگرد کے حالات سے بے خبر ہوجائیں، اپنے محلے پڑوس میں لہراتے ہوئے اسلحہ سے آنکھیں بند کرلیں، اور اپنے خلاف زہر اگلتے نعروں سے کان بند کرلیں تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔پھر ہمیں یوں ہی لگے گا کہ یہ سب باتیں مبالغہ آرائی اور لوگوں کو بلاوجہ ڈرانے کے لئے کی جارہی ہیں۔یہاں ہر طرف امن وامان ہے کسی کی جان و مال کو کوئی خطرہ نہیں۔نہ یہاں امریکہ آئے گا نہ بھارت حملے کی جرأت کریگا۔نہ بلیک واٹر کو اتنی ہمت ہے کہ وہ پاکستان جیسے ایٹمی ملک میں یہ سب کرسکیں۔یقیناً ایسے لوگ ہیں جو آج بھی ایسی باتیں کررہے ہیں۔لیکن یہ آخری درجے کی غفلت ہے۔اور غفلت کا دوسرا نام تباہی ہے۔

غافلوں کا انجام

اس طبقے کا انجام اگر دیکھنا ہوتو آیئے تاریخ کے صفحات الٹیئے:

یہ ساتویں صدی ہجری (تیرھویں صدی عیسوی) کا بغداد ہے......خلافتِ بنو عباسیہ کا دارالخلافہ بغداد......شہرِ بغداد، دنیا کے حسین ترین شہروں میں شمار ہوتا ہے......دنیا اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ شہر کے گلی کوچوں میں موجود ہے......بازار کی رونقیں ایسی کہ اہلِ دنیا کے دل اسکی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں......تفریح گاہیں ہیں کہ لوگوں کا اژدحام ہے......مدارس وخانقاہیں

شائقین علم سے کھچا کھچ بھری ہوئی......تمام عالمِ اسلام کا مرکز بغداد...... دیکھنے والے کہہ سکتے تھے کہ اسکے شباب پر کبھی زوال نہیں آئے گا......

بغداد کا ہر طبقہ اپنی اپنی دنیا میں مست تھا،حکمران محلات کی دنیا میں مدہوش......تاجر بازاروں کے اسیر......اہلِ علم علمی موشگافیوں کا شوق پالے،......سب سوئے ہوئے سوائے چند کے......بلکہ خود فریبی کے نشے میں دھت......خطرات سے آنکھیں بند کئے بچی کھچی گنتی کی سانسیں پوری کر رہے تھے......اس وقت...... جب خطرات فصیلِ بغداد کے باہر پڑاؤ ڈال چکے تھے......ہلاکو خان لشکرِ جرار لے کر بغداد کا محاصرہ کر چکا تھا لیکن عوام وخواص کی حالت جوں کی توں برقرار تھی......ایسا بھی نہ تھا کہ یہ آفت اچانک آ گئی ہو......بلکہ فطرت کے اصول کے مطابق بہت پہلے سے انکو بیدار کرنے کا سامان ہو چکا تھا......ان سے پہلے تاتاری لشکر،سلطنتِ خوارزم کو تہہ بالا کر کے ملیامیٹ کر چکا تھا......لیکن خواب وخیال کی دنیا میں رہنے والے خوش تھے کہ ہماری باری نہیں آئے گی......بغداد کی باری کبھی نہیں آئے گی......انکے نفس نے اس دعوے پر دلیلیں بھی گڑھ دی ہونگی......کہ یہ دارالخلافہ ہے......یہ عالمِ اسلام کا مرکز ہے......یہاں علم کے پہاڑ بستے ہیں......ہزاروں کی تعداد میں مساجد ہیں......بڑی بڑی خانقاہیں ہیں۔

لیکن خواب تو خواب ہی تھے سو چکنا چور ہوئے......تاتاری بغداد کا محاصرہ کر چکے تھے......اور غافل تھے کہ نہ جاگنے کی قسم کھا بیٹھے تھے......

۶۵۶ ہجری (1258ء) محرم کا آخری عشرہ،تاتاری بغداد میں داخل ہوئے......اور ایسا قتلِ عام کیا کہ مؤرخ کا قلم اس ظلم کو زیرِ قرطاس لانے کی ہمت نہیں کر پاتا تھا......چالیس دن تک مسلمانوں کو قتلِ عام ہوتا رہا،نہ عورتیں بچیں نہ بچے......نہ بوڑھوں پر ترس کھایا گیا نہ بیماروں پر......نہ مساجد میں امان ملی نہ خانقاہیں محفوظ رہیں......صرف یہود و نصاریٰ کو چھوڑا گیا اور رافضیوں کو۔جس نے وزیر ابن علقمی کے گھر میں پناہ لے لی اسکو امان مل گئی۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''مقتولین کی تعداد کے بارے میں لوگوں کی مختلف آراء ہیں۔بعض کہتے ہیں آٹھ لاکھ مسلمانوں کو قتل کیا گیا،بعض نے کہا دس لاکھ اور بعض نے انکی تعداد بیس لاکھ بتائی ہے۔چالیس دن تک تاتاری قتل وغارت گری کرتے رہے،چالیس دن کے بعد بغداد کی حالت ایسی تھی جیسے چھتیں زمین پر آ لگی ہوں،شہر ویران تھا......لاشوں کے ٹیلے تھے...بارش نے شکلوں کو اور خراب کر دیا تھا،جسکی وجہ سے سارا شہر بدبو سے متعفن تھا......بچے کھچے لوگ متعدی امراض میں مبتلاء ہو گئے......ہوائیں چلیں تو ملکِ شام تک اس تباہی کے

اثرات لے کر گئیں......وہاں بھی بیماریاں پھوٹ پڑیں......وباء پھیلی......طاعون پھوٹ پڑا...... بڑی تعداد میں لوگوں کی ہلاکتیں ہوئیں"۔(البدایہ والنہایہ)

یہ وہی بغداد تھا......رونقیں......جگمگاہٹیں......ہنگامے......رعنائیاں......جلوتیں اور خلوتیں......لیکن اب کچھ بھی نہیں بچا تھا۔

بغداد کی تباہی اور وزیر ابن علقمی کا گھناؤنا کردار

ابن علقمی خلیفہ مستعصم باللہ کا وزیر تھا۔ یہ غالی رافضی تھا جسکے دل میں سنیوں کی نفرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے:

"اسکا مقصد اہلِ سنت والجماعت کی خلافت کو ختم کر کے، فاطمیوں (شیعوں) کی خلافت قائم کرنا تھا، وہ بغداد سے تمام سنیوں کو مٹانے کا خواہشمند تھا، مساجد و مدارس کو تباہ، اور خلیفہ اور اسکے خاندان کو نیست و نابود کرنا چاہتا تھا"(البدایہ والنہایہ)

چنانچہ اس نے ملا نصیر الدین طوسی (متوفی ۶۷۲ھ مطابق ۱۲۷۳ء)، جو کہ ہلاکو خان کا مشیر خاص اور غالی رافضی تھا، کے ذریعے چنگیز خان و ہلاکو سے رابطہ استوار کیا۔ اور بغداد پر حملے کے لئے تاتاریوں کو اکساتا رہا۔ دھیرے دھیرے خلافت کو کمزور کرنے لگا۔ مسلمانوں کی فوج کی تعداد خلیفہ مستنصر (مستعصم کے والد) کے آخری ایام میں دس لاکھ تھی۔ ابن علقمی نے اسکی تعداد کم کرتے کرتے دس ہزار کر دی۔ خلافت کے تمام راز تاتاریوں کو باقاعدگی سے دیتا رہا۔

جب ہلاکو خان نے بغداد کا محاصرہ کیا تو اسنے خلیفہ مستعصم کو ہلاکو کے پاس جانے پر زور ڈالا۔ چنانچہ خلیفہ سات سو سواروں کو ساتھ لیکر ہلاکو کے پاس روانہ ہوا، جن میں بغداد کے بڑے بڑے علماء، فقہاء، وزراء اور معتمدین شہر شامل تھے۔ جبکہ خود ابن علقمی ان سب سے پہلے مع خاندان کے ہلاکو خان کی پناہ میں پہنچ چکا تھا۔

خلیفہ اور ہلاکو میں مذاکرات ہوئے۔ ایک مرحلے پر ہلاکو مان گیا اور بعض شرائط کے ساتھ واپس جانے پر راضی ہو گیا۔ لیکن عین اس وقت ابن علقمی اور نصیر الدین طوسی نے ہلاکو خان کے کان بھرے اور مذاکرات ناکام کرا دیئے۔ (آج بھی ابن علقمی کی اولاد یہی کام کر رہی ہے)

خلیفہ وقت گھوڑوں کے سموں تلے

ابن علقمی نے ہلاکو کو مجبور کیا کہ وہ خلیفہ کو قتل کر دے۔ لیکن ہلاکو خان خلیفہ کا خون بہانے سے ڈر رہا تھا۔ اسکا یہ عقیدہ تھا کہ ایسا کرنے سے آسمان سے اس پر آفت نازل ہو جائے گی۔ اسکا حل

ابن علقمی نے یہ بتایا کہ اسکو چٹائی میں لپیٹ کر اسکے اوپر گھوڑے دوڑا دیئے جائیں۔اس طرح خلیفہ کا خون زمین پر نہیں گریگا اور ہلا کو آسمانی آفت سے بچ جائے گا۔
خلیفہ کے ساتھ ان تمام علماء وفقہاء کے بارے میں بھی ابن علقمی نے قتل کا مشورہ دیا جو خلیفہ کے ساتھ آئے تھے۔اس غدار نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ خلیفہ کے محل سے عورتوں اور بچوں کو پکڑ واتا اور ایک ایک کر کے انکو بکریوں کی طرح ذبح کراتا۔خلیفہ کے تمام رشتہ داروں کو اسی طرح ذبح کیا گیا۔ اسکی خواہش تھی کہ بغداد میں سنیوں کے مدارس کی جگہ شیعوں کے مدارس قائم ہوں،مساجد کی جگہ امام باڑے ہوں،لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکو دنیا میں ہی ذلیل کیا اور نامراد مرا۔
یہ تاریخ پڑھ کر،اہلِ بغداد کی سستی،کوتاہ اندیشی اور خوش فہمی ابھی تک آپ کی سمجھ میں نہیں آئی ہوگی کہ دشمن کو بغداد کے دروازے پر دیکھ کر بھی کیونکر وہ لوگ دشمن سے جہاد کے لئے تیار نہیں ہوئے؟

اسی طرح آپ نے مسلم ہندوستان کی تاریخ کا مطالعہ بھی کیا ہوگا اور شاید آج تک مغل حکمرانوں کو کوستے ہونگے کہ انکی نااہلی نے اتنی بڑی مسلم سلطنت کو آنکھوں دیکھتے انگریزوں کی غلامی میں دیدیا۔حکمرانوں کے ساتھ ساتھ آپ اس وقت کی مسلم عوام کو بھی سخت سست کہتے ہونگے کہ دشمن کو سر پر آتا دیکھ کر حکمرانوں سے بغاوت کر کے خود دشمن سے مقابلے کو کیوں نہ نکلے؟
آپکو کیسا لگے گا اگر مؤرخ ان مذکورہ اقوام میں آپ کا بھی اضافہ کر دے۔اور لکھ دے کہ مسلمانانِ پاکستان کیسے تھے جنکے سامنے انکا دشمن انکے شہروں پر قبضے کرتا رہا اور وہ سب کچھ آرام سے برداشت کرتے رہے۔کیسے دانشور اور اہلِ علم تھے کہ دشمن سے تیاری کے بجائے اپنی فوج کو ان قوتوں کے خلاف لڑنے پر لگا دیا جوانکے دشمن سے ٹکرا رہے تھے۔

آج کے ابن علقمی

آج ایک نہیں کتنے ابن علقمی ہیں جو ابن علقمی کے خواب کو تعبیر دینے کے لئے دن رات ایک کیئے ہوئے ہیں،کتنے نصیر الدین طوسی ہیں جو ہلاکوئے وقت کے مشیر بنے بیٹھے ہیں،راز بیچنے والے پاکستان کے سیاہ سفید کے مالک ہیں...... پیغامات اور خصوصی پیغامات لیکر خصوصی ایلچی،کبھی تہران جاتے ہیں تو کبھی لندن...... نادرا سے ڈیٹا حاصل کر کے نقشوں پر سرخ نشانات لگائے جارہے ہیں......دکانوں......تجارتی مراکز......فیکٹریوں اور گلی محلوں کی تفصیل تیار ہو چکی ہے......کہاں دوست ہیں کہاں دشمن......کہاں پر امن شہری ہیں اور کہاں دہشت گردوں کے ہم

مسلک...... گن شپ ہیلی کاپٹر کہاں کے لئے موزوں ہیں اور نئے ایف 16 کہاں کے لئے بہتر رہیں گے......

رات جب گہری ہونے لگتی ہے اور اندھیرا ہر چیز کو ڈھانپنے لگتا ہے...... خود فریبی کے شکار سرابوں کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تھک ہار کر چور...... اوندھے منہ، غافل پڑے ہوتے ہیں...... ایسے میں آج کے ابن علقمی آج کے ہلاکو کو کیا مشورے دیتے ہیں...... کیا راز بیچتے ہیں اور کب آنے کی دعوت دیتے ہیں......

دیکھئے اگر آنکھیں ہیں...... سنئے اگر سماعت نے ساتھ نہیں چھوڑا...... محسوس کیجئے اگر حواس باقی ہیں...... یہ تقسیم ہوتا اسلحہ...... منتخب وزارتیں...... مخصوص مدت کے لئے کھلنے والے اسلحہ لائسنس...... اداروں میں اتھل پتھل...... نظریاتی پاکستانیوں کو دہشت گردوں کا حامی اور ''پرو طالبان'' کہہ کر سائڈ لگا دیا جانا...... اس آگ کی تپش محسوس کیجئے جس نے ابھی صرف بولٹن مارکیٹ کو خاکستر کیا ہے...... یاد کیجئے ان منظم گروہوں کو جو کراچی میں فیکٹریوں کی فیکٹریاں اکھاڑ کر لے گئے...... سنئے ان چیخوں کو جو ابھی فرداً فرداً اٹھتی ہیں اور پھر ٹریفک کے شور میں کہیں گم ہو جاتی ہیں...... بھول گئے تو فلوجہ کو دوبارہ پڑھ لیجئے......

لیکن یہ سب انکے لئے ہے جنکو اللہ نے آنکھیں دی ہیں جو دیکھتی ہیں...... کان دیئے ہیں جنکی قوتِ سماعت ختم نہیں ہوئی...... اور احساس ہے کہ ابھی مردہ نہیں ہوا...... وہ جانتے ہیں کہ حالات ہمارے بیان سے بھی زیادہ نازک اور خطرناک ہیں۔ نہ اسلحہ کسی سے پوشیدہ ہے نہ اہلِ حق کے بارے میں تفصیلی معلومات اکٹھا کیا جانا ڈھکی چھپی بات ہے۔ بلیک واٹر کے ساتھ کون ہیں، اور برطانیہ امریکہ کے ساتھ کس کی خفیہ گٹھ جوڑ ہے سب کچھ سامنے ہے۔ لیکن آنکھیں موند کر اپنی ہی موج مستی میں کھو جائیں تو کچھ بھی نہیں...... یہ سب جذباتی باتیں ہیں...... لوگوں کو ڈرانے کے لئے...... مبالغہ آرائی ہے...... یہاں کچھ نہیں ہونے والا......

دوست و دشمن کو پہچانیئے

پاکستان کے مقتدر حلقوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ پاکستان کا دفاع وہی طبقہ کر سکتا ہے جسکو آج امریکہ و بھارت کے کہنے پر دشمن اور غدارانِ وطن کی صف میں شمار کیا جانے لگا ہے۔ جہادِ افغانستان سے لیکر طالبان تک اور جہادِ کشمیر کے آغاز سے لے کر اب تک، کون سا مکتبِ فکر ہے جو اسلام کے نام پر پاکستان کے دفاع کے لئے مسلسل قربانیاں دیتا آ رہا ہے۔ مشرف نے ہر

میدان میں پاکستان کو نقصان پہنچایا ہے، اس فکری میدان میں بھی جہاں اس نے ان طبقات کو اوپر لانے کی کوشش کی ہے جنکا نہ کوئی نظریہ ہے نہ نصب العین۔ جہاں سے پیسہ مل جائے اسی کے نعرے اسی کے حق میں ریلیاں۔

مستقبل قریب بھی اس حقیقت کو آشکارا کردیگا کہ بھارتی وامریکی یلغار کے سامنے، سرحدو قبائل، آزاد کشمیر وگلگت، سیالکوٹ تا بہاولنگر، بہاولنگر تا کراچی، مسلمانانِ پاکستان کی حفاظت کے لئے کون اہلِ وفا قربانی دینگے۔

لیکن عقلمندی یہی ہے اس وقت کے آنے سے پہلے دوست و دشمن کی پہچان کیجئے، اتنا نہ گر یئے کہ کل نظریں ملانے کا حوصلہ بھی نہ رہے۔ میڈیا میں موجود بھارتی و یہودی لابی نے اگرچہ لوگوں کو اندھا وبہرہ کردیا ہے۔ لیکن آپ حقیقت جانتے ہیں کہ بھارت سے پیسہ کس کو مل رہا ہے، را(RAW) اور سی بی آئی کے خفیہ افسران کراچی ولاہور میں کس کے مہمان بنتے ہیں، دبئی ولندن میں کس کے بچوں کی فیسیں اور اہلِ خانہ کی شاپنگ کے خرچے وہاں موجود بھارتی سفارت خانہ برداشت کرتا ہے، صرف اس بات کے عوض کہ ان غداروں نے اپنی فوج کا رخ بھارت سے موڑ کر پاکستان کے نظریاتی محافظوں کی جانب پھیر دیا ہے، اور بھارت سے دوستی کی پینگیں بڑھانے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

آپ جانتے ہیں جن کو آپ بھارتی ایجنٹ کہہ رہے ہیں، انکے دلوں میں بھارت کی نفرت اس طرح کوٹ کوٹ کر بھری ہے کہ جہاد چھوڑ کر گھر میں بیٹھنا گوارا کرلیں گے، بھوک سے تڑپ تڑپ کا جان دیدیں گے، لیکن پاکستان کے خلاف بھارت سے ہاتھ نہیں ملائیں گے۔ یہ انکے لئے ناممکنات میں سے ہے۔ ممکن ہے بھارتی ایجنسیوں نے ایسی کوششیں کی ہوں، لیکن بھارت کو اسکا عملی جواب افغانستان میں دیدیا جاتا ہے۔ افغانستان میں بھارتی فوج اور اسکے مفادات پر جو ضربیں لگتی ہیں آپ جانتے ہیں کہ یہ وہی دیوانے ہیں جنکی رگ رگ میں بھارت کی نفرت و دشمنی بھری ہوئی ہے۔ بھارت کے لئے یہی انکا عملی جواب ہوتا ہے۔

یہ سب وہ باتیں ہیں جو ہر باخبر پاکستانی جانتا ہے، لیکن اس اندھے، بہرے اور گونگے فتنے نے سب کو ہپناٹائز (مسحور) کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب مجاہدین کشمیر کے بارے میں بھی وہی نظریہ بنایا جارہا ہے جو بھارتی لابی چاہتی ہے۔ دشمن بھارت ہے، فوج کو اس طرف واپس لانا ہوگا۔ بھارت کا ہاتھ ہمارے گلے تک پہنچ چکا ہے، اگر دیر کی تو برہمن کی انگلیاں شہہ رگ پے سخت ہوتی چلی جائیں گی، اور پاکستان میں بھارت کے نمک خوار یہی تاثر دیتے رہیں گے کہ پنڈت جی

ہمارا گلہ نہیں دبا رہے بلکہ سارنگی و گٹار پے انگلیاں تھرتھرا رہے ہیں تاکہ امن کی فضاؤں میں سریلے سرگم اور مدھر موسیقی کی لہریں بکھر جائیں۔

پاکستان میں موجود اس طبقے کی یہ دیرینہ خواہش رہی ہے کہ سرحدی لکیریں حرفِ غلط کی طرح مٹا کر مسلمانانِ پاکستان کو بھی گنگا جمنی تہذیب میں ایک غوطہ لگوایا جائے تاکہ بھارت کی طرح یہاں کا چپہ چپہ، قریہ قریہ ''بندے ماترم'' کے نعروں سے گونجنے لگے۔

امریکہ و بھارت کی کوشش ہے کہ پاکستانی فوج قبائل میں الجھی رہی جبکہ پاکستان کے لئے ضروری ہے کہ وہ فوج کو قبائل سے نکال کر مشرقی سرحد پر لگائے۔ میڈیا کے شور شرابے کی پروا نہیں کرنی چاہیئے۔ میڈیا ہی کی شرانگیزی کی وجہ سے آج پاکستانی فوج قبائل میں الجھی ہوئی ہے۔ میڈیا قبائل میں حالات کو سنگین بنا کر پیش کرتا ہے گویا طالبان تھوڑی دیر میں اسلام آباد پر قبضہ کرنے والے ہیں۔ یہ ہر قیمت پر یہ چاہتے ہیں کہ فوج قبائل میں ہی پھنسی رہے تاکہ بھارت و امریکہ کے لئے پاکستان کو تر نوالہ بنانے میں آسانی رہے۔ کوئی بھی ایسا شخص جو صحیح معنوں میں پاکستان کا ہمدرد ہے وہ اس بات کی حمایت نہیں کرے گا کہ فوج اپنے ہی لوگوں سے الجھی رہے۔ جتنے لوگ اس آپریشن کی حمایت کر رہے ہیں یہ سب وہ ہیں جو کل تک پاک فوج کے وجود تک کو مٹانے کی باتیں کرتے تھے۔ اب انکو اپنی مراد پوری ہوتی نظر آ رہی ہے۔ انکے دو دیرینہ دشمن، مجاہدین اور فوج ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ ہر دو صورتوں میں انھیں خوشی ہی خوشی مل رہی ہے۔

جہاں تک فوج کی حمایت میں نکالی جانے والی ریلیوں کا تعلق ہے، تو جان لیجئے یہ فوج کی حمایت میں نہیں بلکہ یہ ریلیاں اس خوشی میں ہیں کہ انکے خوابوں کو تعبیر ملی ہے کہ فوج کو اس طبقے کے ساتھ لڑا دیا گیا ہے۔ یہ ریلیاں انکے دلوں میں چھپی اسی خوشی کا اظہار ہیں۔ آپریشن کی حمایت کرنے والے کچھ وہ ہیں جنکو براہِ راست بھارتی لابی بڑے بڑے فنڈ جاری کر رہی ہے۔ امریکہ و برطانیہ کے دورے، اسلام آباد اور دیگر بڑے شہروں میں پلاٹ، ماہانہ وظائف، حکومتی خرچ پر فائیو اسٹار ہوٹلوں میں علماء مشائخ کانفرنسیں، یہ سب ایک ہی آواز بول رہے ہیں جس سے امریکہ خوش ہو جائے اور پاکستان کے وجود پر زخم در زخم لگتے رہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو میڈیا سامنے لا رہا ہے جو امریکہ و بھارت کی خواہش پوری کرنے میں پیش پیش ہیں۔ جبکہ اس طبقے کی آواز کو دبا دیا گیا یا میڈیا سے ہی انکو غائب کر دیا گیا جو واقعی پاکستان کے ہمدرد ہیں۔

اللہ کے قانونِ فطرت کے راستے میں نہ آیئے۔ اگر شہدا کا رب مجاہدین ہی کے ہاتھوں

بھارت کو فتح کرانے کا فیصلہ فرما چکے ہیں تو آپ انکا راستہ نہیں روک سکتے۔اگر روکنا ہے تو اسلام آباد و کراچی میں بیٹھی اس بھارتی لابی کو لگام ڈالئے جس نے پاکستان کو آج اس نہج پر پہنچایا ہے کہ بھارت کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا ہے۔انہی غداروں کی بدولت قوم پانی کے قطرے قطرے کی محتاج ہوتی جارہی ہے۔حالانکہ پانی کا مسئلہ پاکستان کی بقا سے تعلق رکھتا ہے۔اس بقا کی خاطر ان لوگوں کے لشکر بنائیے جو قبائل میں آپریشن کا مطالبہ کرتے ہیں،انکو مقبوضہ کشمیر بھیجئے آپ کو پتہ لگے گا کہ یہ اس ملک کے ساتھ کتنے مخلص ہیں۔

پاکستانی کون ہیں؟

اگر آپ یہ مانتے ہیں کہ پاکستان کلمہ کے نام پے وجود میں آیا تو پھر اس پاکستان کو آپ سرحدوں میں کیوں محدود کرتے ہیں۔جب پاکستان کلمے کے نام پر وجود میں آیا تو یہ ہر اس مسلمان کا ملک ہے جو کلمے کے لئے جیتا اور کلمے کے لئے مرتا ہے۔خواہ وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں پیدا ہوا ہو۔ہر وہ مسلمان پاکستانی ہے جسکی زندگی کا مقصد اس کلمے کی سربلندی کے لئے کلمے کے دشمنوں سے لڑنا ہے۔خواہ وہ عرب میں پیدا ہوا یا افریقہ میں.....اس نے دہلی میں آنکھیں کھولی ہوں یا سرینگر میں۔جبکہ وہ غدارانِ ملت کیونکر پاکستانی ہو سکتے ہیں جو مسلمانوں کو برہمن کی غلامی میں دینے کے آرزومند ہیں....جو اس کلمے کی بالادستی کے بجائے اس خطے میں ہندو کی بالادستی قبول کر لینے کی دعوت دے رہے ہیں،جو کھلی آنکھوں قوم کو اجتماعی خودکشی کی جانب دھکیل رہے ہیں۔

ہندوستانی مسلمان کس کے ساتھ جہاد کریں گے؟

اب جبکہ دنیا کے مختلف خطوں میں مسلمانوں کے اندر جذبۂ جہاد انگڑائیاں لے رہا ہے۔اپنی کھوئی ہوئی عظمت، رفتہ واپس لانے کے لئے نوجوانوں میں احساس پیدا ہوتا جارہا ہے۔دنیا بھر میں مجاہدین باطل قوتوں کے سامنے سینہ سپر ہوئے ہیں۔ایسے وقت میں یہ سوال بہت اہم ہے کہ آبادی کے لحاظ سے ایک بڑی تعداد ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کی ہے،آخر کیا وجہ ہے کہ وہ ابھی تک اس انداز میں جہاد میں شریک نہیں ہو سکے جیسا کہ ہونا چاہئے تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انکا سامنا دنیا کی مکار ترین قوم سے ہے جس نے اپنے مکروہ چہرے پر دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کا نقاب اوڑھ رکھا ہے۔لیکن ہندوستانی مسلمانوں کو وقت کی نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے خود کو جہاد کے لئے تیار کرنا چاہئے۔غلامی میں رہتے رہتے

کہیں برہمن کی غلامی کا احساس ہی ختم نہ ہو جائے۔

بہت آسان سا سوال اپنے ہندوستانی مسلمان بھائیوں سے کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ہر مسلمان کی طرح آپ بھی امام مہدی کے منتظر ہونگے، اگر امام مہدی تشریف لے آئیں تو آپ حضرات کیا کریں گے؟ آپ وطن کا ساتھ دینگے یا اسلام کا؟ امام مہدی کے ساتھ مل کر بھارتی فوج کا مقابلہ کریں گے یا ''حکمت و مصلحت'' کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں گے؟

اگر امام مہدی کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے تو یہ حکمِ جہاد اس وقت بھی ہے۔ اور فرضِ عین ہے۔ لہٰذا آپکے لئے ضروری ہے کہ ہندوؤں کے خلاف جہاد میں شرکت کریں۔ مسلمانانِ ہند کو اپنی آنے والی نسلوں کو مسلمان بنائے رکھنے کے لئے ہندوؤں سے آزادی حاصل کرنی ہی ہوگی۔ ورنہ دھیرے دھیرے ہندو کا زہر بچے بچے کی شریانوں میں خون بن کر دوڑ رہا ہوگا۔ اردو زبان سے مسلمانوں کا رشتہ کاٹ دینے کے بعد انکا اپنے ماضی سے کتنا تعلق رہ جائے گا اسکو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ اپنے منھ سے جتنے چاہیں دعوے کرتے رہیں '' آپ کو ہندوستان میں ہر طرح کی مذہبی آزادی حاصل ہے اور آپکو مساویانہ حقوق دئے گئے ہیں،'' لیکن ہندوستان سے باہر آپکی حالتِ زار پر دنیا افسوس کرتی ہے۔ آپکی پسماندگی کے بارے میں چھپنے والی اکثر رپورٹیں پڑھ کر تو یوں لگتا ہے گویا آپ کو شودر بنا دیا گیا ہے۔

عالمِ اسلام کروٹ لے چکا ہے، جہاد کے میدان گرم ہیں، نوجوان سج دھج کے حوروں کی جانب دوڑے چلے جاتے ہیں...... مائیں جوان بیٹوں کو اللہ کے نام پر قربان کر رہی ہیں...... شجاعت و بہادری کی ایسی تاریخ رقم کی جارہی ہے جس پر امت بجا طور پر فخر کرسکتی ہے۔ دنیا بھر سے مسلمان جہاد میں شریک ہونے کے لئے ارضِ جہاد ارضِ افغان کا رخ کئے جارہے ہیں لیکن آپ کہاں ہیں؟

برہمن کی عیاری نے یادداشت پر شاید ایسا وار کیا ہے کہ اب جامع مسجد دہلی اور لال قلعے کو دیکھ کر بھی اپنی عظمتِ رفتہ یاد نہیں آتی...... بابری مسجد کے بعد اتنی مساجد شہید ہونے کے باوجود بھی سومنات کو توڑنا ہی بھول بیٹھے...... جس قوم کی عورتوں کو آپ نے عزت دی اور عورت کا مقام عطا کیا آج وہی قوم تمہاری عزتوں کو بھرے بازاروں میں نیلام کرتی پھرتی ہے...... تمہاری کمزوری اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ پہلے دنیا سے چھپ چھپا کر یہ ظلم کرتے تھے لیکن اب خود ساری دنیا کو دکھاتے ہیں...... تمہاری بے بسی کی ویڈیو بنا کر عالمی میڈیا کو دیتے ہیں......

غلامی اتنی بھی کیا کہ آقا نے مسجد کی تعمیر پر پابندی نہیں لگائی لیکن جب چاہا مساجد میں سور پھینک کر چلے گئے...... دو سجدوں کی اجازت میں اتنے مگن کہ دارالحرب اور دارالاسلام کے مسائل ہی بھول بیٹھے۔

آج آپ ہندوستان کو دارالحرب نہیں مانتے جبکہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے اس وقت دارالحرب ہونے کا فتویٰ جاری کیا تھا جب ابھی دہلی کی حکومت پر مسلمان بیٹھے ہوئے تھے۔ عدالتی نظام قاضیوں کے ہاتھ میں تھا، بظاہر ہر طرح کی مذہبی آزادی تھی، عیدین، جمعہ اور اذان پر کوئی پابندی نہ تھی۔ جو وجوہات شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت تحریر فرمائیں انکو پڑھیئے اور ہندوستان میں ہندوؤں کے مظالم دیکھئے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

''یہاں رؤساء نصاریٰ (عیسائی افسران) کا حکم بلا دغدغہ اور بے دھڑک جاری ہے اور انکا حکم جاری اور نافذ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ملک داری، انتظامی رعیت، خراج، باج، عشر و مالگذاری، اموالِ تجارت، ڈاکوؤں اور چوروں کے انتظامی معاملات، مقدمات کا تصفیہ جرائم کی سزاؤں وغیرہ (یعنی سول فوج پولیس دیوانی اور فوجداری معاملات کسٹم اور ڈیوٹی وغیرہ) میں یہ لوگ بطورِ خود حاکم اور مختار کل ہیں۔ ہندوستانیوں (مسلمانوں) کا انکے بارے میں کوئی دخل نہیں۔ بے شک نمازِ جمعہ، عیدین، اذان اور ذبیحہ گاؤ جیسے اسلام کے چند احکام میں وہ رکاوٹ نہیں ڈالتے لیکن جو چیز ان سب کی جڑ اور حریت کی بنیاد ہے (یعنی حاکمیتِ اعلیٰ Commandand Control) وہ قطعاً بے حقیقت اور پامال ہے۔ چنانچہ بے تکلف مسجدوں کو مسمار کر دیتے ہیں، عوام کی شہری آزادی ختم ہو چکی ہے۔ انتہاء یہ ہے کہ کوئی مسلمان یا ہندو انکے پاسپورٹ اور پرمٹ کے بغیر اس شہر یا اسکے اطراف و جوانب میں نہیں آسکتا۔ عام مسافروں یا تاجروں کو شہر میں آنے جانے کی اجازت دینا بھی ملکی مفاد یا عوام کی شہری آزادی کی بنا پر نہیں بلکہ خود اپنے نفع کی خاطر ہے۔ اسکے بالمقابل خاص خاص ممتاز اور نمایاں حضرات مثلاً شجاع الملک اور ولایتی بیگم انکی اجازت کے بغیر اس ملک میں داخل نہیں ہو سکتے۔ دہلی سے کلکتہ تک انہی کی عملداری ہے۔ بے شک کچھ دائیں بائیں مثلاً حیدر آباد لکھنؤ رامپور میں چونکہ وہاں کے فرمارواؤں نے اطاعت قبول کر لی ہے براہِ راست نصاریٰ کے احکامات جاری نہیں ہوتے (مگر اس سے پورے ملک کے دارالحرب ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا) (علماء ہند کا شاندار ماضی)

آج ہندوستان میں حکم کس کا چلتا ہے، مسلمانوں کا یا ہندوؤں کا؟ مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو کو اب تک سیکڑوں بار پامال کیا جا چکا ہے۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے عملی اقدامات نے دشمنانِ اسلام کو آگ بگولہ کر دیا، دودھ میں چھپکلی اوٹا کر دودھ پلا دیا گیا جسکے نتیجے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بینائی جاتی رہی اور برص لاحق ہو گیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مع خواتین خانہ کے دہلی بدر کر دیا گیا، عورتوں تک کو سواری پر سوار ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو صحابہ سے محبت کی پاداش میں گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔

شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دارالحرب کا فتویٰ صرف کاغذی کاروائی نہ تھی بلکہ اس پر عمل درآمد کے لئے مکمل جنگ کا منصوبہ انکے پاس تھا۔ جو کچھ انکے قلم سے نکلا اس کے لئے بہت تیزی کے ساتھ عملی اقدامات کئے گئے، شہر شہر جا کر لوگوں کو جہاد کے لیے تیار کیا گیا، جو جہاد پر جانے کیلئے تیار ہوئے انکی جہادی تربیت کی گئی، ہجرت کے لئے مسلمانوں کو تیار کیا گیا، جہاد کے مصارف کے لئے مالی انتظامات کئے، دیگر ممالک سے تعلقات نیز باضابطہ جنگ کے آغاز کے لئے صوبہ سرحد کا انتخاب، اور وہاں تک پیچھے مرکز سے رابطے کا انتظام، رسد کمک کی فراہمی غرض وہ تمام اقدامات کئے گئے جو جنگ کرنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ اسکے لئے سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ امیر مجاہدین اور شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ انکے مشیر خاص متعین ہوئے۔

پھر دنیا نے دیکھا کہ چٹائیوں پر بیٹھنے والے توپ و تفنگ اٹھائے اپنے علم کی لاج رکھنے کے لئے گھر بار، بیوی بچوں، بڑے بڑے دینی حلقوں کو خیر باد کہہ کر گھر سے ہزاروں میل دور صوبہ سرحد کے پہاڑوں میں بسیرا کر رہے تھے۔ قرآن و حدیث کا درس چھوڑ کر آج قرآن و حدیث کے احکامات کو بچانے کے لئے یہ سب نکل کھڑے ہوئے تھے، کیا شیخ الحدیث اور کیا شیخ التفسیر کیا قطب اور کیا ابدال سارے کے سارے اللہ کے منشا کو پورا کرنے کی خاطر گرد و غبار میں اٹتے، کیچڑ میں لت پت ہوتے، روکھے سوکھے ٹکڑوں پر گذارا کرتے، فاقے برداشت کرتے ملامت کرنے والوں کی ملامت سنتے طعنہ زنوں کی طعنہ زنی سہتے، حکمتِ عملی اور مصلحت پسندی کا درس دینے والوں کو قرآن و حدیث سے جواب دیتے، غداریاں بے وفائیاں گھر بار سے دوری سب کچھ

برداشت کرتے ہوئے بالآخر یہ عظیم شخصیات پر مشتمل قافلہ بالاکوٹ میں اپنی آخری چیز بھی رب کائنات کی منشا و رضا کی خاطر قربان کر گیا۔اور بعد میں آنے والے مفسرین و محدّثین، مصلحین و مرشدین کو بتا گیا کہ ولایت، اللہ حق مجدہ کے تقاضے پورے کرنے کا نام ہے،انبیاء کہ وارث وہ علماء ہیں جو شریعت کے تقاضوں پر اپنا سب کچھ قربان کر دیں۔شعائرِ اسلام کو بچانا ہی سب سے بڑی دین کی خدمت ہے خواہ اپنا گھر اپنا مدرسہ، اپنا وطن تک اسکے لئے قربان کرنا پڑے،تم میں بہترین عالم وہی ہوسکتا ہے جو قرآن سے سیکھے اور اس پر ڈٹ جائے۔

یہ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت اور اللہ کے ساتھ خصوصی تعلق ہی تھا کہ اس پیشانی نے کفر کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا جو اپنے محبوبِ حقیقی کے سامنے جھکتی تھی۔ بالاکوٹ میں شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کے وقت ہر بار دہلی سے بالاکوٹ تک کا نقشہ ذہن میں گھومنے لگتا ہے۔ دہلی کی رونقیں، نمازیوں سے کھچا کھچ بھری مساجد، مدارس میں شائقین علم کا ہجوم، اور دوسری جانب بلند و بالا پہاڑوں میں گھرا بالاکوٹ، کہاں دہلی کا شہزادہ اور کہاں ''ست بنا نالہ''۔مجھ جیسا پست ہمت اس راز کو کیونکر سمجھ سکتا ہے کہ حدیث نبوی کا درس دیتے شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ درسِ حدیث چھوڑ کر سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے ہو لئے؟

کبھی مزارِ قاسمی میں قاسم و محمود رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر کھڑے ہو کر سوچئے گا کہ کس قوت سے ٹکرانے چلے تھے،جسکی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔اور خود سے یہ بھی سوال کیجئے گا کہ احاطۂ مولسری سے نکلتے ہوئے باب قاسم پر آخری نظر ڈال کر دل میں جذبات کا طوفان لئے نکلنے والا طالبِ علم باقی ہے یا دنیا کی جگمگاہٹوں نے انکو بھی ''مستقبل'' کی فکر کرنے والا بنا دیا؟

میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ ہمارے اسلاف زیادہ سمجھدار تھے جو امت کے ہیروں کو اکٹھا کر کے بالاکوٹ میں لا کر شہید کرا بیٹھے، یا ہم جو اپنی جان بچائے پھرتے ہیں؟ میں اپنے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث کو یہ احساس نہیں تھا کہ انگریزوں کے خلاف انکا فتویٰ انکے لئے کس قدر مشکلات کھڑی کر دے گا، کیا انکو اس بات کا اندازہ تھا کہ انکے اس عمل سے ہندوستان بھر کے مدارس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔ پھر آخر کیا تڑپ تھی جو دہلی کے عظیم علمی کارنامے انجام دینے والے مدارس کو داؤ پر لگا دیا، خود بھی مصیبتوں میں رہے اور مدارس بھی مسمار کرائے؟

مجھ جیسا کم علم جب اسلاف کی تاریخ پڑھتا ہے اور آج کے حالات دیکھتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے وہ کوئی اور تھے ہم کوئی اور ہیں۔ دل کرتا ہے کہ آگے سفر کے بجائے ماضی کی طرف ہی لوٹ

چلیں......آیئے ماضی ہی پھر سے واپس لائیں کہ وقت بہت مختصر ہے......بحثیں چھوڑ یئے اور......اٹھیئے کہ اٹھنے کا وقت ہے......مایوس نہ ہویئے اور خود کو کمزور بھی نہ سمجھئے......صومالیہ والوں کو دیکھئے......بھوکے پیٹ......قحط زدہ......رگوں کا خون بھی دین کے دشمنوں نے نچوڑ لیا تھا لیکن جب اٹھے تو وقت کے فرعون کے گلے میں رسیاں ڈال کر گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرے۔......
بھارت کچھ بھی نہیں......اللہ ہی کی طاقت ہے جس سے ڈرنا چاہئے......یہ خوفِ غلامی ہے اور کچھ بھی نہیں......ورنہ ایک پولیس والے کی کیا مجال کے ایک تھری ناٹ تھری ہاتھ میں لے کر محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کو یوں ہنکا کر لے جائے جیسے انسان نہیں بکریوں کا ریوڑ ہوں......یہ صرف جہاد سے دوری کا نتیجہ ہے ورنہ بھارتی فوج بھی آپکے سامنے ٹھہر نہیں سکتی......کشمیر کے اندر دیکھ لیجئے......مشرف کے غداری کرنے سے پہلے تک ......مجاہدین نے کس بری طرح بھارتی فوج کو شکست دی تھی۔

جلدی کیجئے۔ جہاد کے میدان پکار رہے ہیں......قافلے رواں دواں ہیں......قطب مینار آپکو آپ کی عظمت کی داستان یاد دلا رہی ہے......لال قلعے پر لہراتا ترنگا دل کو خون خون کرتا ہے......اور اسکے سامنے پر شکوہ جامع مسجد کیا ان سب کو دیکھ کر بھی لٹا ہوا ماضی واپس لینے کی تمنا نہیں ہوتی۔ یہ سب آپکی وراثت ہے......اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لئے دنیا میں نہیں بھیجا کہ آپ اللہ کے دشمن ہندوؤں کی غلامی میں زندگی گذاریں......اٹھنے کا وقت ہے اٹھ جایئے......اگر خود نہیں اٹھیں گے تو اٹھا دیئے جائیں گے۔ تھوڑا وقت ہے۔ جنگوں کے آغاز سے پہلے خود کو جہاد کے لئے تیار کر لیجئے تاکہ باہر سے آپ کے مجاہدین بھائی اور اندر سے آپ غزوۂ ہند میں شریک ہو کر جہنم کی آگ سے چھٹکارا پاسکیں......اور آقائے دو جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح ہندوستان کے بارے میں بشارت میں شریک ہوسکیں۔

پاکستان اور علماء حق

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل

انتہائی حیرت کی بات ہے کہ جب خطرات سانپ کی طرح پھن پھیلائے سامنے کھڑے ہیں، اس نازک وقت میں اہلِ حق میں حرارت کے آثار نظر نہیں آرہے۔ حالانکہ یہ وہ طبقہ ہے جو خطرات کی بو دور سے ہی سونگھ لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لیکن فی الوقت خطرات انکے سروں پر برسنا شروع ہو چکے ہیں، لیکن کیا وجہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے۔

کبھی دل کرتا ہے کہ ان بندگانِ خدا کے دروں پر جا کر پوچھیں تو سہی کہ پتھروں کو زبان عطا کرنے والوں پر یہ خاموشی سی کیوں طاری ہے؟ بالاکوٹ کے کوہساروں اور شاملی کے میدانوں کو اپنے لہو سے رونق بخش کر، برّصغیر میں آزادی کی بہار لانے والے آج خزاں رسیدہ پتوں کی طرح کیوں بکھرے پڑے ہیں؟ ماضی اور حال کا یہ تضاد طالب علموں کے لئے نا قابلِ فہم ہے؟

ہمیں خود کو قاسم و محمود کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیئے کہ ہمارے اور اسلاف کے منہج اور طریقۂ کار میں کتنا فرق آیا ہے؟ یہ فرق صرف فروعی ہے یا بنیادیں ہی ہل چکی ہیں؟ صرف طریقۂ کار میں اختلاف ہے یا مقاصد و نصب العین ہی تہہ و بالا ہوگئے ہیں؟ نصب العین پر خود کو مٹانے کی سنت جاری ہے یا خود پر نصب العین کو قربان کیا جارہا ہے، مٹ جانے کا شوق جوان ہے یا بچ جانے کی تمنا نے دل میں گھر کرلیا ہے؟ آخری حدیث پڑھاتے وقت جو ''خوئے بغاوت'' بطور سند تقسیم کی جاتی تھی، اسکی جگہ کہیں ''حکمت و مصلحت'' نے تو نہیں لے لی؟ شوقِ بالاکوٹ اور تمنائے شاملی دل کو گرماتی ہے یا لندن و واشنگٹن کی سحر انگیزی نے دین کی خدمت کے ''جدید تقاضے'' سکھادیئے ہیں؟

اللہ ان گناہگار آنکھوں کو وہ دن نہ دکھائے کہ جب اس مکتبِ فکر کے رجال کا قتلِ عام کیا جائے، انکے مساجد و مدارس کی چھتیں انہی پر گرادی جائیں۔ کاش ایسا نہ ہو اور سب کچھ اچھا ہی چلتا رہے۔ لیکن نہ جانے کیوں پھر اس سیاہ کار کی آنکھوں کے سامنے، درختوں سے لٹکی اس طبقے کے مرادانِ حر کی لاشیں آجاتی ہیں، جنکو ۱۸۵۷ء کے بعد، دہلی کی جامع مسجد سے دہلی دروازے تک، درختوں پر اس طرح سجادیا گیا تھا جیسے، شادی بیاہ میں ہر دیوار اور منڈھیر پر چراغ سجادیئے جاتے ہیں۔ پھر دل کو تسلی دے لیتا ہوں، کہ وہ پرانے دور کی باتیں تھیں۔ یہ جدید دور ہے۔ ''معلومات'' اور ''آگاہی'' کا دور...... ''ایک آنکھ'' (One Eye) کا دور...... جو...... ہر جگہ ہر کسی کو دیکھ رہی ہے...... لہٰذا انگریزوں جیسا ظلم آج نہیں کیا جاسکتا...... لیکن پھر ''اپنوں'' کے ساتھ کچھ خوفناک ہوجانے کے اندیشہ سے بے چین ہوجاتا ہوں، پھر اس معلومات اور ''کانی آنکھ'' (جو صرف یک طرفہ دیکھتی اور دکھاتی ہے) کے دور کا فلوجہ نیندیں اڑادیتا ہے...... فلوجہ مقتل گاہ...... ایک خاص مکتبِ فکر کی مقتل گاہ...... جس میں خوئے بغاوت ابھی باقی ہے...... اپنے دین...... اپنے ایمان...... اپنے ملک پر کسی کافر کو قابض ہوتا دیکھ کر جنکی خوئے بغاوت پھر سے بھڑک اٹھتی ہے...... یہ سب ایک ہیں...... انکے نام، چہرے، علاقے اور زبانیں ضرور جدا جدا ہیں...... لیکن ان سب کی فطرت میں بغاوت ہے...... انکا ردِّ عمل ایک جیسا ہوتا ہے...... تہذیب برطانیہ کی صورت میں آئے، یا امریکہ کی شکل میں...... انکا پیشہ ہی بغاوت ہے......

حالانکہ مسلمان تو اور بھی ہیں...... جو وسیع النظر...... دوسروں کو برداشت کرنے والے...... دورِ جدید کی حقیقتوں کے سامنے سر جھکا دینے والے...... لیکن اس مکتبِ فکر کے اندر ''انتہا پسندی'' ہے...... دنیا کی ''مہذب اقوام'' خود چل کر انکے دروازے پر تہذیب سکھانے آئی ہیں...... یہ ہیں کہ مرنے مارنے پر تیار...... فساد پھیلاتے...... شر پسند...... انکی تاریخ ہی یہی ہے...... جب ایسا کوئی موقع انکو ملتا ہے...... تو ان کے خانقاہ والے...... مدرسوں والے...... کیا امام...... کیا مؤذن...... کیا تاجر کیا مزدور یہ سب ایک جیسے ہو جاتے ہیں...... کوئی خانقاہ سے اٹھ کر، سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور حاجی امداد اللہ بن جاتا ہے...... اور وقت کے محدث مدرسے چھوڑ کر اپنے پیروں کے پیچھے ہو لیتے ہیں......

پاکستان میں اہلِ حق کے خلاف عراق والا طریقۂ کار استعمال کیا جائے گا۔علماء حق باطل قوتوں کے نشانے پر ہیں۔لہٰذا قبل اسکے کہ چن چن کر ٹارگٹ کلنگ میں نشانہ بنتے رہیں...... اٹھنا ہوگا...... قبل اس کے کہ امریکہ پاکستان میں اپنی مرضی کی جنگ مسلط کرے اہلِ حق کو اس جارحیت کے خلاف اٹھنا ہوگا۔عوام کو ساتھ لے کر آنے والے حالات سے نمٹنے کے لئے تیاری ناگزیر ہے۔...... غم اور کچھ نہیں...... صرف اتنا سا ہے کہ یہ آنکھیں، آپکے گلی محلوں اور بستیوں کو فلوجہ بنتے دیکھنے کی تاب کہاں سے لائیں گی......

لہٰذا نفس بار ہا زباں بندی کی فضیلت سناتا ہے...... کہ جہاں...... لوگ آرام سے سو رہے ہوں وہاں شور شرابا کرنا، سوتوں کو جگانا...... ''بدتہذیبی'' سمجھی جاتی ہے...... لوگ اس کو اچھا نہیں سمجھتے...... لیکن دل پھر دل ہے، ڈرتا ہے کہیں اپنوں کے ساتھ وہ کچھ نہ ہو جائے جو علماءِ عراق کے ساتھ ہوا...... آنکھوں کے سامنے پھر وہی منظر گھوم جاتے ہیں..سرزمینِ دجلہ وفرات کے مناظر...... اذان کی آوازوں سے گونجتے مینارے، اذان دینے والوں پر گرا دیئے گئے...... سجدے میں پڑے سبحان ربی الاعلیٰ کہتے نمازیوں پر مسجدوں کی چھتیں گرادی گئیں...... باحیاء عرب بیٹیاں اور بہنیں موت کی تمنا کر کر کے جئیں یا...... وامعتصما...... یا کسی محمد بن قاسم کے انتظار میں...... پورے محلے کا محاصرہ کر کے تمام عورتوں کو اٹھا کر لے جاتے...... سفید ریش بوڑھوں کو داڑھیاں پکڑ کر سڑکوں پر گھسیٹتے...... اور نوجوانوں کو قطاروں میں کھڑا کر کے نشانہ بازی کرتے...... ابلیسی تہذیب کے پجاری...... امریکی فوجی، بلیک واٹر اور وہ طبقہ جنکا شجرۂ نسب ''ابن علقمی'' سے ملتا ہے...... نشانہ ایک ہی طبقہ بنا...... وہ بھی بہت منظم انداز میں...... کھلم کھلا...... دن کی روشنی میں...... حتیٰ کہ بھرے بازار میں اس طبقے کا کوئی بھی فرد نظر آیا...... جس رافضی نے

چاہا امریکی گن اٹھائی اور سب کے سامنے گولی ماردی...... ظلم سا ظلم تھا......

دوست شاید محسوس کریں کہ...... صرف فلوجہ ہی کا ذکر بار بار کیوں؟...... کشمیر...... بھارت ...... افغانستان کو کیوں بھول گئے؟

سب یاد ہیں...... نہ کشمیر بھول سکتے ہیں...... نہ دہلی...... خود اپنا 'آپ'' بھلایا جاسکتا ہے لیکن سرینگر و دہلی نہیں بھلائے جاسکتے کہ یہ بندے پر قرض ہے...... رہا افغانستان...... اسکے بغیر تو سب کچھ ادھورا ہے...... لیکن جو سبق پاکستان میں موجود اہلِ حق کے لئے فلوجہ میں ہے وہ کسی میں نہیں...... فلوجہ میں قتلِ عام اپنے اندر بے پناہ عبرتیں اور سبق سمیٹے ہوئے ہے...... نیز پاکستان کے لئے عراقی پیٹرن روبہ عمل لایا جائیگا۔ قاتل کون تھے...... قاتلوں کی رہنمائی کرنے والے کون اور مقتول کون؟ سسکیاں، آہیں اور چیخیں کس کی گونجتی تھیں...... قہقہے اور نعرے لگانے والے کون تھے؟ مختصر یوں کہہ لیجئے کہ فلوجہ اہلِ پاکستان کی ایسی ویڈیو فلم ہے جو پہلے سے بنالی گئی ہے...... اپنا مستقبل دیکھنے کے لئے فلوجہ کی کہانی غور سے پڑھئے...... جس نے فلوجہ کو پڑھ لیا...... اسکے لئے مستقبل میں پاکستان میں ہونے والا سب کچھ اس طرح ہوگا گویا وہ فلوجہ ہی کی ویڈیو دیکھ رہا ہے...... حملہ آور بھی وہی...... حملے کے نشانے پر بھی وہی...... قاتل بھی فلوجہ جیسے...... اور مقتول بھی فلوجہ کی طرح......

یہ کمزور دل چٹانوں کے دل چاک کرتی ان بہنوں کی چیخوں کو برداشت کرنے کے قابل نہیں...... ان بہنوں کی آواز پر تو آج کے محمد بن قاسم ''ابومصعب زرقاوی'' نے لبیک کہا تھا...... کیا کوئی ہے جو کراچی سے گلگت اور کشمیر سے قبائل تک، بلیک واٹر، امریکی میرین اور انکے کرائے کے فوجیوں کے مقابلے، ابومصعب زرقاوی بن سکے...... کوئی ہے جو تمام مصلحتوں...... خود فریبی کی حکمتِ عملیوں اور خوف کے سایوں سے جان چھڑا کر...... بیک وقت... اسلام کے تمام دشمنوں کے مقابلے کے لئے تنہا اٹھ کھڑا ہو...... تب جاکر مسلمانانِ پاکستان کو بچایا جاسکے گا۔

اہل حق کے لئے ضروری ہے کہ جس انداز میں دشمن ہمیں مٹانے کے منصوبے بنارہا ہے اسی انداز میں اس کو جواب دیا جائے...... بھارت و امریکہ کی منت سماجت کر کے...... زندگی کی بھیک مانگ کر یا چند سانسیں قرض لے کر جی لینے کا نام زندگی نہیں ہے۔ ایسی زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر ہے۔

قبل اسکے کہ امریکہ و بھارت مل کر آپ پر یلغار کر دیں........ اٹھ جایئے اور پاکستان بھر کے مسلمانوں میں جذبہ جہاد شعلۂ جوالا بنادیجئے۔ امام مہدی کی دعوت دینے والے لشکر کو مضبوط

کیجئے اور امام مہدی کے دشمنوں کے خلاف متحد ہو جایئے۔لوگوں کو سمجھایئے کہ امریکی جنگ کا ایندھن بننے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔اللہ تعالیٰ اگر اس ابلیسی طاقت کے مقدر میں شکست لکھ چکے ہیں تو ساری دنیا مل کر بھی اسکو طالبان سے نہیں بچاسکتی۔اگر ساری دنیا کے مسلمان بھی امریکہ کے ساتھ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو مٹا کر ایک نئی قوم لے آئیں گے جو انکے دین کے دشمنوں سے جہاد کرے گی۔اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں ہیں۔

چنانچہ ہمیں آخرت سے ڈرنا چاہئے اور اسلام دشمن طاقتوں کا ساتھ دینے کے بجائے اہلِ ایمان کے ساتھ نیا اتحاد قائم کر کے امریکہ و بھارت کے خلاف جنگ کی تیاری کرنی چاہئے۔کامیابی انہی کو ملے گی جو اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لئے لڑیں گے اور جو اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو چھوڑ دیں گے اللہ تعالیٰ انکو چھوڑ دینگے۔پھر انکی مدد نہیں کی جائے گی۔اللہ تعالیٰ ہمیں اہلِ حق کے ساتھ شامل فرمادیں اور باطل کا ساتھ دینے سے ہماری حفاظت فرمائیں۔آمین

جہاد کا وقت کب آئے گا؟
امام مہدی کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے؟

جہاد کے فرضِ عین ہونے کی جو شرائط ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہیں ان کے مطابق تمام دنیا کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہے۔اس فرض کی ادائیگی میں کوئی سستی، کاہلی اور حیلوں بہانوں کی گنجائش نہیں ہے۔البتہ ابھی وہ شرائط پوری نہیں ہوئیں جو دشمنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، مرزا غلام احمد قادیانی نے بیان کی ہیں۔قادیانی شریعت کے مطابق ابھی جہاد فرض نہیں ہوا، اور نہ مستقبل میں فرض ہونے کی امید ہے۔

دشمنانِ اسلام مسلمانوں پر حملہ آور ہیں اور یکے بعد دیگرے مسلم ملکوں کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنا رہے ہیں۔لیکن اپنے دفاع کے حوالے سے مسلمان انتہائی غفلت کا شکار ہیں۔جب لوگوں کو جہاد کی طرف بلایا جاتا ہے کہ آیئے جہاد میں شامل ہو کر اس فرض کو پورا کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر مسلمان ہونے کی حیثیت سے عائد کیا ہے تو جہاد سے بچنے کے لئے لوگ طرح طرح کے حیلے بہانے بناتے ہیں، حالانکہ ان میں کوئی بھی ایسا اعتراض نہیں جسکو قرآن نے نہ بیان کیا ہو اور اسکا جواب نہ دیا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کو دنیا کی محبت اور اس سے وابستہ لمبی چوڑیں امیدوں نے ایسا تباہ کیا ہے کہ دنیا چھوٹ جانے کا تصور ہی خوفناک لگتا ہے۔موت کی یاد تو کجا قبرستان جا کر بھی دل کے کسی گوشے میں اسکا خیال آکر نہیں دیتا۔حقیقت کا انکار اور مشکل حالات دیکھ کر آنکھیں بند کر لینے کی عادت اب مزاج کا حصہ بننے لگی ہے۔چنانچہ آج بھی خود کو ہر طرف سے گھرا ہوا پانے کے باوجود لوگ حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بجائے حقیقت کا ہی انکار کر رہے ہیں۔انکے نزدیک موجودہ حالات ایسے کوئی غیر معمولی نہیں۔وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ابھی وہ وقت بہت دور ہے۔لہٰذا خواہ مخواہ مسلمانوں کو پریشان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔جب امام مہدی آئیں گے تو سارے مسلمان انکے ساتھ مل کر جہاد میں شامل ہو جائیں گے۔لوگوں میں یہ خیال عام ہے کہ امام مہدی آئیں گے تو انکے ساتھ مل کر جہاد کر لیں گے۔

یہ بات کہتے ہوئے وہ حضرتِ مہدی کے وقت کے حالات سامنے نہیں رکھتے کہ جب دنیائے کفران مسلمانوں کو مٹانے کا عزم کئے ہوگی جو ساری دنیا سے بغاوت کر کے صرف ''اللہ اللہ'' کے نظام کے لئے سر دھڑ کی بازیاں لگا رہے ہونگے، ابلیس کے مذہب ''نیو ورلڈ آرڈر'' سے بغاوت کر کے اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے، آگ کے دریا عبور کر رہے ہونگے۔ تمام کفار اور انکے اتحادی منافقین سب انکے دشمن ہونگے۔ انکو مٹانے کے لئے انکی ہنستی کھیلتی بستیوں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا جائے گا، پھول سے مسکراتے بچوں سے انکا بچپن چھین لیا جائے گا، انکی باحیاء بیٹیوں کو زندہ جلا دیا جائیگا، انکے بوڑھے باپوں کے سامنے جوان سال بیٹوں کو توپوں کے دہانوں پر رکھ کر اڑا دیا جائیگا...... ہر طرف خون آشام جنگیں ہونگی...... پہاڑوں کا دل چیر دینے والے دھماکے......زمین دہلا دینے والی گولہ باری......

جسموں سے خون کے فوارے پھوٹتے ہوں گے.....کھوپڑیاں فضاء میں یوں اڑتی ہونگی گویا روئی کے گالے...انسانی گوشت کے چیتھڑے جگہ جگہ بیل بوٹوں کی طرح بکھرے پڑے ہوں گے.....دھماکوں کی چنگھاڑ سے زمین کا دل پھٹا جاتا ہوگا...بندوقوں کی نالیوں سے نکلنے والی گولیاں شائیں شائیں کرتی کانوں سے گذر رہی ہوں گی...زخمیوں کی آہ وبکا نے فضاء کی سانسوں کو روک رکھا ہوگا.....نیل کے ساحل سے خاکِ کاشغر تک جنگ ہی ہوگی۔ ایسے وقت میں کون کس کے ساتھ ہوگا، یہ بڑا اہم سوال ہے؟

اس سب کے ساتھ ساتھ سرکاری علماء و مشائخ جو حضرتِ مہدی کو نہ جانے کیسے کیسے القاب سے نواز رہے ہونگے، قیمتی پلاٹوں، بیرونی دوروں، تاحیات سرکاری وظائف اور لذت بھرے سرکاری عشائیے (Dinner) کے عوض لکھے جانے والے فتاویٰ......سیدنا مہدی کا ساتھ دینے والوں کے خلاف دجالی پروپیگنڈہ...... یہ تمام باتیں مدِ نظر رکھیئے اور پھر اپنے اس فیصلے کے بارے میں دل سے پوچھیئے کہ...... ''جب امام مہدی آئیں گے تو انکے ساتھ جہاد کر لیں گے، ابھی تو جہاد کا وقت بہت دور ہے؟''

امام مہدی کے ساتھ جہاد کرینگے یا نہیں کریں گے اسکا بہت سیدھا سا جواب قرآن نے دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ولو ارادو الخروج لاعدوا له عدة کہ اگر واقعی وہ جہاد میں نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اسکے لئے کچھ ساز و سامان تو تیار کرتے۔

جبکہ ہمارا یہ حال ہے کہ جہاد کی تیاری تک پر راضی نہیں ہیں۔ جب جہاد کی تیاری ہی نہیں ہوگی تو امام مہدی کے ساتھ جہاد میں کیسے شامل ہونگے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت بھی جہاد فرض عین ہے، سو اس وقت جہاد میں شامل ہونے سے کیا چیز روک رہی ہے؟ یہ جہاد کا وقت ہے دشمن سر پے آ کھڑا ہوا ہے۔ لہٰذا اس وقت جہاد میں شامل ہو جایئے اگر امام مہدی آ جائیں تو یہی جہاد انکی قیادت میں ادا کیا جائے گا اور اگر نہ بھی آئیں تو ہمیں اپنا فرض تو ادا کرنا ہے جسکے بارے میں ہم سے سوال کیا جائے گا۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جہاد نماز روزے کی طرح ایک عبادت ہے۔ کسی بھی عبادت کی توفیق اس وقت ملتی ہے جب دل میں اسکی طلب موجود ہو، اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر اسکو مانگا جائے، اسکے لئے کوشش کی جائے اور اسکی قدر کی جائے۔ سو جہاد بغیر مانگے، بغیر اسکی کوشش کئے اور بغیر تیاری کئے کس طرح مل سکتا ہے۔ جبکہ فضائل کے اعتبار سے یہ سب سے افضل فریضہ ہے، نیز جہاد کی تربیت کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے۔ لہٰذا پہلے یہ تو سیکھ لیا جائے کہ جہاد کس طرح کیا جاتا ہے۔ اس شخص کو آپ کس طرح سچا مان سکتے ہیں جو یہ کہتا ہو کہ میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں، میری نماز پڑھنی کی نیت ہے، لیکن نہ وہ وضو کرتا ہے نہ نماز کی تیاری کرتا ہے؟

امام مہدی کے ساتھ ہی اگر جہاد کرنا ہے تو اسکی تیاری اور تربیت تو ابھی سے کر لینی چاہیئے۔ کیونکہ حضرتِ مہدی کوئی تاریخ دے کر نہیں آئیں گے کہ میں فلاں تاریخ کو آ رہا ہوں، چنانچہ ہم اس تاریخ سے کچھ پہلے تربیت کر لیں گے۔

ناگزیر جنگ کی تیاری کیجئے

ان سب باتوں کے علاوہ اصل اور کھری بات یہ ہے کہ ہمیں اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھنا چاہیئے کہ اللہ سے ملاقات کا شوق دل میں ہے یا نہیں؟ دنیا کی اتنی لمبی چوڑی امیدیں......ساز و سامان سے بھرا ہوا گھر......بڑھاپے تک کے منصوبے، بلکہ مرنے کے بعد بھی پیچھے رہ جانے والوں کے لئے منصوبہ بندی......دنیا کی لذتیں......دستر خوان بھرے ظہرانے اور عشائیے......قیمتی ترین ملبوسات......زندگی بھر کی کمائی، ختم ہو جانے والے اور چھوڑ کر چلے جانے والے گھر کی زیبائش و آرائش کی نظر......ٹائل کونسی لگانی ہیں......گھر میں پینٹ کیسا ہونا چاہیے......گھر کی اندرونی تزئین (Interior Designing) کس سے کرانی ہے......اس سب کو دیکھ کر تو یوں لگتا ہے کہ ہمارا اللہ سے ملاقات کا کوئی ارادہ ہی نہیں اور اس دنیا سے جانے کا خیال بھی دل سے نہیں گذرا...... یہ سب کفار کریں سو کریں کہ انکا مقصد ہی دنیا ہے......لیکن امتِ توحید......اگر اس گھر کی تعمیر و تزئین کو نصب العین بنا لے، جس کو چھوڑ کر چلے جانا ہے......جو کھنڈر بن جانے

والا ہے......اور جہاں سے جنازہ نکلے......وہ امت جسکے ہر ہر فرد کو اپنا پیٹ کاٹ کر اسلحہ خرید کر رکھنا چاہیئے، ساری دولت فضول خرچیوں پر اڑا دے، یہ کہاں کی عقلمندی وسمجھداری ہے۔

ہوشیار وہی ہے جو مصیبت میں گرفتار ہونے سے پہلے اس سے بچنے کی تدبیریں کر لے......دانا وہی ہے جو جنگ سے پہلے جنگ کی تیاری کر لے......مسلمانانِ پاکستان کو مستقبل قریب میں ایک خطرناک جنگ کا سامنا کرنا ہوگا......حکمران جھوٹی تسلیاں دیتے رہیں یا ایٹمی جنگ سے ڈراتے رہیں، بھارت و امریکہ سے جنگ لڑنا پاکستان کی بقاء کے لئے ناگزیر ہے۔رہا ایٹمی جنگ کا خوف تو قسطوں میں سسک سسک کر مرنے سے ایک ہی بار دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کر لینا زیادہ آسان کام ہے۔ بھارت نے پانی روک کر ہمیں قسطوں میں مارنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ پانی کے بغیر زندگی کیسی گذرے گی اسکا اندازہ اس وقت وہ لوگ نہیں لگا سکتے جنکو ہر وقت پانی میسر رہتا ہے۔ رہے حکمران......انکو چھوڑیئے اور اپنے ہی بازوؤں پر بھروسہ کیجئے......کیونکہ اس خطے کا دفاع عام مسلمان ہی کو کرنا ہے۔

وقت بہت مختصر ہے......خصوصاً گلگت، کراچی اور اہلِ پنجاب کے لئے......اپنے محلوں اور شہروں میں موجود مجاہدین کی قدر کیجئے......وہ وقت قریب ہے کہ جب لوگ تمنا کریں گے کہ کاش! ہمارے گھر میں کوئی ایک مجاہد ہوتا......اہلِ محلّہ ترسیں گے......کاش! محلے میں ایک ہی ہوتا جو آج ہمارے گھروں میں گھستے بھیڑیوں کے جبڑوں میں ہاتھ ڈالنے کی ہمت کرتا......انکی قدر عراق کے سینیوں سے پوچھئے......یہ منظر دجلہ وفرات کی سرزمین نے دیکھا ہے......آپ بھی اس منظر کو اپنی آنکھوں کے سامنے لایئے......مسلمانوں کے محلوں کا محاصرہ کر کے سب کچھ لوٹ لیا جاتا......ساری عمر کی کمائی......عزت......جان و مال......سب کچھ تباہ کر کے چلے جاتے......صرف پیچھے......سلگتے کھنڈرات......چربی جلنے کی بو......وہ پتھرائی آنکھیں جو زخمی حالت میں زندگی کی آخری سانسیں لے رہی ہوتیں یہ منظر دیکھنے کے لئے انکو زندہ چھوڑ دیا جاتا......بچے کے لاشے سے چمٹی ممتا کی لاش......بوڑھے باپ کے اوپر پڑا جوان بیٹا......جبکہ بہنوں اور بیٹیوں کی چیخیں ہوتیں کہ دجلہ وفرات بھی نوحہ کناں ہوتے......سیکڑوں کی آبادی میں کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو امریکہ اور انکے ایجنٹوں کے مقابلے اسلحہ چلانا بھی جانتا ہو۔ پھر آپ کے انہی ”دہشت گردوں“ نے یمن، سعودی عرب شام اور افغانستان سے بہنوں کی چیخوں پر لبیک کہا......عراق کے عام شہری خود اپنی عزت و جان کی حفاظت کے لئے مجاہدین کو اپنے گھروں اور محلوں میں جگہ دینے لگے......انکے لئے کھانے وغیرہ کا بندوبست کرتے......ان سرفروشوں نے ایثار و قربانی کی

وہ مثالیں قائم کیں کہ آج عراق کے مسلمان......انکی راہوں میں پلکیں بچھاتے ہیں اور ان پر جانیں نچھاور کرتے ہیں......

لہٰذا برا وقت آنے سے پہلے مسلمانانِ پاکستان کو ان ''درویشوں'' کی قدر کرلینی چاہیئے......انکے بارے میں آپکی معلومات صفر ہیں......اگرچہ آپکا یہ خیال ہے کہ آپ انکے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں......آپکی معلومات کے ذرائع کائنات کے کذاب ہیں جنھوں نے آپکے ذہنوں میں دجالیت بھردی ہے۔آپ انکو جو نام بھی دیتے رہیں......دہشت گرد......جنونی......انتہا پسند......ملا......طالبان......کہہ لیجئے......اسلام و پاکستان کے دشمنوں کو اسمبلیوں میں جگہ......اور قربانی دینے والوں پر سنگ باری......

تم انصاف کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

وقت سب کھرے کھوٹے کو الگ کردے گا۔کس کے دل میں یہاں کے مسلمانوں کا درد ہے اور کون ہیں جو پاکستان کے نام پر اس عوام کو لوٹتے چلے آرہے ہیں۔

دوست کون دشمن کون؟

امام مہدی کے ساتھ کون مسلمان ہوں گے اور انکے دشمنوں کے ساتھ کون ہونگے ؟ اسکا جواب انتہائی آسان بھی ہے اور نہ سمجھنا چاہیں تو بہت مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ماننے والوں سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ صرف اور صرف انہی کے خالص ہوکر رہیں۔ اگر کوئی ناویں فیصد انکا اور ایک فیصد انکے غیر کا ہوگا تو اسکو قبول نہیں کیا جائیگا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو یہ حکم فرمایا کہ وہ روئے زمین سے تمام نظاموں کا خاتمہ کر کے صرف اللہ کا نظام نافذ کریں۔ تاکہ وہ سو فیصد اللہ کی عبادت کرنے والے بن جائیں۔ **وقاتلوھم حتیٰ لاتکون فتنة ویکون الدین کله لله** اوران کافروں سے اس وقت تک قتال کرو جب تک کہ فتنہ ختم نہ ہوجائے اور سارا کا سارا دین اللہ کا نہ ہوجائے۔

حضرتِ مہدی بھی آکر اسی فریضے کو انجام دیں گے۔ اور قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے سے روئے زمین کو کفر وشرک سے پاک کر کے خلافتِ اسلامیہ قائم کریں گے۔ حضرت مہدی کے ساتھ وہ تمام اہلِ حق ہونگے جو اللہ تعالیٰ کے دین کے تمام احکامات کے سامنے سر جھکاتے ہونگے۔ انھیں اسلام کے ہر حکم سے محبت ہوگی، راتوں کو مصلوں پر کھڑے ہوکر گڑ گڑانے والے اور دن میں میدانِ جہاد میں دادِ شجاعت دینے والے، انکے دلوں میں اللہ کے دوستوں کی محبت ہوگی اور انکے سینے اللہ کے دشمنوں کی نفرت سے بھرے ہونگے، مسلمانوں کے قاتلوں پر انکو غصہ آتا ہوگا، ہر حال میں صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرنے والے ہونگے.. کبھی ابلیس کے نظام پر راضی نہیں ہونگے، اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال کیا اسکو حلال مانتے ہونگے اور جن کو حرام کہا انکو حرام مانیں گے، اگر کوئی قوت کے ذریعے اللہ کے احکامات میں ردوبدل کرے گا تو یہ اس سے قتال کرتے ہونگے، اور جان قربان کر کے حق کو حق ثابت کریں گے اور باطل کو باطل۔

جبکہ انکے مقابلے میں تمام باطل قوتیں ہونگی۔ کافروں کے ساتھ وہ نام نہاد مسلمان بھی ہونگے جو اسلامی نظام سے چڑتے ہیں، جو روئے زمین پر خلافت اسلامیہ کے مخالف ہیں، جنھیں حدود اللہ سے نفرت ہے، جو پردے کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں، جنکو جہاد دہشت گردی

اور اخلاق کے خلاف لگتا ہے۔ جو قتال فی سبیل اللہ کو نہیں مانتے، جنکے دلوں کو دنیا کی محبت اور موت کے خوف نے جکڑ رکھا ہوگا، جنکی خواہشات نے ان پر غلبہ پالیا ہوگا جہاد کے مقابلے گھروں میں بیٹھے رہنے کو پسند کرتے ہونگے، جنکو فتنے (فتنہ مال، فتنہ دنیا، فتنہ نساء، فتنہ اہل و اولاد) اپنی لپیٹ میں لے چکے ہونگے۔

یاد رہے کہ امام مہدی کے خلاف سب سے پہلے اعلانِ جنگ کرنے والا ایک نام نہاد مسلمان، سفیانی ہوگا۔ یہ اور اسکی فوج اگرچہ خود کو مسلمان سمجھتی ہوگی لیکن حقیقت میں یہ لوگ مرتد ہوچکے ہونگے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو جس کو پسند کرتا ہوگا اسی کی جانب سے لڑے گا۔ **الذین آمنوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلوا أولیاء الشیطان ان کید الشیطان کان ضعیفا**

ترجمہ: جو ایمان والے ہیں وہ اللہ کے راستے میں قتال کرتے ہیں اور جنھوں نے کفر کیا وہ طاغوت کے راستے میں قتال کرتے ہیں لہٰذا تم شیطان کے دوستوں سے قتال کرو، بیشک شیطان کی تدبیر کمزور ہے۔

سوائے ایمان والو! تیاری کیجئے..خود کو تیار کیجئے......آرام پسندی چھوڑ کر...... جفاکشی اختیار کیجئے......آیئے! اللہ تعالیٰ کے دین میں پورے کے پورے داخل ہوجایئے، جس میں جہاد و قتال بھی شامل ہے......اللہ والوں کے قافلوں کے راہی بن جایئے......انکے ساتھ کھڑے ہوجایئے ......فراخی و تنگی میں......خوشی و غم میں......انکا ساتھ دیجئے......اگر ہمارے سامنے حضرتِ مہدی کا ظہور ہوگیا تو اللہ کی مدد سے انکے ساتھ شامل ہوجائیں گے اور ان سے پہلے شہادت مل جائے تو انشاء اللہ قیامت کے دن انکے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر، اپنی کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے مانگیئے، اللہ تعالیٰ دجالی پروپیگنڈے سے حفاظت فرما کر اہلِ حق کے ساتھ شامل فرمادیں، انکی مدد کرنے والا بنائیں اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرمادیں۔ (آمین)

حوالہ جات ماخذ و مصادر

1 نامِ کتاب......تفسیر قرطبی

مؤلف......محمد ابن احمد ابن ابی بکر ابن فرح قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ابو عبد اللہ

ولادت......۶۰۰ ہجری وفات......۶۷۱ ہجری ناشر......دار الشعب قاہرہ

•◆•

2 نامِ کتاب......تفسیر طبری

مؤلف......ابو جعفر ابن جریر طبری

ولادت......۲۲۴ ہجری وفات......۳۱۰ ہجری ناشر......مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

•◆•

3 نامِ کتاب......تفسیر روح المعانی

مؤلف......شہاب الدین آلوسی

ولادت......۱۲۱۷ ہجری وفات......۱۲۷۰ ہجری ناشر.....دار احیاء التراث العربی بیروت

•◆•

4 نامِ کتاب......صحیح بخاری

مؤلف......محمد ابن اسمٰعیل ابو عبد اللہ البخاری الجعفی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......۱۹۴ ہجری مطابق ۸۱۰ء وفات......۲۵۶ ہجری مطابق ۸۷۰ء

ناشر......دار ابن کثیر یمامہ بیروت

•◆•

5 نامِ کتاب......صحیح مسلم

مؤلف......مسلم ابن الحجاج ابو الحسین القشیری النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......۲۰۴ مطابق ۸۲۰ء وفات......۲۶۱ مطابق ۸۷۵ء

محقق......محمد فؤاد عبد الباقی ناشر......دار احیاء التراث العربی

•◆•

6 نامِ کتاب......الآحاد والمثانی

مؤلف......احمد بن عمرو بن ضحاک ابو بکر الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......۲۰۶ ہجری   وفات......۲۸۷ ہجری   ناشر......دار الرایہ ریاض

7 نامِ کتاب......سنن ابوداؤد

مؤلف......سلیمان ابن الاشعث ابوداؤد السجستانی الازدی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......۲۰۲ ہجری   وفات......۲۷۵ ہجری   ناشر......دار الفکر بیروت

8 نامِ کتاب......سنن ابوداؤد

مؤلف......سلیمان ابن الاشعث ابوداؤد السجستانی الازدی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......۲۰۲ ہجری   وفات......۲۷۵ ہجری مطابق ۸۸۹ء

ناشر......دار الفکر بیروت

9 نامِ کتاب......سنن ابن ماجہ

مؤلف......محمد بن یزید ابوعبداللہ القزوینی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......۲۰۷ ہجری   وفات......۲۷۵ ہجری   ناشر......دار الفکر بیروت

10 نامِ کتاب......السنن الکبریٰ

مؤلف......احمد بن شعیب ابوعبدالرحمٰن النسائی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......۲۱۵ ہجری   وفات......۳۰۳ ہجری

ناشر......دار الکتب العلمیہ بیروت   محقق......عبدالغفار سلیمان البنداری، سید کسروی حسن

11 نامِ کتاب......الجامع الصحیح سنن الترمذی

مؤلف......محمد بن عیسیٰ ابوعیسیٰ الترمذی السلمی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......۲۰۹ ہجری مطابق ۸۲۴ء   وفات......۲۷۹ ہجری مطابق ۸۹۲ء

ناشر......دار احیاء التراث العربی بیروت

12 نامِ کتاب......المجتبیٰ من السنن

مؤلف......احمد بن شعیب ابوعبدالرحمٰن النسائی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر......مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب

13 نام کتاب......التاریخ الکبیر
مؤلف......محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم ابو عبداللہ البخاری الجعفی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر......دار الفکر بیروت

14 نام کتاب......الجامع
مؤلف......معمر ابن راشد الازدی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت......۹۵ہجری وفات......۱۵۳ہجری
ناشر......المکتب الاسلامی بیروت محقق......حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

15 نام کتاب......الزہد ویلیہ الرقائق
مؤلف......عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بن واضح المروزی ابو عبداللہ
ولادت......۱۱۸ہجری وفات......۱۸۱ہجری
ناشر......دار الکتب العلمیہ بیروت محقق......حبیب الرحمٰن اعظمی

16 نام کتاب......السنن الواردۃ فی الفتن وغوائلہا والساعۃ واشراطہا
مؤلف......ابوعمرو عثمان ابن سعید المقری الدانی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت......۳۷۱ہجری وفات......۴۴۴ہجری
ناشر......دار العاصمہ ریاض
محقق......د.ضاء اللہ بن محمد ادریس المبارکفوری

17 نام کتاب......المستدرک علی الصحیحین مع تعلیقات الذہبی فی التلخیص
مؤلف......محمد بن عبداللہ ابو عبداللہ حاکم النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ
ولادت......۳۲۱ہجری وفات......۴۰۵ہجری
تحقیق......مصطفیٰ عبدالقادر عطا ناشر......دار الکتب العلمیہ بیروت

18 نام کتاب......المعجم الاوسط
مؤلف......ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت......۲۶۰ہجری وفات......۳۶۰ہجری ناشر......دار الحرمین قاہرہ

19 نامِ کتاب......المعجم الکبیر
مؤلف......ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت......۲۶۰ ہجری وفات......۳۶۰ ہجری ناشر......مکتبۃ العلوم والحکم موصل

20 نامِ کتاب......سنن البیہقی الکبریٰ
مؤلف......احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ ابوبکر البیہقی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت......۳۸۴ ہجری وفات......۴۵۸ ہجری ناشر......مکتبہ دار الباز مکہ مکرمہ

21 نامِ کتاب......الفتن لنُعیم ابن حماد
مؤلف......نُعیم ابن حماد المروزی ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ
وفات......۲۲۸ ہجری ناشر......مکتبۃ التوحید قاہرہ محقق......سمیر امین الزّہیری

22 نامِ کتاب......شعب الایمان
مؤلف......ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت......۳۸۴ ہجری وفات......۴۵۸ ہجری ناشر......دار الکتب العلمیۃ بیروت

23 نامِ کتاب......صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان
مؤلف......محمد ابن حبان ابن احمد ابوحاتم التمیمی البستی رحمۃ اللہ علیہ
وفات......۳۵۴ ہجری ناشر......مؤسّسۃ الرسالہ بیروت

24 نامِ کتاب......صحیح ابن خزیمہ
مؤلف......محمد ابن اسحاق بن خزیمہ ابوبکر السلمی النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ
ولادت......۲۲۳ ہجری وفات......۳۱۱ ہجری
ناشر......المکتب الاسلامی بیروت اسم المحقق......د۔ محمد مصطفیٰ اعظمی

25 نامِ کتاب......فتح الباری شرح صحیح البخاری
مؤلف......احمد ابن علی ابن حجر ابوالفضل عسقلانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت......۷۷۳ ہجری مطابق ۱۳۷۲ء وفات......۸۵۲ ہجری مطابق ۱۴۴۸ء
ناشر......دار المعرفہ بیروت محقق......محمد فؤاد عبدالباقی محبّ الدین الخطیب

26 نامِ کتاب......فتح الباری علی شرح البخاری لابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ
مؤلف......ابن رجب حنبلیؒ
ولادت......۷۳۶ ہجری وفات......۷۹۵ ہجری
ناشر......دارابن جوزی السعودیہ

27 نامِ کتاب......الحکم الجدیرۃ بالاذاعۃ
مؤلف......ابن رجب حنبلیؒ

26 نامِ کتاب......جامع العلوم والحکم
مؤلف......ابن رجب حنبلیر حمۃ اللہ علیہ

27 نامِ کتاب......ذم الدنیا
مؤلف......ابن ابی الدنیا ولادت......۲۰۸ ہجری وفات......۲۸۱ ہجری

28 نامِ کتاب......کتاب الزہدالکبیر
مؤلف......ابوبکراحمدابن الحسین ابن علی بن عبداللہ ابن موسیٰ البیہقی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت......۳۸۴ ہجری وفات......۴۵۸ ہجری
ناشر......مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت محقق......الشیخ عامراحمدحیدر

29 نامِ کتاب......کتاب السنن
مؤلف......ابوعثمان سعید ابن منصورالخراسانی رحمۃ اللہ علیہ
وفات......۲۲۷ ناشر......دارالسّلفیہ ہندوستان
محقق......حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

30 نامِ کتاب......مجمع الزوائدومنبع الفوائد
مؤلف......علی بن ابی بکرالہیثمی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت......۷۳۵ ہجری وفات......۸۰۷ ہجری ناشر......دارالکتاب العربی قاہرہ

31 نامِ کتاب......مسندابی یعلی

مؤلف......احمد بن علی المثنی ابویعلی الموصلی التمیمی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......۲۱۰ ہجری وفات......۳۰۷ ہجری ناشر......دار المامون للتراث دمشق

•◆•

32 نامِ کتاب......مسند الامام احمد ابن حنبل

مؤلف......احمد ابن حنبل ابوعبداللہ شیبانی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......۱۶۴ ہجری وفات......۲۴۱ ہجری ناشر......مؤسسۃ قرطبہ مصر

•◆•

33 نامِ کتاب......مسند اسحاق بن راہویہ

مؤلف......اسحاق ابن ابراہیم ابن مخلد ابن راہویہ الحنظلی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......۱۶۱ ہجری وفات......۲۳۸ ہجری ناشر......مکتبہ الایمان مدینہ منورہ

•◆•

34 نامِ کتاب......البحر الزخار

مؤلف......ابوبکر احمد ابن عمرو ابن عبدالخالق البز ار رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......215 وفات......۲۹۲ ہجری

ناشر......مؤسسۃ علوم القرآن بیروت، مکتبہ العلوم والحکم مدینہ منورہ

محقق......د محفوظ الرحمٰن زین اللہ

•◆•

35 نامِ کتاب......مسند الشامیین

مؤلف......سلیمان ابن احمد ابن ایوب ابوالقاسم الطبر انی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......۲۶۰ ہجری وفات......۳۶۰ ہجری

ناشر......مؤسسۃ الرسالہ محقق......حمدی بن عبدالمجید السّلفی

•◆•

36 نامِ کتاب......الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار

مؤلف......ابوبکر عبداللہ ابن محمد ابن ابی شیبہ الکوفی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......۱۵۹ ہجری وفات......۲۳۵ ہجری

ناشر......مکتبہ الرشد ریاض محقق......حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

•◆•

37 نامِ کتاب......موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان

مؤلف......علی بن ابی بکر الہیثمی ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......۷۳۵ ہجری　　وفات......۸۰۷ ہجری

ناشر......دار الکتب العلمیہ بیروت　　محقق......محمد عبد الرزاق حمزہ

◆◆◆

38 نامِ کتاب......عون المعبود شرح ابو داؤد

مؤلف......محمد شمس الحق عظیم آبادی ابو الطیب

ولادت......۱۲۷۳ ہجری مطابق ۱۸۵۷ء　　وفات......۱۳۲۹ ہجری مطابق ۱۹۱۱ء

ناشر......دار الکتب العلمیہ

◆◆◆

39 نامِ کتاب......شرح النوووی علیٰ صحیح مسلم

مؤلف......ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری النووی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......۶۳۱ ہجری　　وفات......۶۷۶ ہجری　　ناشر......دار احیاء التراث العربی بیروت

◆◆◆

40 نامِ کتاب......شرح السیوطی علیٰ مسلم

مؤلف......عبد الرحمٰن السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

41 نامِ کتاب......حاشیۃ السندہی علیٰ صحیح البخاری

مؤلف......محمد بن عبد الہادی، ابو الحسن نور الدین ٹھٹوی سندھی

ولادت......ٹھٹہ سندھ　　وفات......۱۱۳۸ھ مطابق 1726ء مدینہ منورہ مدفون جنت البقیع

◆◆◆

42 نامِ کتاب......حاشیۃ السندی علی نسائی

مؤلف......محمد بن عبد الہادی ٹھٹوی، ابو الحسن نور الدین سندھی

ناشر......مکتبہ المطبوعات الاسلامیۃ حلب

◆◆◆

43 نامِ کتاب......شرح صحیح البخاری لابن بطال

مؤلف......ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک بن بطال البکری القرطبی

وفات......۴۴۹ ہجری

◆◆◆

44 نامِ کتاب......مرقات المفاتیح

مؤلف......ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ　　وفات......۱۰۱۴ ہجری مطابق ۱۶۰۶ء

◆◆◆

45 نامِ کتاب......المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع

مؤلف......ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

محقق......عبدالفتاح ابوغدہ ناشر......مکتب المطبوعات الاسلامیۃ

46 نامِ کتاب......موضوعات الصغانی

مؤلف......الرضی الصاغانی

ولادت......۵۷۷ ہجری لاہور پاکستان وفات......بغداد ۶۵۰ھ مدفون مکہ مکرمہ

47 نامِ کتاب......معجم البلدان

مؤلف......یاقوت ابن عبداللہ الحموی ابوعبداللہ

ولادت......۵۷۴ ہجری مطابق ۱۱۷۸ء وفات......۶۲۶ ہجری مطابق ۱۲۲۹ء

ناشر......دارالفکر بیروت محقق......مصطفی السقا

48 نامِ کتاب......تاریخ بغداد

مؤلف......احمد بن علی ابوبکر الخطیب بغدادی

ولادت......۳۹۳ ہجری وفات......۴۶۳ ہجری ناشر......دارالکتب العلمیہ بیروت

49 نامِ کتاب......تاریخ الطبری

مؤلف......محمد بن جریر الطبری ابوجعفر

ولادت......۲۲۴ ہجری وفات......۳۱۰ ہجری ناشر......دارالکتب العلمیہ بیروت

49 نامِ کتاب......المنتظم فی تاریخ الملوک

مؤلف......عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن الجوزی ابوالفرج

ولادت......۵۰۸ ہجری وفات......۵۹۷ ہجری ناشر......دارصادر بیروت

50 نامِ کتاب......الکامل فی التاریخ

مؤلف......عزالدین علیابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ

ولادت......۵۵۵ ہجری مطابق ۱۱۶۰ء وفات......۶۳۰ ہجری مطابق ۱۲۳۲ء

51 نامِ کتاب......کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال
مؤلف......علی بن حسام الدین المتقی الہندی
ولادت......۸۸۸ ہجری دکن وفات......۹۷۵ ہجری
ناشر......مؤسسہ الرسالہ بیروت ۱۹۸۹ء

52 نامِ کتاب......الجہاد والتجدید
مؤلف......محمد حامد الناصر
53 نامِ کتاب......مجموع الفتاوی
مؤلف......شیخ الاسلام امام تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
ولادت......۶۶۱ ہجری وفات......۷۲۸ ہجری

54 نامِ کتاب......اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان
مؤلف......محمد فؤاد بن عبدالباقی بن صالح بن محمد
وفات......۱۳۸۸ ہجری

55 نامِ کتاب......علماء ہند کا شاندار ماضی
مؤلف......مولانا محمد میاں دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

56 نامِ کتاب......تاریخ دعوت وعزیمت
مؤلف......مولنا ابوالحسن علی ندوی
ولادت......۱۳۳۳ ہجری مطابق ۱۹۱۴ء رائے بریلی اتر پردیش ہند
وفات......۱۴۲۰ ہجری مطابق ۱۹۹۹ء

57 نامِ کتاب......البدایہ والنہایہ
مؤلف......حافظ ابوالفداء اسمٰعیل ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
ولادت......۷۰۰ ہجری وفات......۷۷۴ ہجری ناشر دار احیاء التراث العربی

58 نامِ کتاب......النہایہ فی الفتن والملاحم
مؤلف......ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

59 نام کتاب......المفصل فی احادیث الفتن
مؤلف......علی بن نائف الشحو د

60 نام کتاب......اتحاف الجماعۃ بما جاء فی الفتن والملاحم واشراط الساعۃ
مؤلف......حمود بن عبداللہ التویجری وفات......۱۴۱۳ ہجری

61 نام کتاب......احادیث فی الفتن والحوادث
مؤلف......محمد بن عبدالوہاب
ولادت......۱۱۱۵ ہجری وفات......۱۲۰۶ ہجری
ناشر......مطابع الریاض

62 نام کتاب......الفتن لحنبل بن اسحاق
مؤلف......حنبل بن اسحاق بن حنبل الشیبانی وفات......۲۷۳ ہجری

63 نام کتاب......موسوعۃ الیہود والیہودیۃ
مؤلف......عبدالوہاب المسیر ی

64 نام کتاب......یہود الدونمۃ
مؤلف......محمد علی قطب ناشر......دار انصار

65 نام کتاب......سیر اعلام النبلاء
مؤلف......شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت......۶۷۳ ہجری وفات......۷۴۸ ناشر......مؤسسۃ الرسالہ

66 نام کتاب......احکام القرآن للجصاص
مؤلف......ابوبکر جصاص ولادت......۳۰۵ ہجری وفات......۳۷۰

67 نام کتاب......صفۃ النفاق وذم المنافقین
مؤلف......ابوبکر الفریابی ولادت......۲۰۷ ہجری وفات......۳۰۱

68 نام کتاب......ذم الدنیا

مؤلف......ابن ابی الدنیا

ولادت......۲۰۸ ہجری   وفات......۲۸۱

◆◆◆

69 انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا

◆◆◆

70 انسائیکلوپیڈیا آف انکارٹا

◆◆◆

71 مجلۃ الراصد العدد التاسع

◆◆◆

72 The History of the House of Rothschild By Andy and Daryl.

73 The Rockefeller Syndrome by Ferdinend Lundberg.

74 Secret societies and their power in the 20th centurey By Jan Van Helsing.

◆◆◆

حضرت مہدی پر لکھی گئی کتابیں

1 (الأحاديث الواردة فى المهدى للحافظ (أبى بكر بن أبى خيثمة النسائى)، المتوفى سنة 279ھ، قال السهيلى فى (الروض الأنف)(280/1) : الأحاديث الواردة فى أمر المهدى، وقد جمعها أبو بكر بن أبى خيثمة فأكثر . اھ

2 كتاب (ذكر المهدى و نعوته و حقيقة مخرجه وثبوته) ، للحافظ أبى نعيم الأصبهانى المتوفى سنة430ھ، وذكر (ابن طاووس) الشيعى الرافضى المتوفى سنة 664ھ فى كتابه (الطرائف فى معرفة مذاهب الطوائف) (ص:179) أنه فى نحوست وعشرين ورقة ، ثم سرد فى (ص:183) أبوابه وعناوينه وهى كالتالى:روى فى أوله (49) حديثا تتضمن البشارة بالمهدى وانه من ولد طافمة وانه يملا الأرض عدلا، وأنه لابد من ظهوره ، ثم ذكر المهدى ونعوته وخروجه وثبوته ، وروى فيه (42) حديثا ، ثم إعلام النبى - صلى اللّٰه عليه وسلم - أن المهدى سيد من سادات الجنة ، وروى فى (3) أحاديث ، ثم ذكر جيشه وصورته، وطول مدته وأيامه، وروى فى (11) حديثا، ثم ......بالعدل وفى وبالمال سخى يحثوه حثوا ولا يعده عدا وروى فى (9) أحاديث ،ثم البيان عن الروايات الدالة على خروج المهدى وظهوره وروى فيه (4) أحاديث، ثم البيان فى أن توطئة أمر المهدى وخلافته وجيشه من قبل المشرق وروى فى حديثين.

ثم ذكر القرية التى يكون منها خروج المهدى وروى فى حديثين ، ثم ذكر بيان أن من تكرمة اللّٰه هٰذه الأمة أن عيسى بن مريم -صلى اللّٰه عليه وسلم - يصلى خلف المهدى وروى فيه (8) أحاديث ، ذكر ما يترل اللّٰه عزوجل من الخسف والنكال على الجيش الذين يرمون الحرم تكرمة للمهدى وروى فيه (5) أحاديث ، ثم ذكر المهدى وانه من ولد الحسين وذكر كنيته وموته حين يبعث وذكر فيه (9) أحاديث ، ثم ذكر فتح المهدى المدية الرومية ورد ما سبى من بنى إسرائيل

إلى بيت المقدس وروى فى (5) أحاديث، ثم مايكون فى زمان المهدى من الخصب والأمن والعدل وروى فيه (7) أحاديث، فجملة الأحاديث المذكورة فى كتاب ذكر المهدى ونعوته وحقيقة مخرجه وثبوته المختصة هذا المعنى المقدم ذكرها (156) حديثا. اهـ

وقد أكثر من النقل عنه مع إيراد أسانيده الشيخ المحدث الكنجى فى كتابه (البيان فى أخبار صاحب الزمان)، وسماه: (مناقب المهدى)

3 (الأربعون حديثا فى المهدى) للحافظ أبى نعيم الاصبهانى، وهو الذى لخصه الحافظ السيوطى فى كتابه (العرف الوردى فى أخبار المهدى)، وذكر الشيخ أبو الحسن على بن الحسن الإربلى الشيعى فى كتابه (كشف الغمة فى معرفة الأئمة) (267/3): أنه وقع له أربعون حديثا جمعها الحافظ أحمد بن عبدالله رحمه الله فى أمر المهدى، ثم أوردها محذوفة الأسانيد

4 (جزء فى المهدى) للحافظ أبى الحسين ابن المنادى الحنبلى المتوفى سنة 336هـ، ذكره الحافظ (ابن حجر) فى (فتح البارى)(عند شرح الحديث رقم: 5944)

5 (قصيدة فى المهدى) ويليها فصل فى مولده، ونسبه ومسكنه، وما يكون من أمره، للشيخ محمد بن على بن العربى الطائى، شيخ أهل الوحده المطلقة، وهى مطبوعة فى أول (ديوانه)

6 (البيان فى أخبار صاحب الزمان) للشيخ أبى عبدالله محدم بن يوسف الكنجى الشافعى المتوفى مقتولا على الرفض سنة 658هـ، وهو ذو نزعة شيعية، وذلك يظهر من تسمية كتابه، (فصاحب الزمان) مما تسمى به الشيعة الرافضة مهديهم المنتظر، وقد صنفه للصاحب تاج الدين محمد بن نصر بن الصلايا العلوى الحسينى، وهو كتاب يروى فيه الأحاديث بأسانيده، طبع فى مطبعة النعمان بالنجف1960 بتحقيق محمد مهدى الخرسان، ثم فى شركة الكتبى بيروت1993 بتحقيق الشيخ محمد هادى الأمينى.

7 (عقد الدرر فى أخبار المهدى المنتظر) لبدر الدين يوسف بن يحيى الشافعى المشهور بالزكى أو ابن الزكى المتوفى سنة 685هـ، وهو مطبوع فى مكتبة الخانجى بتحقيق عبدالفتاه الحلوثم مصورا بدار الكتب العلمية.

8 (كتاب في أخبار المهدى) للشيخ بدر الدين الحسن بن محمد القرشى المطلبى النابليسى الحنبلى المتوفى سنة 772هـ ، قال الحافظ ابن حجر فى (الدرر الكامنة) (1556/143/2): رأيت بخطه كتابا جمعه فى أخبار المهدى الذى يخرج فى آخر الزمان تعب فيه . 1هـ

9 (جزء فى ذكر المهدى) للحافظ عماد الدين ابن كثير الدمشقى المتوفى سنة 774هـ، ذكره فى كتابه (النهاية فى الفتن والملاحم) (ص:26)فقال : أ فردت فى ذكر (المهدى) جزأ على حدة .1هـ

10 (فصل فى أمر الفاطمى وما يذهب الناس إليه فى شأ نه) للمؤرخ عبدالرحمن بن خلدون المتوفى سنة 808هـ ، وهو فصل كبير فى الكلام على أ حاديث (المهدى) وهو من فصول مقدمة تاريخه (العبر و ديوان المبتداء والخبر)، وذهب فيه إلى إنكار خروجه، قال صاحب(عون المعبود)(243/6) قد بالغ الإ مام المؤرخ عبدالرحمن بن خلدون المغربى فى تاريخه فى تضعيف أحاديث (المهدى) كلها فلم يصب بل أ خطأ . ا ه وقدر د عليه ردابليغا الشيخ أحمد بن الصديق الغمارى فى كتاب سماه : (إبراز الوهم المكنون) يأ تى ذكره.

11 (تأ ليف يتعلق بالمهدى) للحافظ أبى زرعة العراقى المتوفى سنة 826هـ، ذكره ابن فهد الفاسى فى كتابه (ذيل التقييد) (335/1)

12 (العرف الوردى فى أخبار المهدى) للحافظ جلال الدين السيوطى ، وقد طبع ضمن (الحاوى للفتاوى) ، وهو كتابنا المحقق هذا.

13 (تلخيص البيان فى علامات مهدى آخر الزمان)للشيخ أحمد بن سليمان الرومى الحنفى المشهور بابن كمال باشا المتوفى سنة 940هـ.

14 (القول المختصر فى علامات المهدى المنتظر) للفقيه ابن حجر الهيثمى الشافعى المكى المتوفى سنة 973هـواختصره حفيده رضى الدين بن عبدالرحمن بن أ حمد الهيثمى المتوفى سنة 1014هـ

وله أيضا فتوى طويلة فى نحو (6) صفحات من القطع الكبير، وهى ضمن كتابه (الفتاوى الحديثية) (ص: 37)، رد فيها على طائفة المتمهدى الجو نفورى، الذى ظهر بالهند سنة 905هـ

15 (تلخيص البيان في أخبار مهدى الزمان) للشيخ العلامة على بن حسام المتقى الهندى صاحب كتاب (كنز العمال) المتوفى سنة 975هـ، طبع بدار التبليغ الإسلامى بقم با يران 1981.

16 (البرهان فى علامات مهدى آخر الزمان) له أ يضا ، طبع فى دار الصحابة و بمنشورات شركة الرضوان بطهران 1979 بتحقيق : على اكبر الغفارى ، وفى دار الغد الجديد المنصورة 1424هـ بتحقيق أحمد على سليمان

17 ولـه (رسالة) فارسية فى المهدى مرتبة على أ ربعة أ بواب ذكره صاحب كشف الظنون (894/1)

18 (الرد على من حكم وقضى بأ ن المهدى الموعود جاء و مضى) للشيخ العلامة على بن سلطان القارى الحنفى المتوفى 1014هـ

19 و(المشرب الوردى فى مذهب المهدى)للقارى أيضا ، طبع فى مطبعة محمد شاهين سنة 1278هـ وقد نقل منها الشيخ محمد بن عبدالرسول البرزنجى فى كتابه (الإ شاعة لأ شراط الساعة) فصلا طويلا، وقد أ لفها القارى ردا على بعض الحنفية الذين زعمو ا أن (المهدى) سيقلد مذهب أ بى حنيفة

20 (مرآة الفكر فى المهدى المنتظر)

21 و(فرائد الفكر فى المهدى المنتظر) كلا هما للشيخ العلامة مرعى بن يوسف الكرمى الحنبلى المتوفى سنة 1033هـ

22 (تنبية الوسنان إ لى أ خر الزمان) لأ حمد النوبى المتوفى سنة 1037هـ

23 (جواب عن سؤال فى المهدى) للعلامة محمد بن إسماعيل الأ مير الصنعانى اليمانى المتوفى سنة 1182هـ ، طبع فى مكتبة دار القدس باليمن 1993 بتحقيق مجاهد بن حسن المطحنى، قال الأ مير فى آخره ' انتهى ما أردنا من جمع الأحاديث القاضية بخروج المهدى ، وأ نه من آل محمد -صلى اللّٰه عليه وسلم -، وأنه لم يأ ت تعيين زمنه إ لا أ نه تقدم أ نه قبل خروج الدجال . 1هـ

24 (العرف الوردى فى دلائل المهدى)للشيخ وجيه الدين أ بى الفضل عبدالرحمن بن مصطفى العيدروس الحضر مى اليمنى نزيل مصر1192هـ

25 (التوصيح فى تواتر ما جاء فى المنتظر والدجال والمسيح) للعلامة محمد بن

على الشو كانى اليمانى المتوفى سنة1250ھ.

26(الدر المنضود فى ذكر المهدى الموعود) للعلامة صديق حسن خان القنوجى الهندى المتوفى سنة1307ھ، وهو مخطوط.

27(القطر الشهدى فى أو صاف المهدى) لشهاب الدين احمد بن احمد الحلوانى المصرى المتوفى سنة1308ھ وهى (منظومة) لامية

28(العطر الوردى) وهو شرح على المنظومة السابقة طبع فى بولاق سنة1308ھ

29(عقد الدرر فى شأن المهدى المنتظر)لبعضهم ، مخطوط بمكتبة الحرم

30(الهداية الندية للامة الحمدية فى فضل الذات المهدية) للشيخ مصطفى البكرى

31(تأليف فى المدهى) للشيخ أبى العلاء إدريس بن محمد العراقى الحسينى المغربى ، ذكره الشيخ الكتانى فى (نظم المتناثر) (ص144) ، والشيخ عبدالله بن الصديق الغمارى فى مقدمة كتابه (المهدى المنتظر) (ص7)

32(إبراز الوهم المكنون من كلام ابن خلدون) أو (المرشد لمبدى لفساد طعن ابن خلدون فى أحاديث المهدى) للشيخ أحمد بن محمد بن الصديق الغمارى المغربى المتوفى سنة 1380ھ ، طبع فى مطبعةالترقى بدمشق 1347، وقد تعقب فيه كلام المؤرخ ابن خلدون الذى ضعف فيه أحاديث (المهدى)

33(الجواب المقنع الحرد فالرد على متن طغى و تجبر بدعوى أنه عيسى او المهدى المنتظر) للشيخ محمد حبيب الله الشنقيطى المتوفى سنة 1363ھ ، طبع فى دار الشروق 1981.

34(تنوير الرجال فى ظهور المهدى والدجال) لرشيد الرشيد، طبع فى مطبعة البلاغة بحلب 1389ھ.

35(المهدى المنتظر) للشيخ أبى الفضل عبدالله بن محمد بن الصديق الغمارى المغربى ، وقد طبع فى دارالطاعة الحديثة بالمغرب.

36(تحديق النظر فى أخبار المهدى المنتظر) لحمد بن عبدالعزيز بن مانع النجدى ذكره الشيخ العباد فى رده .

37(الرد على من كذب بالأحاديث الصحيحة الواردة فى المهدى)

38و (عقيدة أهل السنة والأثر فى المهدى المنتظر) كلاهما للشيخ عبدالحسن

بـن حـمد العباد ، طبعا بمطابع الرشيد بالمدينة المنورة 1402ھ، وطبع الاول مأ يضا في مكتبة السنة مصر1416ھ

39 (الاحتجاج بالأثر على من أنكر المهدى المنتظر)

40 و (إقامة البرهان في الرد على من أنكر خروج المهدى والدجال و نزول المسيح آخر الزمان) طبع في مكتبة المعارف بالرياض 1985 وهو رد على مقال لعبد الكريم الخطيب ، وكلا هما للشيخ حمود بن عبدالله التويجرى المتوفى رحمه الله سنة1413ھ.

41 (مختصر الأخبار المشاعة في أشراط الساعة وأخبار المهدى) للشيخ عبدالله بن سليمان المشعل ، طبع بمطابع الرياض بالسعودية1985.

42 (سيد البشر يتحدث عن المهدى المنتظر) لحامد محمود محمد ليمود طبع بمطبعة المدنى بالقاهرة

43 (القول الفصل في المهدى المنتظر) لعبد الله حجاج ، طبع في دار العلوم للطباعة والنشر بالقاهرة

44 (المهدى المنتظر) لإ براهيم مشوخى طبع بمكتبة المنار بالأردن1983.

45 (المهدى حقيقة لا خرافة) لحمد بن احمد بن إسماعيل المقدم ، طبع بدار الإيمان 1400ء ثم هذبه وزاد فيه وسماء :(المهدى وفقه أشراط الساعة) ، طبع فيالدار العالمية الإسكندرية1424ھ وهو كتاب قيم نفيس

46 (المهدى المنتظر بين الحقيقة الخرافة)لعبدالقادر أحمد عطا ، طبع في درالعلوم للطباعة بالقاهرة1400.

47 (المهدى المنتظر في الميزان) لعبد المعطى عبدالمقصود، طبع في دار نشر الثقافة بالإسكندرية .

48 (حقيقة الخبر عن المهدى المنتظر) لصلاح الدين عبدالحمدى الهادى ، طبع في مكتبه تاج بداير طنطا.

49 (المهدى وأشراط الساعة) للشيخ محمد على الصابونى، طبع في السعودية ، بشركة الشهاب بالجزائر1990.

50 (من هو المهدى المنتظر؟) بحمد نور مربو بنجر المكى ، طبع في مجلس

إحياء كتب التراث الإ سلامى بالقاهرة1993.

51(الأحاديث الواردة فى شان المهدى فى ميزان الجرح والتعديل) للشيخ عبدالعليم بن عبد العظيم البستوى ، وهى رسالة ماجستير، طبعت فى دار ابن حزم1999فى جزئين ، الأول : سماه : (المهدى المنتظر فى ضوء الأ حاديث والآثار الصحيحة و أقوال العلماء و آراء الفرق المختلفة ، والثانى : سماه : (الموسوعة فى أحاديث المهدى الضعيفة والموضوعة)، وهو أجمع وأشمل ماصنف فى موضوع (المهدى) إلى الآن .

52(ثلاثة ينتظر هم العالم : الدجال والمسيح والمهدى) لعبد اللطيف عاشور، طبع بدار القران بالقاهرة والساعى بالر ياض 1986.

53(حقيقة الخبر عنا المهدى المنتظر من الكتاب والسنة) لصلاح الدين عبدالحميد هادى ، طبع بمطبعة تاج طنطا بمصر 1980.

54(المهدى المنتظر ومن ينتظرونه) لعبد الكريم الخطيب ، طبع فى دار افكر العربى 1980وهو ممن ينكر خروجه وقدرد عليه الشيخ التويجرى .

55(المهدى المنتظر بين العقيده الدينية والمضمون السياسى) لحمد فريد حجاب ، طبع بالمؤسسة الوطنية بالجزائر 1984.

56(المهدى فى الإسلام مند أقدم العصور إلى اليوم) لسعد محمد حسن طبع بالقاهرة1953.

57(المهدى والمهدوية) طبع بدار المعارف بالقاهرة1951.

58المهدى والمهدوية نظرة فى تاريخ العرب السياسى) طبع بمطبعة العانى ببغداد1957.

59(عمر أ مة الإ سلام ، وقرب ظهور المهدى عليه السلام)، تأليف أ مين محمد جمال الدين ، طبع سنة 1996، طبع فى المكتبة التوفيقية مصر1417ھ، وفيه تكهنات وتخرصات بغير علم ، وقدر د عليه الدكتور عبدالحميد هنداوى فى كتاب (الإفحام لمن زعم انقضاء عمر أمة الإسلام)

60(عقیدہ ظهور مهدی)از :مفتی نظام الدین شامزئی شهید

61(علامات قیامت اور نزول مسیح)از: مفتی محمد شفیع

62(امام مهدی ، شخصیات و کردار)از :مفتی اسد قاسمی سنبهلی

کیا آپ جاننا چاہیں گے؟

- ہم فتنوں سے غافل کیوں ہیں؟
- تمام فتنوں کا بہترین حل کیا ہے؟
- ایمان اور نفاق کی نشانیاں کیا ہیں؟
- جادو اور شیطانی اثرات کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟
- بڑے یہودی جادوگر کون کون ہیں؟
- مشہور یہودی شخصیات کی کامیابی کا راز کیا ہے؟
- راہ حق کے مسافروں کیلئے اکابرین نے کیا کردار ادا کیا؟
- بلیک واٹر کا طریقہ کار کیا ہے؟
- امام مہدی کے خروج کی نشانیاں کیا ہیں؟
- جہاد کا وقت کب آئے گا؟
- امام مہدی کے ساتھ مل کر کون لوگ جہاد کریں گے؟

ناشر

الھجرہ پبلیکیشن

آپ کی رائے اور مفید مشورے کیلئے: alhijrahpublication@yahoo.com

خط و کتابت کیلئے: 10875، حیدری جی پی او، کراچی